تیرے سنگ

زریش مصطفیٰ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تیرے سنگ

زریش مصطفٰی

پہلی قسط

"او سوہنیوں کبھی ہمیں بھی دیکھ لیا کرو"۔ یہ جملہ تو اب روز کی روٹین کا حصہ بن گیا تھا اور وہ شخص اس کی زندگی کا عذاب۔۔۔

ویسے تو سفیان عرف (سیفی) بھائی اسے کالج ڈراپ کر دیتے تھے۔ مگر ان کے گھر سے جانے کا وقت اور اس کے کالج کا وقت بہت الگ تھا۔ کبھی وہ اسے کالج ڈراپ کر دیتے تو کبھی وہ بس سے چلی جاتی۔ فیضان بہت دیر سے جاتا تھا اور اگر کبھی جلدی جاتا تو اسے چھوڑ دیتا کالج۔ مگر آج سفیان بھائی بہت صبح ہی نکل گئے اور فیضان بہت دیر سے جانے والا تھا تبھی وہ بس سے جا رہی تھی۔ بس سے جانے کا خوف صرف یہ ایک شخص تھا ویسے تو وہ مکمل حجاب میں ہوتی مگر نہ جانے اس کمبخت کو اسے تنگ کر کے کیا ملتا تھا۔

وہ پچھلے پانچ منٹ سے کھڑی وہاں بس کا انتظار کر رہی تھی۔ بس اسٹاپ پر اور بھی لوگ تھے کچھ مسافر اور کچھ اسی محلے کے جان پہچان کے لوگ مگر سب ہی اس کے منہ لگنا پسند نہیں کرتے تھے۔

"اوہ جی میں نے کہا کہ میں چھوڑ آؤں کب سے کھڑی ہیں آپ انتظار میں۔"۔۔۔ آج تو وہ چلتے ہوئے اس کے بالکل ساتھ کھڑا ہو گیا تھا اور اسے ڈراپ کرنے کی آفر کر رہا تھا۔

عروش خوف زدہ تھی مگر وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"جی بہت شکریہ میں چلی جاؤں گی۔" وہ اس سے دور ہٹتے ہوئے بولی تھی۔

"اوہ جی کہاں جا رہی ہیں آپ۔" وہ عروش کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔ عروش کرنٹ کھا کے پلٹی تھی

"یہ کیا بد تمیزی ہے ہاتھ چھوڑو۔" وہ ایک دم سے چلائی تھی۔ مگر یاسر کی گرفت اور بھی مظبوط ہو گئی تھی۔

"دیکھو ہاتھ چھوڑو میرا ورنہ اچھا نہیں ہو گا" وہ مسلسل اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور وہ اتنی ہی کمینگی سے مسکرا رہا تھا۔ آس پاس کے لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے یہ تو ہماری قوم کا المیہ ہے دوسروں کو تو بہت لیکچر دیتے ہیں مگر اپنی باری خاموش تماشائی بن جاتے ہیں۔ اپنی عزت تو بہت پیاری ہوتی ہے مگر دوسرے کی عزت کی باری آئے تو ہم اپنی آنکھیں بند کر

لیتے ہیں۔

"دیکھو میں پولیس میں کمپلین کروں گی۔" وہ اب دھمکی دے رہی تھی اس کے ہاتھ سے اس کی کتابیں اور اس کا بیگ گر چکے تھے۔ اور اس کی آنکھیں پانی سے بھری ہوئی تھیں بیچ بازار اپنا تماشا دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔ وہ ایک دم ہنسا تھا

"مھاری پولیس میری جیب میں ہے ہاتھ نہیں لگا سکتی تم مجھے آزما کر دیکھ لو"۔ وہ اسے کھلا چیلنج دے رہا تھا۔

عروش کی برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی اسے نہیں پتا کہ اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی۔ مگر ایک زوردار طمانچے نے یاسر کو ہلا ضرور دیا تھا۔ وہ بے ضرر سی دکھنے والی لڑکی اصل میں اتنی کمزور نہیں تھی جتنا اس نے سمجھ لیا تھا۔ اس کا تھپڑ واقعی یاسر کے لیے ایک جھٹکا تھا وہ اس سے ایسی کسی حرکت کی توقع نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

تبھی وہ پاگل کتے کی طرح اس پر جھپٹا تھا اور اسکا حجاب اتار کر پھینک دیا تھا۔۔۔۔۔

بائیک پر گزرتے فیضان نے یہ منظر دیکھا تھا اور پھر سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ یاسر کے سر پر تھا۔۔۔ پھر اگر درمیان میں لوگ بیچ بچاؤ نہ کرواتے تو وہ یاسر کی جان لے لیتا۔۔۔

"ابے سالے تیری اتنی ہمت کہ اب تو میرے گھر کی عزت پر نظر رکھے گا۔۔۔۔" وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔

تبھی وہ عروش کو بس اسٹاپ سے گھسیٹتے ہوئے گھر لایا تھا۔ فیضان کی حالت سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ لڑ کر آیا ہے اور بنا حجاب کے سرخ آنکھوں والی عروش۔۔۔۔۔

بات معمولی نہیں تھی۔

"کیا ہوا سب خیر تو ہے۔" رشیدہ بیگم نے آگے بڑھ کر عروش کو گلے لگایا۔

"اماں۔۔۔۔۔۔" کسی مہربان کا سایہ نصیب ہوا تو عروش پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"پوچھیں اپنی لاڈلی سے کہ کیا ہوا ہے۔" وہ بول نہیں پھنکار رہا تھا۔

"اگر میں نہ جاتا وہاں تو پتا نہیں آج کیا ہو جاتا"۔ عروج مسلسل اماں کے سینے پہ سر رکھ کر رو رہی تھی۔

"ارے صبح صبح اتنا شور کوئی ہوش کے ناخن لو۔" شائستہ ان کا شور سن کر کچن سے باہر آئیں تھی اور باہر کا منظر دیکھ، ہول کر رہ گئیں تھیں۔

"ہائے اللہ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے اور یہ خون کس سے لڑ کر آئے ہو؟؟؟" وہ ایک ہی سانس میں اتنے سارے سوال پوچھتی چلی گئیں۔۔۔۔۔

"پوچھیں اس سے کیا ہوا ہے میں کیوں بتاوں اس کو اپنے گھر میں رکھا ہے یہ کیا کم ہے جو اب اس کے لیے میں یوں باہر ہر

ایرے غیرے غنڈے سے لڑتا پھروں۔بس اب سے کالج بند ہے تمہارا آرام سے گھر بیٹھو۔" عروش کے رونے میں اب اور بھی شدت آگئی تھی۔

"حد ہے عروش کس کے ساتھ چکر چل رہا ہے تمہارا؟؟؟؟"شائستہ کا رخ اب عروش کی طرف ہو گیا تھا

"ہوش کے ناخن لو بہو تم عروش کو اچھی طرح جانتی ہو یہ ایسی نہیں ہے۔"رشیدہ بیگم نے انہیں ڈپٹ کر کہا

"ہاں ایک یہ اور ایک اس کی ماں یہ دو ہی پارساں ہیں اس دنیا میں بس"۔شائستہ بیگم کا لہجہ طنزیہ تھا

"بس کر دو شائستہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے بھی دیا کرو۔۔۔سیف دالدین کو بلاؤ کہاں ہے وہ"!اماں نے غصے سے بھرپور لہجے میں حکم صادر کیا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی سو رہے ہیں میں بلاتی ہوں۔"شائستہ منہ بناتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔شور سن کر سیف الدین صاحب کی آنکھ کھل گئی تھی۔وہ انہیں سیڑھیاں اترتے ہوئے دکھائی دیئے۔لڑائی اور شور تو معمول کا حصہ تھے مگر عروش کا حلیہ کچھ غیر معمولی قصہ سنا رہا تھا۔

"سب خیر ہے نہ۔"وہ سیدھا عروش کے پاس آئے تھے اور اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرا تھا۔اور وہ ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"بابا میرا کوئی قصور نہیں ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"میں جانتا ہوں میری بیٹی بہت اچھی ہے وہ کبھی کچھ غلط کر ہی نہیں سکتی"۔وہ اس کے بالوں کو پیار سے سہلاتے ہوئے بولے۔۔۔

"یہی باتیں ہیں آپ کی جو اسے بگاڑتی ہیں۔"شائستہ بیگم غصے سے بولیں۔

"شائستہ بیگم بہت ہو گیا تم جانتی ہو کہ کون سدھرا ہے اور کون بگڑا ہے۔۔۔"انہوں نے غصے سے فیضان کی طرف دیکھا۔ان کی لڑائی کے تسلسل کو دروازے کی دستک نے توڑا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں"!دروازہ فیضان نے کھولا تھا۔۔۔۔

"آپ کا نام فیضان ہے؟؟؟؟؟"

"جی ہاں۔۔۔۔"

"گرفتار کرلو اسے"آفیسر نے اپنے ماتحت کو حکم دیا تھا۔۔۔

"مگر کیوں؟؟؟؟"

"کیا کیا ہے میرے بیٹے نے ؟؟؟؟"اب سیف الدین صاحب بھی باہر آچکے تھے۔

"آپ کے بیٹے نے یاسر پہ جان لیوا حملہ کیا ہے۔۔۔"

"دیکھیں پہلے اس نے میری بیٹی سے بدتمیزی کی تھی۔"

"وہ سب ہم جانتے ہیں سیف الدین صاحب یاسر بھی اس وقت حوالات میں ہے ہمیں فیضان کو بھی گرفتار کرنا پڑے گا۔۔۔"وہ فیضی کو ہتھکڑیاں پہنا کر جیپ میں بٹھا چکے تھے۔

سیف صاحب سر جھکائے اندر واپس چلے گئے تھے۔شائستہ نے فیضان کی گرفتاری لاؤنچ کی کھڑکی سے دیکھی تھی۔

"ہائے میں لٹ گئی میری تو سات پشتوں نے بھی تھانے کی شکل نہیں دیکھی تھی اور اس منحوس نے میرے بیٹے کو سیدھا سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا"وہ اب باقاعدہ اپنا سینا پیٹتے ہوئے بین کر رہی تھی۔

سیف الدین صاحب نے بہت کوفت سے یہ منظر دیکھا تھا۔

"بس کرو بیگم ماتم کرنے کی ضرورت نہیں جیل میں ہے زندہ ہے میں کرتا ہوں کچھ۔۔۔"وہ کہتے ہوئے وہاں سے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔۔۔

شام میں سفیان بھائی فیضی کی ضمانت کروا کر اسے گھر لے آئے تھے۔مگر پورے دن میں شائستہ اور روزینہ اسے جتنا کوس سکتی تھیں انہوں نے کوسا تھا۔زارا کے ساتھ اس کی بنتی تھی مگر روزینہ کے ساتھ بالکل بھی نہیں۔

عروش امن پسند تھی مگر روزینہ اس کی ہم عمر ہونے کے باوجود بھی اس سے خار کھاتی تھی۔بس اس گھر میں اماں اور سیف الدین تھے جن کی وہ چہیتی تھی باقی کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا تھا۔اور سیفی بھائی اسے زارا، اور روزینہ کی طرح ہی سمجھتے تھے اور وہ تھے بھی بہت کیئرنگ۔۔۔

"بابا کیا میں اندر آسکتی ہوں"سب لوگ وہاں بیٹھے فیضان سے صبح کا قصہ سن رہے تھے جب وہ سیف الدین صاحب کے کمرے میں آئی تھی۔

"ہاں بیٹا اس میں اجازت لینے والی کیا بات ہے" وہ کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔انہوں نے کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا۔۔۔

"کوئی بات کرنی ہے یا کوئی کام تھا۔۔؟؟؟؟"وہ اب شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔۔

"بابا آپ بہت اچھے ہیں اگر آپ نہیں ہوتے تو شاید میں اس وقت۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔وہ ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"بس بیٹا روتے نہیں ہیں آپ بیٹی ہیں میری سمجھیں آپ۔۔۔اور خبردار جو آئندہ ان سب کی باتوں پر دھیان دیا تو۔"وہ اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرتے ہوئے بولے۔

"بابا میں نے سچ میں کچھ نہیں کیا۔"وہ اب بھی رو رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں میرے بچے تم صفائی کیوں دے رہی ہو۔"

"وہ صبح فیضان نے کہا کہ میں اب یونیورسٹی نہیں جاؤں گی۔"

"بابا آپ جو بھی کہیں گے میں کروں گی مگر میں یونیورسٹی نہیں چھوڑنا چاہتی۔"وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔

"بیٹا فیضان کون ہوتا ہے یہ فیصلہ کرنے والا وہ خود تو کچھ پڑھ نا سکا تعلیم کی اہمیت کو خاک سمجھے گا کوئی آپ کا یونیورسٹی جانا نہیں چھڑوائے گا بلکہ کوئی بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جب تک میں زندہ ہوں۔"

"اللہ آپ کو میری عمر بھی لگا دے بابا I love you ۔"وہ ایک دم بولی تھی۔انہوں نے اسے مسکراتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا۔

"اللہ آپ کی عمر دراز کرے بیٹا اور زندگی کی ہر خوشی آپ کو نصیب کرے آپ میری سب سے اچھی اور پیاری بیٹی ہو رویا مت کرو مجھے اچھا نہیں لگتا"

"سمجھی!۔۔۔۔"وہ شرارت سے اس کی سرخ ہوتی ناک کو دباتے ہوئے بولے۔۔۔

"ٹھیک ہے بابا میں نہیں رووں گی مگر پرامس کل سے میں یونی جاؤں گی"وہ وعدہ چاہتی تھی۔۔۔

"جی بالکل میں خود سفیان سے بولوں گا وہ آپ کو چھوڑ کر بھی آئے گا اور لے کر بھی اور اب میں آپ کی پک اینڈ ڈراپ کا بھی انتظام کرتا ہوں اب خوش۔۔۔۔۔چلو اب جلدی سے جاؤ اور ایک کپ کافی بنا لاؤ۔۔۔"اس کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔

"لو جی کل کا تماشا کم تھا جو یہ بی بی آج پھر سے جانے کے لیے تیار کھڑی ہیں۔۔۔"شائستہ بیگم نے عروش کو دیکھتے ہی تنز کا تیر پھینکا۔

"چھوڑیں امی ایسی لڑکیوں کی عادت ہوتی ہے یہ سب کرنے کی۔"روزی کیسے پیچھے رہتی۔۔۔

"جب کل بولا تھا کہ تم یونیورسٹی نہیں جاؤ گی تو یہ سب کیا ہے۔۔۔؟؟؟اور میں فارسی تو بولتا نہیں جو تمہیں سمجھ میں نہیں آتی میری بات۔"اپنے کمرے سے نکلتا فیضان بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔اور وہ ان سب میں مجرموں کی طرح کھڑی تھی۔

"میں نے کہا ہے اسے کہ یہ یونیورسٹی نہیں چھوڑے گی فائنل ایئر ہے اس کا۔درمیان میں کیسے چھوڑ دے۔"سیف الدین

صاحب نے مداخلت کی تھی۔ وہ جانتے تھے یہ سب عروش کو اتنی آسانی سے نہیں بخشیں گے۔ وہ تو ہمیشہ دھوپ میں اس کے لیے گھنی چھاؤں بن کر آتے تھے۔

"سنو سفیان۔۔۔" انہوں نے ناشتے سے فارغ ہو کر سفیان کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔

"جی بابا بولیں۔۔۔۔"

"تم عروش کو کالج چھوڑ دو اور واپسی پے گھر میں کل پرسوں تک کوئی اور بندوبست کر دوں گا"

"جی بابا۔۔۔"

وہ تائید میں سر ہلاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گئے تھے۔ اور عروش کسی مجرم کی طرح ان کے پیچھے تھی۔

"تم لوگ تھکتے نہیں ہو اس سب سے۔" وہ ان سب کو تاسف سے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

یہ سب تو برسوں سے چلا آرہا تھا اور جانے کب تک چلنا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اس دل کی اداس باتیں

سمجھنے والا کوئی تو ہوتا

کہ جس کی باتوں سے دل سنبھلتا

کہ جس کی سنگت میں دل بہلتا

کہ جس کی ہلکی سی اک جھلک بھی

ہمارے دکھ کو سمیٹ لیتی

فلک سے خوشیاں انڈیل دیتی

یا اس کی نازک مسکراہٹ ہمارے دن کی سبھی تھکاوٹ کو دور کرتی

یا پھر چمکتی وہ آنکھیں اسکی ہماری ہنسی کا راز ہوتیں

ہمارے دل کی کتاب ہوتیں

جو ہم کو چاہتا، وہ ہم کو پڑھتا'

گزرے لمحوں کی سختیوں میں

کوئی تو نازک مزاج ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔!"

(شاعر: نامعلوم)

" نظم مکمل کرتے ہوئے اس نے ڈائری بند کی اور درخت سے ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں موند لیں وہ یونیورسٹی میں سر ظہیر کا پیریڈ بنک کر کے ان کے سبجیکٹ کے نوٹس بنانے بیٹھی تھی مگر پھر اچانک اسکا موڈ بدل گیا تھا کل گھر میں ہوئے تماشے کی وجہ سے وہ یونیورسٹی نہیں آ سکی تھی اسی لیے کل کے نوٹس آج بنانے بیٹھی تھی لیکن بنا نہیں سکی تھی۔

"واہ کیا نظم ہے۔" ضویا نہ جانے کب وہاں آئی تھی کس کی ہے ڈائیری واپس رکھتے ہوئے اس نے سوال کیا

"پتہ نہیں۔" عروش نے آہستگی سے کہا اردگرد بکھرے نوٹس سمیٹنے لگی

"لو جی پتہ نہیں پھر لکھی کیوں۔" ضویا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"بس اچھی لگی تو لکھ لی" وہ نوٹس ترتیب سے فائل میں سیٹ کرنے لگی۔

"کب تک یوں ڈائیریاں بھرتی رہو گی۔"

"جب تک ممکن ہو سکا۔" عروش کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

"اور یہ کب تک ممکن ہے۔" وہ بھی اسکی تقلید میں کھڑی ہوئی۔

"مجھے نہیں پتہ۔" اس کا لہجہ اس کی بیزاریت کا صاف پتہ دے رہا تھا۔

"عروش کیا بات ہے کچھ پریشان ہو کیا؟" ضویا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنائیت سے پوچھا

"نہیں یار کوئی پریشانی نہیں ہے" وہ آہستگی سے بولی۔

"بس کل فیضان کو پولیس پکڑ کے لے گئی تھی شام تک آ گیا تھا واپس اسی لیے آج میں تمہیں یہاں نظر آ رہی ہوں۔" عروش کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ بات اتنی معمولی ہے نہیں جتنی وہ بتانے کی کوشش کر رہی ہے۔

"Don't tell me" کہ اتنا سب ہو گیا اور تم کہہ رہی ہو کہ کوئی بات نہیں۔۔۔۔ مگر وہ جیل گیا کیوں۔۔۔ ہوا کیا تھا اب یہ بھی بتا دو میڈم۔" ضویا ناراضگی سے بولی۔

"میں کالج آ رہی تھی صبح تو یاسر نے مجھ سے بدتمیزی کی بس اسٹاپ پر فیضان وہاں سے گزر رہا تھا اس نے دیکھ لیا اور دونوں کی ہاتھا پائی ہو گئی کسی نے پولیس کو بلا لیا اور وہ دونوں کو گرفتار کر کے لے گئی۔" وہ مختصر بتاتے ہوئے بولی۔

ضویا افسردگی سے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے بولی۔

"ایزیوژل تمہاری سو کالڈ آنٹی نے بکھیڑا کھڑا کر دیا ہو گا کہ ان کا بیٹا تمہاری وجہ سے جیل چلا گیا۔" ضویا منہ بسورتے ہوئے

بولی۔

"سفیان بھائی نے ضمانت کروادی تھی شام میں اب سب ٹھیک ہے۔" وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے کالج میں ارد گرد چلتے ہوئے اسٹوڈنس کو دیکھتے ہوئے بولی۔ اور یہ اس بات کا صاف اشارہ تھا کہ اب وہ مزید اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتی اور سب کچھ کتنا اور کس حد تک ٹھیک ہے یہ ضویا اچھی طرح جانتی تھی۔

"عروش وہ دیکھ سامنے۔۔۔" ضویا کی ایکسائمنٹ سے بھرپور آواز نے عروش کو سامنے دیکھنے پر مجبور کر دیا۔ اور سامنے کا منظر ہمیشہ کی طرح تھا۔

"اس میں اتنا ایکسائیڈ ہونے والی کیا بات ہے۔" وہ ضویا کو گھورتے ہوئے بولی۔

"یار ہماری یونیورسٹی کا پرنس جس پر ساری یونی کی لڑکیاں مرتیں ہیں وہ ہمارے کیمپس آیا ہے میں ایکسائیڈ بھی نہ ہوں۔" وہ چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ آتا نہیں اور یہ ساری لڑکیاں مکھیوں کی طرح اس کے ارد گرد چکر کاٹنے لگتی ہیں۔ اب بھی دیکھو ایسے ہجوم لگا ہے کہ اف!" عروش اکتاہٹ سے بولی۔

"یار چِل کرو تم ہر وقت غصے میں کیوں رہتی ہو۔" ضویا کو لگا تھا کہ شائد اس کا موڈ کچھ بہتر ہو جائے مگر نہیں۔

"یار غصہ نہیں کر رہی۔ لڑکیوں کو اپنی حدود و قیود کا پتہ ہونا چاہیئے اگر وہ خود کو پلیٹ میں سجا کر پیش کریں گی تو سامنے والا بھی ان کو ٹشو کی طرح استعمال کر کے مسل کے پھینک دے گا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو عروش۔" ضویا اسکا کندھا تھپکتے ہوئے بولی۔ تبھی زاور شاہ انہیں اپنے قریب آتا دکھائی دیا۔

"عروش وہ دیکھ ہماری طرف آرہا ہے۔" ضویا دبے دبے جوش سے بولی۔

"شرم کرو ضویا اس کا فرینڈ تمہاری خالہ کا دیور اور تمہارا منگیتر ہے۔" عروش اسے جتانے والے انداز میں بولی۔

"ہاں تو کیا ہے اس کو پتہ ہے کہ میں اس کے دوست سے کتنا متاثر ہوں۔" وہ آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولی۔ عروش اسے دیکھ کر رہ گئی۔ ضویا ایسی ہی تھی خوبصورتی اور خوبصورت چہروں کی دل کھول کر تعریف کرنے والی صاف گو صاف دل۔۔۔

"اسلام و علیکم!" زاور ان کے قریب آتے ہوئے آہستگی سے بولا۔ "ہمارے کیمپس میں Debeat **کمپیٹیشن** ہے اگر آپ حصہ لینا چاہیں تو۔۔۔۔" وہ بہت مہذب سے ان کی رائے لے رہا تھا۔

"جی مجھے تو کوئی خاص انٹرسٹ نہیں ہے البتہ عروش ضرور لے گی۔" یہ ضویا کا فیصلہ تھا جو اس نے زبردستی عروش کے سر تھوپہ تھا۔

"لیکن میں۔۔۔۔۔۔" عروش نے کچھ کہنے کے لیئے منہ کھولا ہی تھا جب ضویا نے اسکا ہاتھ دباتے دباتے ہوئے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"تو پھر میں آپ کا نام لکھ لوں؟" وہ ڈائیری کھولتے ہوئے بولا۔

"جی جی ضرور۔" ضویا کا جوش دیکھنے لائق تھا جیسے یہ مقابلہ جیت چکی ہو۔ عروش اسے گھورنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی تب تک جب تک وہ چلا نہیں جاتا۔

"اوکے پھر کل ملاقات ہوتی ہے۔" وہ ایک رسمی مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

"یہ کیا حرکت تھی۔۔۔ تم کچھ سوچتی بھی ہو بولنے سے پہلے کہ نہیں۔" عروش اس کے جاتے ہی ضویا پر برس پڑی تھی۔

"یار وہ جس طرح کہہ رہا تھا میں انکار نہیں کر سکی۔" وہ چہرے پر مصنوعی معصومیت سجاتے ہوئے بولی۔

"ہاں تو ٹھیک ہے تم چپ رہتی میں انکار کر دیتی اسے۔۔۔ مگر نہیں محترمہ کو تو بس۔۔۔۔۔" عروش دانت پیستے ہوئے بولی۔

"یار جو ہونا تھا سو ہو گیا کل اس سے مل کے تقریر کس ٹاپک پر کرنی ہے کہاں کب اور کس وقت یہ سب پوچھ لینا۔"

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے میں کل جا کر اسے بتا رہی ہوں کہ میں کچھ نہیں کرنے والی۔"

"یار پلیز میری عزت کا کچھ خیال کرو۔" ضویا اب منت پر اتر آئی تھی۔ وہ زاور کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ بنا کسی رکاوٹ کے ضویا کی بات مان لیتی مگر اس وقت وہ جس ذہنی انتشار میں تھی ایسے میں عروش کا غصہ جائز تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"آ گئی محترمہ۔۔!!" گھر آتے ہی اس طنزیہ جملے سے اسکا خیر مقدم ہوا شائستہ بیگم نے دروازہ کھولتی عروش کو اندر آتے دیکھا اور فوراً اس کے سر پر پہنچ گئیں۔

"جلدی سے کپڑے بدلو اور ڈرائنگ روم میں آؤ۔" ابھی وہ اپنے کمرے تک بھی نہیں پہنچ پائی تھی کہ اس کیلئے ایک نیا حکم نامہ تیار تھا۔ وہ صرف دانت پیس کر رہ گئی۔

عروش مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق کپڑے بدل کر سیدھے ڈرائنگ روم میں آ گئی تھی جہاں چند خواتین نے اسے خاصا گھور کے دیکھا تھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو کچھ اشارہ کیا تھا۔ وہ کچھ حیران کچھ پریشان کھڑی ان عجیب و غریب خواتین کو دیکھ رہی تھی۔

"اسلام و علیکم!" کچھ جھجکتے ہوئے اس نے انہیں سلام کیا تھا۔

"وعلیکم اسلام" ان میں سے ایک قدرے ادھیڑ عمر عورت نے خاصا چبا کر سلام کا جواب دیا تھا۔ اسے اپنا آپ عجیب محسوس

ہو رہا تھا۔

"سوری آنٹی میں کھانا کھالوں بہت بھوک لگی ہے۔" اسے وہاں سے ہٹنے کیلئے جو ذہن میں آیا بول دیا۔ اور یہ سچ بھی تھا۔ صبح سے ایک کپ چائے پر زندہ تھی۔ اس وقت پیٹ میں چوہوں کا کبڈی میچ چل رہا تھا۔ وہ ان سے معذرت کرتی سیدھا کچن میں آئی تھی۔ جہاں زارا بکھرا کچن سمیٹنے میں مصروف تھی۔

"آپی کچھ کھانے کو ملے گا؟" عروش نے برتن سمیٹتی زارا سے پوچھا۔

"ہاں تمہارا کھانا وہاں رکھا ہے کھالو۔" وہ کچن ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"تھینک یو آپی۔" وہ چیئر گھسیٹتے ہوئے بولی۔

"کہاں تھیں تم؟ یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا 4 بج رہے ہیں غضب خدا کا شریف گھر کی لڑکیاں اس وقت تھوڑی گھر آتی ہیں۔" ابھی پہلا نوالہ اس کے ہاتھ میں تھا جب شائستہ نے کچن پر دھاوا بول دیا تھا۔

"سوری آنٹی بس وہ راستے میں دیر ہوگئی۔" وہ منہ میں نوالہ رکھتے ہوئے بولی۔

"بس بی بی تم تو مفت کی توڑو بیٹھ کر۔" وہ اسے گھورتے ہوئے واپس تشریف لے گئیں تھیں۔

چندا کھانا کھاؤ۔ امی کی باتوں کا برا مت مانا کرو۔" زارا عروش کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"Don't worry آپی! بچپن سے سن رہی ہوں اب تو عادت ہوگئی ہے۔" عروش مسکراتے ہوئے بولی۔ اب وہ کیسے کہتی کہ بار بار بھی یہ سب سننے پر اسے ہر بار نئی تکلیف ہوتی تھی۔ یہ لفظ تو پرانے تھے مگر ہر بار زخم نیا دیتے تھے۔ وہ یہ سب سوچ سکتی تھی مگر کہہ نہیں سکتی تھی۔ اس گھر میں روزینہ، فیضان اور شائستہ نے اسے کبھی قبول نہیں کیا تھا۔ اسے اپنی بھوک ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی تبھی وہ ہاتھ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کو کھانے کے بعد ایک اور تماشہ اسکا منتظر تھا۔

وہ رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھی کچھ لکھنے مصروف تھی جب اچانک بابا کی تیز تر بولنے کی آواز نے اسے باہر جانے پر مجبور کیا۔

"یہ گھر ہے یا سٹار پلس۔۔۔" وہ پین ڈائیری پر پٹختے ہوئے بولی۔ اور دوپٹہ اوڑھتے ہوئے باہر آئی۔ جہاں سیف صاحب کسی بات پر برہم تھے۔

شائستہ بیگم کا چہرہ غصہ کا غماز تھا اور سیف صاحب کی شعلہ بار نظریں شائستہ کے چہرے کے طواف کے بعد اب فیضان کو گھورنے میں مصروف تھیں۔ سفیان بھائی وہاں خاموش تماشائی تھے اور زارا آپی گرینی کے ساتھ بیٹھی تھیں۔ روزینہ ایسے ماحول میں

بھی کیو ٹیکس لگانے میں مصروف تھی جیسے کہ وہ گھر میں اکیلی ہو یا اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہ ہو۔

"کس سے پوچھ کے ہاں کر دی تم نے شائستہ؟ ایسے فیصلے تب لینا جب میں مر جاؤں۔"

"لو تو کیا غلط کر دیا کیا میرا کوئی حق نہیں ہے۔" شائستہ اب آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

"جب تم اسے اپنی بیٹی نہیں مانتی کبھی قبول ہی نہیں کیا تو تم مجھ سے یا اس سے پوچھے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کیسے لے سکتی ہو۔"

سیف صاحب کا غصہ کسی طور کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ بات کا موضوع اسی کی ذات تھی۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی۔

"اور ایک بات کان کھول کر سن لو اس ٹاپک پر اب دوبارہ بات نہیں ہو گی فون کر کے منع کر دو۔"

"ایسا شخص جو سر بازار دوسروں کی عزت پر نظر رکھے اور راہ چلتی لڑکیوں کا ہاتھ پکڑے میں ایسے شخص کو اپنے گھر کے سامنے گزرنے بھی نہ دوں اور تم نے اس سے میری بیٹی کا رشتہ طے کر دیا۔" وہ انھیں اپنا فیصلہ سنا کر چلے گئے تھے۔

"یہ سب کیا ہو رہا تھا؟" صحن کی طرف جاتی زارا کو روکتے ہوئے عروش نے پوچھا۔

"وہ دوپہر والی خواتین یاد ہیں تمہیں؟" تار پر سوکھے کپڑے اتارتے ہوئے زارا نے کہا۔

"لو اب یہ 4 گھنٹے پہلے والی بات تو میں اب بھولنے سے رہی۔" وہ کپڑے طے کرنے لگی۔

"وہ تمہارے رشتے کیلئے آئیں تھیں اور امی نے فوراً ہاں کر دی۔"

"اچھا تو یہ بات تھی۔" وہ تہہ کئے کپڑے ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی۔

"جانتی ہو وہ کون تھیں۔۔۔؟" زارا اسے دیکھتے ہوئے بولی جیسے کچھ کھوجنا چاہتی ہو کہ وہ اتنی بے خبر ہے جتنی نظر آ رہی تھی۔

"کون؟" اب کی بار اسنے بھی زارا کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"یاسر کی والدہ، بھابھی اور بڑی بہن۔" عروش نے خود کو گرنے سے بچانے کیلئے پاس رکھی چیئر کا سہارا لیا تھا۔

زارا تہہ شدہ کپڑے لے کر جا چکی تھی۔ اسے اپنا کھڑا رہنا مشکل لگ رہا تھا۔ شائستہ کی ناپسندگی سے وہ واقف تھی مگر اپنی نفرت میں وہ اس حد تک چلی جائیں گئیں اس کا اندازہ نہیں تھا اسے کہ اب وہ فیصلہ ایسے شخص کیلئے کریں گئیں جیسے وہ دیکھنا تک پسند نہیں کرتیں۔ وہ کرسی پر ڈھے سی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کن سوچوں میں بیٹھی ہو کس کی یاد ستائے۔" عروش اپنی مخصوص جگہ پر درخت کے تنے سے ٹیک لگائے سر گھٹنوں میں رکھے پینسل سے زمین پر نجانے کیا بنانے میں مصروف تھی۔ جب فائلز کو زور سے زمین پر پٹخنے کے سے انداز میں رکھتی ضو یا خود بھی

گنگناتے ہوئے اسکے برابر میں بیٹھ گئی۔

"مجھے کیوں کسی کی یاد ستانے لگی بھلا۔" عروش نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی کسی سوچ میں تھی کسی کی یاد میں نہیں۔" ضویا نے پرسوچ نظروں سے عروش کی طرف دیکھا۔

"کسی سوچ میں نہیں ہوں سچی۔۔۔" عروش نے مسکراتے ہوئے بات کو ٹالا۔

"تم مجھے چھوڑو یہ بتاؤ کب کر رہی ہو تم منگنی؟" اس نے سوالیہ نظروں سے ضویا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تو کچھ فائنل نہیں ہوا دونوں گھروں میں۔ ابھی بحث چل رہی ہے تا حال فیصلہ نہیں ہو سکا۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"اور فیصلہ کس چیز کا ہونا ہے؟" عروش حیرت سے بولی۔

"منگنی یا نکاح۔" ضویا نوٹس کو ادھر ادھر سیٹ کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھر کے بولی۔

"ضویا یار پوری بات بتاؤ۔" عروش اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"یار احمر چاہتا ہے کہ منگنی کے ساتھ نکاح بھی ہو جائے اور میں ابھی صرف منگنی چاہتی ہوں اسی کو لے کر بس۔۔۔"

وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایسے بات کر رہی تھی جیسے کسی اور کے بارے میں تبصرہ کر رہی ہو۔۔۔

"اور اس پورے فساد میں 90٪ ہاتھ تمہارا ہو گا۔" عروش دانت پیستے ہوئے بولی۔

"بے شک کبھی غرور نہیں کیا۔" ضویا فرضی کالر اکڑاتے ہوئے ہنسی۔

"یعنی تم احمر کی تین سالہ انتھک محنت کے بعد منگنی کیلئے تو مان ہی گئی ہو۔" عروش اسے ٹھوکا دیتے ہوئے بولی۔

"ہاں ناں میں بھی یہی کہہ رہی ہوں یہ احسان کیا کم ہے میرا اسے تو شکرانے کے نفل پڑھنے چاہئے۔" وہ شرارت سے ایک آنکھ دباتے ہوئے بولی۔

"اور اسکا کیا بنا؟" عروش کی آنکھوں میں شرارت صاف نظر آرہی تھی۔

"کون؟" ضویا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"وہی تمہارا کرش۔" عروش اپنی ہنسی دباتے ہوئے بولی۔

"ہائے میرا کرش میری پہلی محبت۔" ضویا دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے دہائی دینے لگی۔ عروش سے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گئی۔

"ضویا قسم سے ایک نمبر کی ڈرامے باز ہو تم کبھی کبھی تو سچ کا گمان ہونے لگتا ہے۔ اور شرم کرو احمر بہت اچھا لڑکا ہے اس جیسا پیار کرنے والا سنسیئر لڑکا چراغ لے کر تو کیا فلش لائٹ لے کر بھی ڈھونڈو گی تب بھی نہیں ملے گا۔" عروش کا انداز اسے شرم دلانے والا تھا۔

"کم آن عروش یہ ایک کم ہے جو میں دوسرا بھی اسی کے جیسا ڈھونڈوں گی ہاں اگر موقع ملے تو زاوار جیسا ڈھونڈوں گی۔" وہ آنکھیں مٹکا کر ہنسی۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔" عروش نے تاسف سے سر ہلایا۔

"عروش تم ان لڑکوں کو نہیں جانتیں اگر میں بھی دوستی کے لیے مان جاتی تو وہ کبھی بھی نکاح کے لیے نہ کہتا۔" ضویا نے بات کو ہوا میں اڑا دیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ضویا میں واقعی لڑکوں کو نہیں جانتی۔"

"مگر احمر بہت اچھا لڑکا ہے تم نے اس کے حق میں فیصلہ کر کے بہت اچھا کیا ہے۔ میں بہت خوش ہوں تمھارے لیے۔" عروش اسے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے بولی۔

"چلو ان کے کیمپس کا چکر لگا کر آتے ہیں۔ زرا میں اپنے کرش کی خبر لے کر آؤں۔" ضویا اپنی فائلز سمیٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مگر ہم کریں گے کیا وہاں جا کر؟"

"ویسے تم نام تو زوار کا لے رہی ہو اور ارادہ تمھارا کچھ اور ہے۔" عروش نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"ہاں my dear چلو نہ دیدارِ یار کر کے آتے ہیں۔" وہ حسرت سے بولی۔

عروش کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"شرم کرو۔" عروش اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"دیکھنا تم چاہتی اسے ہو بدنام زوار کو کر رہی ہو۔" ضویا احمر سے محبت کرتی ہے اس بات کو وہ کبھی تسلیم نہیں کرتی تھی۔ اب ضویا بھی کھل کے مسکرائی۔ وہ یوں ہی باتیں کرتیں ان کے کیمپس پہنچ گئیں تھیں۔ انہیں آتا دیکھ کر احمر فوراً ان کے قریب آیا تھا۔

"خیر تو ہے۔ کوئی کام تھا تو مجھے بلوا لینا تھا۔" وہ آنکھوں میں پیار اور فکرمندی سموئے ہوئے بولا۔ ضویا جی بھر کے بدمزہ ہوئی۔

"کیوں یہاں بنا کسی کام کے آنے پر پابندی ہے۔ کام ہو تو آپ آسکتے ہو ورنہ نہیں۔" وہ بنا کسی لحاظ کے احمر پر برس پڑی۔

"سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ شرمندگی سے بولا۔

"ویسے تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہم کام سے آئے ہیں۔ اور تم سے ملنے بالکل نہیں آئے نہ ہمیں تم سے کام ہے۔" ضویا نے منہ بناتے ہوئے اسے اطلاع دینا ضروری سمجھا۔

"یار سوری کر تو رہا ہوں۔" احمر لجاجت سے بولا۔ اور انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا خود ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"تم میرے سامنے لڑکیاں تاڑنے سے بعض نہیں آتے میرے بعد پتہ نہیں کیا کرتے ہو گے۔" ضویا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے معصومیت سے بولی۔

"لاحول ولا قوۃ!" احمر نے لاحول پڑھتے ہوئے فوراً ضویا کو گھورا تھا۔

"ضویا میں کب لڑکیاں تاڑتا ہوں تمہارے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا۔" وہ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔

"اچھا بہت معصوم ہو تم تو سامنے کس کو دیکھ رہے تھے۔" وہ سامنے کھڑی لڑکیوں کے اس گروپ کی طرف دیکھتے ہوئے جارحانہ انداز میں بولی جو کھڑی خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔

"تمہیں پتہ ہے اس طرف لائبریری ہے۔" وہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے ضویا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیوں یہ کوئی نئی اطلاع ہے۔ لائبریری تو تب سے ہے جب سے یہ یونیورسٹی ہے اور تم مجھے اب بتا رہے ہو جیسے مجھے پتہ نہیں "زوار لائبریری گیا ہے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ آیا کہ نہیں۔ اچھا بہانہ ہے۔" ضویا منہ بناتے ہوئے بولی۔

"فوراً جیلس ہو جاتی ہو اور کہتی ہو تمہیں میری پرواہ نہیں۔" وہ ہونٹوں کو دانتوں تلے دبائے شرارت سے بولا۔ ضویا نے اسے صرف گھورنا مناسب سمجھا تھا۔

"تم لوگ بیٹھو میں کھانے کے لیے کچھ لے کے آتا ہوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

"ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔" ضویا نے اسے اٹھتے ہوئے دیکھا تو فوراً بولی۔

"اتنی سی بھی دوری برداشت نہیں ہوتی تم سے اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ نکاح کے لیے مان جاؤ۔" احمر اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی میں بولا۔

ضویا نے ہاتھ میں پکڑی فائل زور سے اس کے کندھے پہ دے ماری۔ وہ ہنستے ہوئے اسکی سرخ پڑتی رنگت سے لطف اندوز ہوتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ جبھی ضویا کی نظر اپنی ہنسی روکتی عروش پر پڑی۔

"تم کیوں ہنس رہی ہو؟" وہ چڑتے ہوئے بولی۔

"میں تم دونوں کی باتوں کو انجوائے کر رہی تھی تم دونوں ساتھ لڑتے ہوئے بہت اچھے لگتے ہو۔"

"وہ تو جو کرہے ہنسی تو آئے گی نا۔۔۔" ضویا بات کرتے ہوئے اچانک خاموش ہوئی تھی۔ ضویا کی آنکھوں کی چمک نے اسے ان کی تقلید میں دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

عروش نے گردن موڑ کر دیکھا تو اسے نوٹس اور بکس ہاتھ میں لیے زوار آتا دکھائی دیا۔

"وہ ہماری طرف ہی آرہا ہے۔"وہ خوشی سے چلائی۔

"ایک تو میں تمہاری اس ایکسائٹمنٹ سے بہت عاجز ہوں جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتی اسنے ہمیں دیکھا بھی نہیں اور تمہیں لگ رہا ہے کہ وہ ہماری طرف آرہا ہے واہ ضویا بی بی!!تمہاری خوش فہمیاں۔" عروش نے ضویا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مانا کہ دھوپ بہت تیز ہے مگر میری دور کی نظر ابھی اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ میں آپ لوگوں کو پہچان نہ سکوں۔"جواب خلاف توقع پیچھے سے آیا تھا۔

عروش نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پیچھے کون ہے اور یہ بھی کہ وہ ان کی نہیں بلکہ اس کی بات سن چکا ہے۔

"اول تو میں کچھ بولتی نہیں اب بولی وہ بھی فضول۔"وہ خود کو کوس کر رہ گئی۔

"سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"شرمندگی کے مارے اس سے کچھ بولا بھی نہیں جارہا تھا۔

"میں نے کب کہا کہ آپ کا مطلب وہ تھا۔"زوار شرارت کے موڈ میں تھا۔عروش کو ایک آنکھ نہیں بھائی اسکی شرارت۔

"اور سنائیں ضویا آپ کیسی ہیں؟"زوار نے اپنا روئے سخن ضویا کی طرف موڑا۔وہ دونوں اب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"خیر اب ایسا بھی کچھ غلط نہیں کہا میں نے۔"عروش نے خود کو تسلی دی۔

"یہ رہے گرما گرم سموسے،سینڈوچ،چائے،کولڈ ڈرنک اور نہ جانے کیا کچھ تھا"احمر نے سب کچھ ٹیبل پر ڈھیر کیا تھا۔

"کینٹین والے انکل بچ گئے تھے انہیں بھی ساتھ لے آتے۔"اتنا سامان دیکھ کر ضویا نے لطیف سا طنز کیا۔زوار اور عروش دونوں ہنسے۔جبکہ احمر کا منہ بن گیا۔

"ضویا بہت ناشکری ہو تم۔نہ لاتا تو کہتی کنجوس ہو۔"احمر جانتا تھا ضویا کھانے پینے کی شوقین تھی مگر موٹی نہیں تھی۔

"ہاں نا مگر آج کل میں ڈائٹنگ پر ہوں۔"ضویا اک ادا سے بولی۔ضویا اور ڈائٹنگ عروش کو سوچ کر ہی ہنسی آرہی تھی۔وہ جانتی تھی ضویا بھوک کی کتنی کچی ہے۔

"خیر اب تم لائے ہو تو ضائع تو نہیں کر سکتے ناں۔"وہ سینڈوچ کی بائٹ لیتے ہوئے بولی۔

"آپ بھی کچھ لیں۔"زوار نے سینڈوچ عروش کی طرف بڑھاتے ہوئے اپنے لیے coffee کا مگ اٹھایا تھا۔عروش نے وہ سینڈوچ خاموشی سے تھام لیا تھا۔

ضویا اور احمر کی نوک جھونک اب بھی جاری تھی۔

"اوہ جس کام کے لیے آئے تھے وہ تو بھول ہی گئے۔" وہ دونوں اب کھانے سے فارغ ہو کر واپس جانے کے لئے اٹھیں تھیں جب ضویا اچانک واپس بیٹھ گئی تھی۔

"کون سا کام؟" عروش نے حیرت سے ضویا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یار ہم لوگ کل ٹاپک پوچھنا تو بھول ہی گئی تھیں۔ توزوار آپ پوائنٹس اور ٹاپک بتا دیں بس دو دن باقی ہیں۔"

"دو دن نہیں ایک دن یعنی کل کا پرسوں تو مقابلہ ہے۔" وہ اپنی نوٹ بک پر کچھ لکھتے ہوئے بولا۔

"آپ ایک دن میں کر لیں گی ناں؟" وہ کاغذ عروش کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ اب تو بات اس کی ذہانت پر آ گئی تھی۔

"اگر ایک گھنٹہ ہوتا تو میں کر لیتی۔" وہ چبا کر بولی۔

"امپریسو!" زوار ہنستے ہوئے بولا

"پاکستان! یہ ٹاپک ہے بس۔" عروش نے کاغذ کو غور سے دیکھا جہاں ٹاپک کے ساتھ صرف پاکستان لکھا تھا۔ باقی ٹائم تاریخ اور دن درج تھا۔ اب کے عروش نے کاغذ زوار کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"جی پاکستان یہ ہی ٹاپک ہے۔"

"میرا مطلب ہے کہ صرف پاکستان تو نہیں ہو سکتا۔ آج کا میرا پاکستان، ہمارا پاکستان یا کل کا پاکستان کچھ تو ہو۔" عروش نے حیرت سے پر لہجے میں زوار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سب ٹاپک تو میں باقی سب کو دے چکا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے اب عروش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آپ ایک کام کریں آپ آج کل میرا ہمارا سب کچھ add کر سکتی ہیں۔"

"اس طرح تو یہ تقریر کافی عجیب ہو جائے گی۔" عروش پریشانی سے بولی۔

"عجیب چیزیں کئی بار کافی اچھی ہوتی ہیں۔" اس نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

عروش ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے وہاں سے جانے کے لئے مڑی۔ ضویا اس کے آگے تھی۔

"سنیئے!" عروش نے اس پکار پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"مجھے آپکی کسی بھی بات کا برا نہیں لگا چلیں اسی بہانے آپ کچھ بولی تو۔" وہ مسکراتے ہوئے کچھ دیر قبل کی بات کا حوالہ دے رہا تھا۔ ہونٹوں کی تراش میں دلکش مسکراہٹ دبائے۔ جب وہ ہنستا تو اسکی روشن آنکھیں بھی مسکراہٹ میں اسکا بھرپور ساتھ دیتیں۔

عروش نے فورا نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔ وہ ہمیشہ چند سیکنڈ سے زیادہ اس کی طرف نہیں دیکھ پاتی تھی۔

"اور ویسے بھی میں ایسی باتیں مائنڈ نہیں کرتا میں کافی cool ہوں۔" وہ اپنی بات کے اختتام پہ خود ہی قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔ عروش کی پلکیں ایک پل کے اٹھیں اور پھر فوراً جھک گئیں۔ وہ اسے شکریہ کہتے ہوئے فوراً مڑی اور اپنے کیمپس کی طرف چل دی۔ زوار کی نظر نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔ اور پھر اسکی نظروں کے اوجھل ہونے پر وہ بھی مسکرا کر چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

لائبریری سے ریفرنس بکس ڈھونڈھتے کافی وقت لگ گیا تھا۔ آج وہ چار کی بجائے پانچ بجے گھر پہنچی تھی۔ خلاف توقع گھر میں کافی خاموشی تھی اسکا پہلا سامنا شائستہ بیگم سے ہوا تھا انہوں نے اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیا تھا۔ نہ کوئی طعنہ نہ کوئی پوچھ تاچھ وہ حیران کم پریشان زیادہ ہوتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ کپڑے بدل کر ابھی بیڈ پہ نیم دراز ہوئی تھی جب زارا اسکا کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

"آپی آپ نے کیوں زحمت کی۔۔" وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"صبح سے گئی ہوئی ہو اور اب وقت دیکھو۔" وہ فکر مندی سے بولیں۔

"آج میں نے کینٹین سے سینڈوچ کھا لیے تھے۔" وہ مسکرائی۔

"مگر تم تو باہر کا کھانا نہیں کھاتیں۔" زارا حیرت سے بولی۔

عروش کے سامنے شرارت سے بھری دو مسکراتی آنکھیں لہرائیں۔

"آج ضویا نے زبردستی کھلا دیا۔" وہ نظریں چراتی ہوئی بولی۔

"ضویا کی منگنی ہونے والی ہے۔" عروش نے زارا کو اطلاع دی۔

"یہ تو بہت خوشی کی خبر ہے۔ کب ہے اسکی منگنی؟"

"ابھی ڈیٹ فکس نہیں ہوئی۔ 4،2 دن میں فائنل ہو گا۔" عروش کشن سے واپس ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔

"اچھا تم آرام کرو مگر رات کو کھانا کھائے بغیر مت سونا۔" زارا ٹرے واپس اٹھا کر لے گئی۔

راستے میں شائستہ نے زارا کو کھانا لاتے لے جاتے دیکھا تھا مگر آج انہوں نے کسی قسم کے طعنے سے نہ عروش کو نوازا تھا نہ زارا کو۔ خاموشی ہمیشہ کسی طوفان کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔ یہ سوچ کر ہی عروش کا دل دہل گیا تھا۔ وہ فوراً سیدھی ہو بیٹھی۔

"یا اللہ! رحم کرنا وہ سر دونوں ہاتھوں پر گرائے نجانے کیا سوچ رہی تھی۔" سر اٹھانے پر اس کا سر چکرا کر رہ گیا تھا۔ سامنے کا منظر ناقابل یقین تھا۔ شائستہ اور اس کے کمرے میں وہ بھی اس کے سامنے بیٹھی تھیں۔ عروش کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔

"تمہیں میں تمہاری دشمن لگتی ہوں ناں۔" شائستہ نم لہجے میں بولیں۔

"چلو جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ تم مجھے معاف کر دو میں بہت غلط کرتی رہی ہوں تمہارے ساتھ۔ اور جو کل ہوا اس کے لئے بھی میں تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں۔" انہوں نے اچانک ہاتھ عروش کے سامنے جوڑ دیئے تھے۔

"آنٹی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ میں آپکی کسی بات کو دل میں نہیں رکھتی۔ آپ میری ماں کی جگہ ہیں اور ماوں کی باتوں کا برا نہیں مانا جاتا۔" وہ ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں تھامے بول رہی تھی۔

"تم بہت اچھی ہو عروش۔" وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولیں اور اٹھ کر باہر چلی گئیں۔

عروش پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ اتنے سالوں میں کبھی عید پر بھی جھوٹے منہ انہوں نے پیار سے بات نہیں کی تھی اور اب بات پیار پر کیا معافی پر آگئی تھی۔ اس کا دل اسے یقین کرنے کا کہہ رہا تھا اور اس کا دماغ کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہا تھا۔ اس کا ذہن اس وقت اتنا الجھا ہوا تھا کہ ریفرینس بکس کے ہوتے ہوئے بھی اسے یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا لکھے۔

کافی دیر بعد بھی جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ سر رائٹنگ ٹیبل پر رکھے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرے سے کاغذ پر لائینیں مارنے لگی۔

"عروش کو کھانا کھالو۔ بابا بلا رہے ہیں۔" زارا اسے اطلاع دے کر دروازے سے ہی مڑ گئی تھی۔ وہ بھی خود کو نارمل کرتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل پر آئی تھی۔ جہاں سب ہی موجود تھے ماسوائے گرینی کے وہ جلدی کھانا کھالیتیں تھیں۔

وہ کرسی گھسیٹتے ہوئے بیٹھ گئی۔

"یہ بریانی سپیشل تمھارے لئے بنوائی ہے میں نے زارا سے کہہ کر تم نے دوپہر میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔" شائستہ چاول اس کی پلیٹ میں نکالتے ہوئے مسکرائیں۔

سیف الدین نے بہت حیرت سے اپنی زوجہ کا یہ روپ دیکھا تھا اور روزینہ نے اتنی ہی نفرت سے۔ ہاں بریانی عروش کی فیورٹ تھی مگر اس وقت وہ اسکے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی۔

رات بھر ٹھیک سے نیند نہیں آئی تھی۔ صبح بھی وہ تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔ ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا۔ اور جو وہ صبح سے اپنے کمرے میں گئی تو شام ڈھلے ہی باہر آئی تھی آج یونی سے چھٹی کر کے اس نے بہت محنت سے تقریر کے پوائنٹس جمع کئے تھے اور اب اسے فائنل ٹچ دیتے ہوئے فائل کو وہیں رائٹنگ ٹیبل پر چھوڑ آئی تھی۔

"آپی ایک کپ چائے ملے گی۔" عروش کچن کاونٹر سے ٹیک لگائے کھڑی کام کرتی زارا سے مخاطب ہوئی۔

"بس دو منٹ ابھی بنا کے دیتی ہوں۔" زارا فورا چائے کا پانی چولہے پر چڑھانے لگی۔ عروش بھی اپنے تھکے ہوئے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دباتے ہوئے پاس رکھی ہوئی چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔

"بہت تھکی تھکی لگ رہی ہو۔ کیا کر رہی تھی۔ یونی بھی نہیں گئیں۔" وہ اب چائے کے لئے مگ دھو رہی تھی۔

"بس کل یونی میں تقریری مقابلہ ہے۔ ضویا بی بی نے میرا نام دے دیا۔ آج آخری دن تھا اور کل مجھے ٹاپک پتہ چلا۔ سو صبح سے لے کر اب تک بڑی مشکل سے سب فائنل کر کے فائل سیٹ کی ہے۔" وہ چائے مگ میں انڈیلتی زارا کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"بیسٹ آف لک۔" زارا اسکے سامنے مگ رکھتے ہوئے مسکرائی۔ مگر اسکی لک اسکا بہت کم ساتھ دیا کرتی تھی۔ روزینہ شاذونادر ہی کچن کی طرف آیا کرتی تھی۔ اور شاید عروش کا بیڈ لک تھا کہ وہ پانی پینے آئی اور اسکی گفتگو سن چکی تھی۔

"بیسٹ آف لک عروش!" روزینہ شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وہیں سے واپس مڑ گئی۔

"**تھینکس** فار ٹی **تھینکس** فار وشیز۔" عروش اور زارا ایک ساتھ کھل کے مسکرائیں۔

رات کو ایک بار پھر سے تقریر کے پوائنٹس چیک کرنے کے لیے اسنے فائل کھولی تو اسے شدید جھٹکا لگا تھا فائل میں لگے شفاف کاغذ اسکا منہ چڑا رہے تھے۔ اسنے حیرت سے ایک بار پھر پوری فائل الٹ پلٹ کر دیکھی یہ وہی فائل تھی جو کچھ دیر قبل وہ یہاں چھوڑ کر گئی تھی۔ مگر اس میں سے وہ سب غائب تھا جس پہ دن بھر اس نے محنت کی تھی۔ اچانک اسکی نظر پاس پڑے ڈسٹ بین پہ پڑی فائل بیڈ پہ پھینکتے ہوئے اس نے پورا ڈسٹ بین نیچے الٹ دیا تھا۔ یہ وہی نوٹس تھے جو اب چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ عروش کو زمین پیروں کے نیچے سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ جانتی تھی یہ حرکت کس کی ہو سکتی ہے۔ مگر اس وقت ہنگامہ کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا تھا۔

رات تین بجے تک جاگ کر اسنے وہ کچھ دوبارہ لکھا تھا۔ دیر سے سونے کی وجہ سے وہ دیر سے بیدار ہوئی تھی۔ اس لئے جلدی جلدی تیار ہو کر بنا ناشتہ کئے ہی جا رہی تھی۔ راستے میں اسکی ٹکر روزینہ سے ہوئی تھی۔

روزی اس کو دیکھ کر بڑی ادا سے مسکرائی تھی۔ یعنی یہ حرکت اسی کی تھی۔ عروش نے اس کی مسکراہٹ کا جواب مسکراہٹ سے ہی دیا۔

اب حیران ہونے کی باری روزینہ کی تھی۔

"تم ایسی حرکتیں کر کے صرف اپنے گھٹیا ہونے کا ثبوت دیتی ہو اور کچھ نہیں۔ اور کالی بلی کی طرح راستہ کاٹنا تمھاری عادت ہے۔ میری خاموشی کو میری کمزوری مت سمجھنا میں تم جیسے لوگوں کے منہ لگنا پسند نہیں کرتی۔ اور رہی بات کل والی تمھاری اس حرکت کی تو اسے میں تمھاری آخری غلطی سمجھتے ہوئے معاف کرتی ہوں۔ آئندہ کچھ بھی کرنے سے پہلے 100 بار سوچ لینا۔ next time تمہیں بہت کرارا جواب ملے گا میری طرف سے۔ تم میری چیزوں کو نقصان پہنچا سکتی ہو۔ دماغ اور ذہانت کو نہیں۔" عروش فائل اسکی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے وہاں سے جا چکی تھی۔

روزینہ بھی نخوت سے سر جھٹکتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ عروش کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسے اسکا دروازہ خلاف معمول لاک دیکھا تھا۔ وہ پیر پٹختی وہاں سے واک آوٹ کر گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"عروش بہت بہت مبارک ہو آپکو میں تو سچ میں آپکی ذہانت کا قائل ہو گیا ہوں۔" تقریری مقابلے میں پہلی پوزیشن عروش نے win کی تھی۔ کل جو اسکے ساتھ ہوا اسے چوتھے نمبر پر آنے کی بھی امید نہیں تھی کہاں پہلی پوزیشن۔ عروش نے مسکراتے ہوئے زوار سے تعریف وصول کی تھی۔

"کس طرح آپ نے دریا کو کوزے میں بند کیا اور کیا کیا پوائنٹس تھے سچ میں وہ سب شائد ہی ہم سب کے ذہن میں ہو تا جو آپ نے بیان کیا۔" وہ اسکی تعریف میں زمین آسمان ایک کئے دے رہا تھا۔

"زوار صاحب ایسی بھی کوئی بات نہیں تھی اب آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ یہ سب تو ریفرنس بکس کا کمال ہے۔" اس نے کتنے آرام سے سارا کریڈٹ بکس کو دے دیا تھا۔

"لیکن میں نے تو کسی بھی ریفرنس بک میں یہ نہیں پڑھا۔" وہ بازو سینے پر لپیٹتے ہوئے بولا۔

"تو اس کے لئے میں آپکو ایک مشورہ دوں گی کہ بکس ریڈ کیا کریں۔ چاہے وہ کسی بھی ٹاپک پر ہوں یا ایک پر خاص جو ہمارے فیورٹ ہوں۔" وہ اسے بڑے آرام سے مشورہ دیتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی ضویا اور احمر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئے تھے۔ وہ دونوں اس وقت ہال میں اکیلے کھڑے باتوں میں مشغول تھے۔

"انشاء اللہ بہت جلد آپکے مشورے پر عمل کروں گا۔" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔ تبھی ضویا اور احمر اسے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے تو اسنے سکھ کا سانس لیا۔

وہ ریزو تھی ڈل یا ڈبو قسم کی بالکل نہیں تھی مگر یوں اکیلے میں بات کرنا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"آئی ایم سو پراوڈ آف یو۔" ضویا آتے ہی عروش کے گلے لگ گئی۔

"یار قسم سے جیت کے سر فخر سے بلند کر دیا میرا۔" ضویا بہت خوش تھی۔

"اس لئے تم ہم سب کو ٹریٹ دے رہی ہو آج ابھی اور اسی وقت۔" عروش نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو پھر چلتے ہیں۔" ضویا پر جوش انداز میں بولی۔

"کہاں؟" احمر نے حیرت سے پوچھا۔

"دیکھو اب یہ ٹریٹ ہمیں یونیورسٹی میں تو نہیں دیگی ناں اس لئے کسی اچھے سے ریسٹورینٹ چلتے ہیں۔" ضویا مدبرانہ انداز

میں بولی۔

عروش جانتی تھی ضویا اس وقت ایک نہیں سنے گی اس لئے انکار یا اقرار دونوں ہی فضول تھے۔ سو وہ اپنا بیگ اور فائل سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ احمر اور زوار نے انکی تقلید کی تھی۔ وہ لوگ زوار حیدر کی گاڑی میں ہوٹل پہنچے تھے۔

شام کے پانچ بج چکے تھے۔

"بھئی سب لوگ سن لو ٹریٹ عروش کی طرف سے ہے اور بل میں دوں گا۔" زوار نے دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے اطلاع دی۔ ہوٹل میں زیادہ رش نہیں تھا وہ لوگ ایک سنسان گوشے میں آ کر بیٹھے تھے۔ جب بیٹھنے کے ساتھ ہی زوار نے نیا شوشہ چھوڑ دیا تھا۔

"لیکن Win تو میں نے کیا ہے ٹریٹ تو میری طرف سے بنتی ہے ناں۔" عروش نے کمزور سا احتجاج کیا۔

"ہاں تو میں کب انکار کر رہا ہوں ٹریٹ آپ ہی کی طرف سے ہے۔"

"مگر بل آپ کیوں دیں گے؟" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔

"کیونکہ میں آپ کا لیڈر تھا سو آپ کی جیت کی خوشی کو سیلیبریٹ کرنا میرا بھی حق ہے اور یہ میرا Order ہے اور اب میں کچھ نہیں سنوں گا۔" زوار کی دلیل نے اسے چپ کروا دیا تھا۔ حالانکہ یہ کوئی بہت بڑی دلیل نہیں تھی مگر پھر بھی وہ خاموش ہو گئی تھی۔

"اچھا یار Order تو کرو۔" ضویا نے مداخلت کی۔ زوار نے ویٹر کو آواز دی جو کچھ دیر قبل ان کے سامنے وینیوں کارڈ رکھ کر گیا تھا۔ ان سب نے اپنا اپنا Order نوٹ کروایا تھا۔ جبھی عروش کی نظر سامنے سے آتے فیضان پر پڑی۔ اسکا چہرہ انٹرنس کی طرف تھا۔ اس نے وینو کارڈ اچانک چہرے کے سامنے کیا۔ وہ اس وقت کسی قسم کا تماشہ نہیں چاہتی تھی۔ اس کی یہ حرکت بطور خاص زوار نے محسوس کی۔

عروش نے کارڈ ہلکا سا نیچے کرتے ہوئے سامنے دیکھا۔

سفیان کسی لڑکی کے ساتھ تھا جو اسکا بازو دونوں ہاتھوں میں تھامے کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔ انکی بے تکلفی سے نہ تو وہ اسکی فرینڈ لگ رہی تھی اور نہ کولیگ۔ ان دونوں نے کاؤنٹر پر کھڑے ہو کر کچھ دیر بات کی تھی اور پھر واپس چلے گئے تھے۔ وہ اندازہ نہیں کر سکی کہ اس نے اسے دیکھا یا نہیں۔ مگر انکے جاتے ہی اس نے کارڈ چہرے سے ہٹا لیا تھا۔

"کون تھا وہ؟" زوار نے بنا بات کو گھمائے سیدھا سوال کیا۔

"میرا کزن تھا میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ مجھے یہاں دیکھے اور بات کو کچھ اور رنگ دے کر دوسروں تک پہنچائے۔ ہمارے

یہاں یوں ہوٹلنگ کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔" وہ دونوں ہاتھوں کو مسلتے ہوئے بولی۔

"مجھے لگتا ہے آپ کے ہاں صرف لڑکیوں کا ہوٹلنگ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔" زوار براہِ راست اب اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ عروش اسکا اشارہ سمجھ گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے کرارا سا جواب دیتی ویٹر کھانا سرو کرنے لگا۔ کھانا خشگوار ماحول میں کھایا گیا۔

احمر اور ضویا کی نوک جھونک اب بھی جاری تھی۔ وہ دونوں لڑے بغیر شائد ہی رہ سکتے تھے۔

"تو پھر کیا طے کیا ہے تم لوگوں کے گھر والوں نے؟" زوار فرنٹ سیٹ پر بیٹھے احمر سے مخاطب ہوا جو ضویا کی بات پر اس سے الجھنے پر مصروف تھا۔

"کس بارے میں؟" سوال ضویا کی طرف سے آیا تھا۔

"منگنی کے بارے میں۔" تو نظر شیشے کے پار دیکھتی عروش سے جا ٹکرائی۔

وہ مسکراتے ہوئے سامنے دیکھنے لگا۔

"بھئ صرف منگنی طے ہوئی ہے۔ جب میں نے نکاح کی رٹ لگائی تب جا کے یہ محترمہ منگنی کیلیئے مانی ہیں رخصتی کہوں گا تو نکاح کیلیئے مانے گی۔" احمر مسکراہٹ دباتے ہوئے مزے لے لے کر زوار کو بتا رہا تھا۔ اسکی بات پر زوار بھی ہنسنے لگا تھا۔

"بہت بڑے کوئی۔۔۔۔۔۔" ضویا دانت پیس کر رہ گئی۔

"ہاں بول دو کہ کمینہ ہو۔" احمر نے لقمہ دیا۔

"تمہیں مفت میں اتنا اچھا شوہر مل رہا ہے اسی لئے تمہارے نخرے آسمان کو چھو رہے ہیں۔" احمر اپنا کالر کھڑا کرتے ہوئے ہنسا۔

"ویسے یہ تم نے اچھا کسے کہا؟" زوار نے احمر کو دیکھتے ہوئے گاڑی ٹرن کی۔

"تمہارے جیسا دوست ہو دشمن کی ضرورت ہی نہیں۔" احمر نے زوار کو گھورا۔

"مجھے ضویا سے پوری پوری ہمدردی ہے۔" زوار اب کھل کے ہنس رہا تھا۔

"آپ اتنی خاموش کیوں بیٹھی ہیں۔" زوار نے اچانک عروش کو مخاطب کیا۔ وہ چونکتے ہوئے سیدھی ہوئی۔

"میں کیا بولوں۔"

"کچھ بھی بول سکتی ہیں آپ۔" زوار اسے بیک مرر سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"تو ٹھیک ہے مجھے احمر بھائی سے پوری پوری ہمدردی ہے۔" وہ اتنا اچانک بولی تھی کہ زوار اور احمر کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ ضویا

نے عروش کو گھورا۔

"یعنی آپ جتنی لاعلمی ظاہر کر رہی تھی لاعلم تھیں نہیں۔" زوار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں میں آپ سب کی باتوں کو انجوائے کر رہی تھی۔"

"لگ تو نہیں رہا تھا۔ زوار گاڑی کی سپیڈ سلو کرتے ہوئے بولا۔

"خیر اسکے آگے کہاں جانا ہے۔" وہ عروش کے بتائے ہوئے ایڈرس تک پہنچ گیا تھا۔

"بہت شکریہ آپ کا بس میں یہاں سے چلی جاؤں گی"۔ وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر پہنچی تو رات کافی گہری ہو چکی تھی۔ دروازہ زارا نے کھولا تھا۔

"کہاں تھیں تم میں اتنا پریشان ہو رہی تھی۔ آٹھ بج رہے ہیں لڑکی تم تو کبھی اتنی دیر نہیں کرتی۔" زارا فکر مندی سے بولی۔

"اندر تو آنے دیں بتاتی ہوں وہ چادر اتارتے ہوئے آگے بڑھی۔"

لاونج میں سبھی بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ وہ بظاہر خود کو نارمل ظاہر کرتی اندر داخل ہوئی تھی مگر اندر سے بہت گھبرائی ہوئی تھی فیضان بھی سب میں بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا۔

کہیں اس نے ایک کی چار لگا کر سب کو یہ تو نہیں بتا دیا کہ اس بات کے ذہن میں آتے ہی وہ بہت پریشان ہو گئی تھی۔

خلاف معمول کسی نے کوئی سوال نہیں پوچھا تھا وہ سب کو سلام کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اگر اتنی دیر سے آنے پر شائستہ آنٹی اس سے پوچھ تاچھ کرتیں، فیضان اس پہ الزام تراشی کرتا، تو یہ سب نارمل ہوتا مگر یہ خاموشی کئی دنوں سے اسے ہولا رہی تھی۔ وہ چینج کر کے سونے لیٹ گئی تھی اور کھانا کھانے باہر بھی نہیں گئی تھی۔ وہ مجرم نہیں تھی مگر پتہ نہیں اسے ان سب سے اب بہت خوف محسوس ہونے لگا تھا دشمن سامنے سے وار کرے تو بچنے کے چانسز 90٪ ہوتے ہیں اور دشمن پیچھے سے وار کرے تو منہ کے بل گرنے کے سوا آپ کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوتا جب تک یہ لوگ اسے زبان کے زہر سے چھلنی کرتے تھے وہ برداشت کر لیتی تھی مگر ان کی زبان کی مٹھاس اب اس کی سمجھ سے باہر تھی۔ وہ آنکھوں پہ بازو رکھے انہی خیالوں میں کھوئی تھی۔

"تمھاری چائے!" فیضان کی آواز پہ وہ اچھل ہی تو پڑی تھی وہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم کھانا کھانے باہر نہیں آئی سوچا چائے میں خود تمہیں دینے آجاؤں اور تمھاری طبعیت بھی پوچھ لوں۔" وہ مزے سے کہتا اس قریب بیٹھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ چائے لانے کا شکریہ اب تم جاؤ۔" وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی اس سے دور ہٹی۔ وہ جب بھی اس کے

کمرے میں آیا کسی ہنگامی صورتِ حال کے تحت آیا اور آج اتنا دوستانہ رویہ؟

باقی لوگوں کے تو بہت قریب ہو کر بیٹھتی ہو مجھ سے دور کیوں جا رہی ہوں شکل تو میری بھی بری نہیں ہے۔" وہ اسکی جانب جھکا۔

"یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو مجھ سے۔" عروش بیڈ سے اتر کر اس سے تھوڑا دور جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"تم اچھی طرح جانتی میرا اشارہ کس طرف ہے۔" وہ بھی اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"میں ضویا کے ساتھ گئی تھی اور ضویا کا فیانسی ساتھ تھا اور اسکا دوست بھی۔" وہ قدرے مدھم آواز میں بولی وہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ شاید اس نے اسے دیکھا نہیں یا پہچانا نہیں وہ غلط تھی۔

"چلو مان لیا میں کب کچھ کہہ رہا ہوں۔ ہاں تمہیں اس بات کے لیے میرا احسان مند ہونا چاہیئے کہ میں نے گھر میں کسی کو کچھ نہیں بتایا۔" وہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔

"تو بتا دیتے اس احسان کی ویسے بھی مجھے کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ میری نیت بالکل صاف ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"اس بات پہ کون یقین کرے گا؟" وہ اسے کھلا چیلنج دے رہا تھا۔

"تو تم بھی انہیں یہ بتانا کہ تم وہاں کس کے ساتھ گئے تھے۔" عروش کو اس کی باتوں پہ سخت غصہ آ رہا تھا مگر وہ کر کچھ نہیں سکتی تھی۔

"عروش احمد! فیضان سیف نام ہے میرا مجھے کبھی چیلنج مت دینا منہ کی کھاؤ گی۔ آج پہلی اور آخری غلطی سمجھ کے معاف کر رہا ہوں آئندہ میں تمہیں اس لڑکے ساتھ نہ دیکھوں۔" وہ کہہ کے رکا نہیں تھا۔

عروش اپنا سر تھام کر وہیں بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ وہ فیضان کے رویے کو سمجھ نہیں پا رہی تھی اور ضرورت ہی کیا تھی زوار لوگوں کے ساتھ جانے کی خواہ مخواہ یہ ضویا بھی نہ وہ خود کو کوستی دروازہ لاک کر کے سونے لیٹ گئی۔۔۔۔۔

اگلی صبح بھی وہ بہت دیر سے بیدار ہوئی تھی آج اس نے یونیورسٹی سے چھٹی کر لی تھی۔ خدا معلوم وہ کس سے بھاگ رہی تھی ہر طرف مسائل منہ کھولے اسکے منتظر تھے۔

"ارے عروش آج چھٹی کیوں کر لی خیریت ہے نہ کل تم نے کھانا بھی نہیں کھایا اور اتنی جلدی سو گئیں تھیں۔" زارا کچن میں مصروف تھی اسے آتے دیکھا تو پوچھ لیا۔

"بس طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی آپ بتائیں اتنا اہتمام کس لیے؟" وہ ڈھیر ساری کھانے پینے کی اشیاء کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔

"سفیان بھائی کے سسرال والے آرہے ہیں تاریخ طے کرنے۔" وہ دھیرے سے مسکرائیں۔

"اوئے ہوئے یوں کہئیے ناں کہ آپ کے سسرال والے آپ کو لینے آرہے ہیں۔" وہ شرارت سے کہتی زور سے ہنسی۔

"وہ تو اچھا ہوا میں نے خود ہی چھٹی کرلی ورنہ آپ تو سارا کام اکیلے کرتے کرتے تھک جاتیں اب میں ہیلپ کردوں گی۔

"زارا بھی دھیرے سے مسکرادی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پورا دن بہت مصروفیت میں گزرا تھا زارا اور سفیان کے سسرال والے ڈنر پر آئے تو دوماہ بعد کی تاریخ طے کردی گئی تھی۔ ٹائم کم تھا مگر تیاری کچھ تو شائستہ بیگم نے کررکھی تھی اور کچھ باقی تھی۔ سیف الدین اس بات پہ بہت خوش تھے کہ دو ذمے داریوں کا بوجھ ہلکا ہوجائے گا۔

عروش تھک ہار کر ابھی اپنے بیڈ پہ نیم دراز ہوئی تھی جب اسکا موبائل بجنے لگا تھا۔

"یقیناً ضویا ہوگی۔" عروش نے سوچتے ہوئے موبائل پکڑا 'ضویا حسن کالنگ' دیکھ کر اسکے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی

"ہیلو عروش کہاں ہو تم؟ یونیورسٹی کیوں نہیں آئی؟ سب ٹھیک تو ہے نہ؟ بندہ ایک میسج کر دیتا ہے۔" ضویا نے بنا رکے سوالوں کی بارش کردی تھی۔

"ضویا کی بچی تمہارا کہیں سٹاپ ہے بھی کہ نہیں۔" عروش اسکی اس بے قراری پہ کھکھلا کے ہنسی۔

"یار تمہیں پتہ ہے نہ کہ مجھے تمہاری فکر ہوتی ہے اور کل جو کچھ ہوا اس کی وجہ سے میں اور زیادہ پریشان ہوگئی تھی۔" ضویا کے لہجے میں فکرمندی تھی۔

"کل۔۔۔کل کیا ہوا ہے ضویا؟" عروش نے حیرت سے پوچھا۔

"یار تمہارے کزن نے جو تمہیں ہمارے ساتھ دیکھ لیا تھا وہ ہے بھی تھوڑا شکی قسم کا مجھے لگا تمہارے گھر کوئی نیا فساد نہ ہو گیا ہو۔" ضویا اب قدرِ ریلکس تھی۔

"تمہیں کس نے کہا کہ مجھے کل میرے کسی کزن نے دیکھا تھا؟"

نہ چاہتے ہوئے بھی عروش کے لہجے میں سختی در آئی تھی کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ فیضی کو زوار کے اور اس کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا تھا۔۔

"کس نے بتانا تھا میں یونی آئی تو تم نہیں تھیں میں پریشان ہوگئی تمہیں کال کررہی تھی مگر تم پک نہیں کررہی تھیں تو میں

احمر اور زوار کے پاس چلی گئی مجھے پریشان دیکھ کر زوار نے ہی کہا کہ ہو سکتا ہے فیملی کی طرف سے کوئی پرابلم ہو کیونکہ کل اسکے کزن نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔" ضویا لاپرواہی سے سب کہتی چلی گئی۔

"ضویا کب تم دوسروں کے سامنے میرا تماشہ بنانا چھوڑو گی کیا سوچتا ہو گا وہ کہ میری فیملی میرا ٹرسٹ نہیں کرتی ہاں یہ سچ ہے مگر اسے کیوں بتایا جائے وہ تمہارے فیانسی کا دوست ہے میرا کچھ نہیں لگتا نیکسٹ مجھے کبھی اس سے یا کسی سے ڈسکس مت کرنا سمجھی تم۔ میں نے چھٹی اس لیے کی تھی کہ زارا اور سفیان بھائی کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے آج وہ لوگ آئے تھے۔ ضویا کب سمجھو گی تم۔" عروش کو نجانے غصہ کس بات پہ آیا تھا مگر اس نے ضویا کو کھری کھری سنا کر فون بند کر دیا تھا۔

" سمجھتا کیا ہے خود اور یہ ضویا یہ کب بڑی ہو گی۔ کسی سے بھی کچھ بھی کہنے لگتی ہے۔ کیا سوچتا ہو گا کہ کیسی فیملی ہے میری جس کے لیے لڑکا لڑکی دونوں کے لیے الگ الگ رول ہیں۔

ٹھیک ہی تو سوچ رہا ہو گا پر میں اسکے بارے میں کیوں سوچ رہی ہوں۔ "وہ انہی باتوں میں الجھتی سونے کی کوشش کرنے لگی پر نیند کسے آنی تھی۔ اسی لیے اس نے ضویا کو سوری کا ٹیکسٹ کیا تھا۔ جواب میں اٹس اوکے کا میسج آیا تھا۔ عروش سمجھ گئی تھی کہ وہ ابھی تک ناراض ہے۔ وہ موبائل سائیڈ پہ رکھتی سونے کے لیے پھر کوشش کرنے لگی۔

اگلی صبح وہ ضویا کے لیے اپنے ہاتھوں سے چیز سینڈوچ بنا کر ساتھ لائی تھی اسے اتنی صبح میں جو ایزی لگا وہ بنا لیا ویسے بھی ضویا کو چیز سینڈوچ جتنے بھی کھلا دو وہ کبھی انکار نہیں کرتی تھی۔

کلاس کے دوران بھی ضویا نے اس سے ٹھیک سے بات نہیں کی تھی وہ بہت زیادہ شرمندہ تھی مگر کیا کر سکتی تھی کلاس ختم ہوتے ہی ضویا بنا اس سے کچھ کہے کلاس سے باہر تھی۔ عروش اس کے پیچھے آئی تو وہ نوٹس کھولے تن دہی سے کچھ لکھنے میں مصروف تھی ضویا اور اتنی محنت عروش کو سوچ کے ہی ہنسی آ رہی تھی۔

"کیا کر رہی ہو؟ عروش اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"گول گپے بیچ رہی ہوں دیکھائی نہیں دے رہا نوٹس بنا رہی ہوں۔" سامنے سے اسے کرارا سا جواب موصول ہوا تھا۔ عروش نے اپنی ہنسی بمشکل کنٹرول کی ضویا کم ہی کسی بات پہ خفا ہوتی تھی مگر جب ہوتی افففف۔

"میرا بے بی ناراض ہے مجھ سے۔" عروش نے پیار سے اس کے گلے کے گرد بانہیں حمائل کیئں۔ ضویا چاہ کہ بھی اسے پیچھے نہ جھٹک سکی۔

"تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میری فکرمندی بھی تمہیں تماشا لگتی ہے۔" ضویا کے لہجے میں دکھ تھا۔

"یار سوری مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا کل۔" عروش جی بھر کے شرمندہ ہوئی۔

"میں جانتی ہوں عروش تم بہت خوددار ہو مگر میرا اللہ جانتا ہے میری نیت کبھی تمہارا تماشا بنانے کی نہیں ہوتی ہاں مجھ سے کچھ نہ کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ تمہیں برا لگ جاتا ہے میں نیکسٹ کئیر کروں گی۔ضویا کے لہجے میں خفگی نمایاں تھی۔

"سوری ضویا میں جانتی ہوں اس دنیا میں جس کو مجھ سے بے لوث بے غرض محبت ہے وہ تم ہی ہو۔تم بہت عزیز ہو مجھے اسے میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کے معاف کردو اور آئندہ کچھ بھی احتیاط سے کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ مجھے لگے گا کہ تم نے معاف نہیں کیا اب مسکراؤ۔"عروش نے بات مکمل کرتے ہوئے اس کے گال پہ پیار کیا۔

"عروش یار میں بھلا تم سے ناراض ہو سکتی ہوں آئی نو تمہارے سوا کوئی مجھے برداشت نہیں کر سکتا۔"ضویا نے بھی جواباً اسے گلے سے لگالیا تھا۔اور دنوں کھل کے ہنس دی تھیں۔

"ایک اور شخص بھی ہے جو دل و جان سے تمہیں جھیلنے کے لیے تیار بیٹھا ہے بس تم ہاں کر دو۔"پتہ نہیں احمر اور زوار کب آ کر وہاں کھڑے ہوئے تھے ان دونوں کو پتہ نہیں چلا تھا۔

"مگر میں اس شخص کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔"ضویا نے اسے منہ توڑ جواب دیا تھا۔

"لوگوں کی لو سٹوری میں ظالم سماج ہوتا ہے مگر میری لو سٹوری میں اسکی ضرورت ہی نہیں یہ محترمہ ظالم سماج کی ذمے داری احسن طریقے سے خود ہی پوری کر لیتی ہیں۔"احمر نے جل کے جواب دیا۔

"منگنی کے لیے مان گئی ہوں شکر ادا کرو۔"ضویا کی طرف سے بھی ادائے بے نیازی سے جواب آیا۔

"لڑکیاں مرتی ہیں احمر نیازی پر ایک تم ہو جسے قدر نہیں۔"احمر نے کالر اکڑایا۔

"تو جس کو قدر ہے اس کے پاس جاؤ ناں پکے ہوئے بیر کی طرح میری گود میں گرو گے تو مجھے کیا خاک قدر ہو گئی۔"وہ بھی ضویا حسن تھی کم ہی کسی کے روعب میں آتی تھی۔

"ادھر آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں پکا بیر ہوں یا کچا۔"وہ اسے کلائی سے پکڑ کر ایک طرف لے گیا۔عروش اور زوار بس خاموشی سے ان کی نوک جھونک دیکھ رہے تھے۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں ضویا کو کس بات پہ منایا جا رہا تھا؟"ان دونوں کے جاتے ہی زوار نے اپنا روئے سخن عروش کی طرف کیا۔وہ اندازہ نہیں لگا سکی کہ وہ انکی ساری باتیں سن چکا ہے یا نہیں۔

"بس یونہی کوئی خاص بات نہیں تھی"وہ صاف اسے ٹال گئی۔

"ویسے بھی اگر اس نے کچھ سنا بھی ہے تو ہم نے کونسا اسکا ذکر کیا ہے۔"عروش نے خود کو تسلی دی۔

"کل کوئی ہنگامہ تو نہیں ہوا آپ کے گھر۔"زوار کا لہجہ بالکل سادہ تھا۔وہ جس بات بات سے ڈر رہی تھی وہی اس کے سامنے

آ گئی تھی۔

"آپ کو کیوں لگا کہ ہنگامہ ہوا ہو گا۔"نہ چاہتے ہوئے بھی عروش کے لہجے میں سختی در آئی تھی۔

"کل آپ یونیورسٹی نہیں آئیں تھیں ضویا کچھ پریشان تھی۔"اسے زوار کی نظریں کچھ کھوجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"کل میری بہن کے سسرال والے آئے تھے اسی لیے میں نے چھٹی کی اور ویسے بھی آپ کون ہوتے ہیں میری چھٹیوں کا حساب لینے والے اور میرے گھر میں جو بھی ہو آپ کو اس سے کیا۔"عروش کو اس کے پوچھنے پہ بے تحاشہ غصہ آیا تھا اور اس کا اس نے کھلا اظہار بھی کیا تھا بنا لحاظ کے۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اسکا موبائل بج اٹھا تھا وہ ایک نظر اس پہ ڈال کر سائیڈ پہ چلا گیا تھا۔

"مجھے ہوتا کیا جا رہا ہے"وہ خود سے الجھتی وہیں درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"تمہیں میں ایک بات بتا دوں آج میری فیملی ڈیٹ لینے آ رہی ہے مجھے کوئی ٹال مٹول نہیں چاہیئے تم نے مجھے پکا ہوا بیر کہا ہے ناں اگر آج انکار ہوا تو واپس درخت پہ لٹک جاوں گا اور کبھی دوبارہ تمہارے ہاتھ نہیں آوں گا سمجھی۔۔"وہ اسے کھلی دھمکی دے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

ضویا اسکا منہ دیکھ کر رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"جی بڑے بابا خیریت اس وقت آپکی کال۔"زوار قدرِ سنسان کونے میں آ کھڑا ہوا۔

"جی مگر وہ یہاں کیسے میرا مطلب ہے میں کہاں جاؤں گا۔جی جیسے آپکا حکم۔"وہ سر ہلاتا ٹہلنے لگا۔

"جی میں آج ہی کوئی بندوبست کر لیتا ہوں۔"وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولا۔

"کیا ہوا؟"احمر نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"یار بڑے بابا بھی نہ پتہ نہیں کیا چاہتے ہیں۔"وہ موبائل واپس جیب میں رکھتے ہوئے واپس پلٹا۔

"ابے رک بتا تو سہی ہوا کیا ہے؟"احمر نے اسکا بازو پکڑ کر پوچھا۔

"یار بڑے بابا اپنی لاڈلی بیٹی کو شہر پڑھنے کے لیے بھیج رہے ہیں اور مجھے اپارٹمنٹ خالی کرنے کا حکم دیا ہے۔"

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا سال کے اینڈ میں آ کر جب پیپرز ہونے والے ہیں وہ کیا کرے گی۔"زوار نے پریشانی سے کہا۔

"چل پھر کرتے ہیں بندوبست کچھ میرے گھر آ جانا یا ہوسٹل شفٹ ہو جاؤ۔"احمر نے اسے مشورہ دیا۔

"نہیں۔یار میں اپنے لیے اپارٹمنٹ کا بندوبست کر لوں گا۔ہوسٹل میں کمفرٹیبل نہیں رہوں گا مجھے ویسے بھی اکیلے رہنے کی عادت ہو گئی ہے۔میں فہد سے بات کرتا ہوں وہ کچھ کرے۔اور یہ کہاں غائب ہے کچھ دنوں سے بالکل نظر نہیں آیا۔"زوار نے احمر

کی طرف دیکھتے ہوئے فہد کی بابت پوچھا۔

"اسکی چچازاد بہن کی شادی تھی وہاں گیا ہے آجائے گا کچھ دنوں میں یہ بتاؤ ڈیڈ لائن کب کی ہے۔" احمر اور وہ دنوں اب ضویا وغیرہ کی طرف واپس جارہے تھے۔

"ایک ہفتے کا ٹائم ملا ہے بڑے بابا کی جلالی طبعیت سے میں بہت تنگ ہوں وہ آرہی ہے تو مجھے گھر سے نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔ بڑی مہربانی انکی ایک ہفتے کا بھی ٹائم دے دیا ورنہ کہتے ایک گھنٹے میں خالی کردو تو میں ضرور کر دیتا۔" وہ ہمیشہ انکے غصے سے نالاں رہتا تھا اور زیر عتاب بھی ہمیشہ وہی آتا تھا۔

"تم کیوں ٹینشن لے رہے ہو آخر کو تم حیدر عثمان کے بیٹے ہو انکی پوری جائیداد کے اکلوتے وارث، آدھا گاؤں تمہارا، ہاں اگر تم انکل کی بات مان لیتے تو پورے گاؤں پہ قابض ہوسکتے تھے۔" احمر نے شرارت سے کہا۔

"تمہیں پتہ ہے میں لالچی بالکل نہیں ہوں اور رہی بات جائیداد کی تو میرے بابا جان اپنے بھائی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں یار میں ماہ روش سے شادی نہیں کرنا چاہتا نہ آج نہ آئندہ کبھی۔ ایسا نہیں کہ اس میں کوئی کمی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا میں پڑھنا چاہتا ہوں اپنا کیریئر بنانا چاہتا ہوں جب سے انکار کیا ہے پورا خاندان میرا دشمن ہوگیا ہے بابا نے تو غصے میں پیسے دینا بھی بند کر دیا ہے اور یہ اپارٹمنٹ سے نکالنے والی بھی انکی ایک چال ہے کہ میں مجبور ہو کر ہاں کر دوں گا مگر لکھ لو احمر نیازی میں ایسا نہیں کروں گا ابھی اتنا کنگلا نہیں ہوا میں کر لوں گا بندوبست کل ہی خالی کردوں گا اپارٹمنٹ تم دیکھنا۔" وہ لوگ اب ان دونوں کے قریب آگئے تھے۔ عروش جو کسی بات پہ کھکھلا کے ہنس رہی تھی زوار کو دیکھتے ہی وہ خاموش ہوگئی تھی زوار نے بطور خاص اسکی اس حرکت کو نوٹ کیا تھا جبکہ ضویا کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ شدید غصے کی کیفیت میں ہے۔

احمر کو دیکھتے ہی اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا احمر اسکی اس حرکت پہ مسکرا کر رہ گیا۔

"اوکے ضویا ہم لوگ چلتے ہیں ہم تو یوں ہی گپ شپ کے لیے آئے تھے مگر لگتا ہے یہاں گپ شپ تو دور کوئی ہماری شکل دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہے۔" زوار نے بات کرتے ہوئے عروش کو دیکھا وہ اپنی فائل پہ سر جھکائے بیٹھی تھی البتہ اسکی بات کو بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے زوار بس کچھ شکلیں ایسی ہوتی ہیں کہ چاہ کہ بھی دل نہیں چاہتا دیکھنے کا۔" ضویا نے احمر کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"اور آپ کی شکل ان شکلوں میں شمار نہیں ہوتی۔" ضویا نے اسے تسلی دی۔

احمر بس یونہی سنجیدگی سے کھڑا رہا۔

"اچھا پھر ملاقات ہو گی اللہ حافظ۔" زوار سنجیدگی سے کہتا واپس مڑ گیا احمر بھی اسکے پیچھے ہولیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہو گیا ہے زوار میں فہد سے بات کرتا ہوں وہ کوئی نہ کوئی انتظام کرلے گا تم یوں منہ لٹکا کے بیٹھو گے تو کیا اپارٹمنٹ چل کے تمہارے پاس آجائے گا۔"

وہ جب سے اپنے کیمپس واپس آئے تھے زوار یونہی منہ لٹکائے بیٹھا تھا اور احمر اسکا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یار آئی نو اپارٹمنٹ کا انتظام ہو جائے گا مگر۔"

"مگر کیا؟" احمر نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"مگر یہ کہ وہ لڑکی خود کو سمجھتی کیا ہے خوبصورت ہے ذہین ہے تو میں کیا کروں خواہ مخواہ میں خود کو کوئی توپ چیز سمجھتی ہے پیار سے بھی بات کرو تو اتنا روڈلی بی ہیو کرتی ہے بندہ خود ہی شرمندہ ہو جاتا ہے" زوار اس وقت شدید غصے میں تھا۔

"کون لڑکی؟" میری نظر میں تو ایسی کوئی لڑکی نہیں گزری جس نے زوار حیدر ولد حیدر عثمان شاہ کے ساتھ ایسے بی ہیو کیا ہو" احمر کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"میں عروش کی بات کر رہا ہوں پہلے تو بات نہیں کرتی تھی آج سیدھی انسلٹ کر دی۔" زوار احساس توہین سے تپا بیٹھا تھا۔

"اچھا عروش اسکو سیریس مت لو وہ ایسی ہی ہے کسی سے فری ہونا تو دور وہ بات بھی نہیں کرتی تھوڑی ریزروڈ رہتی ہے۔" احمر نے اسکی صفائی پیش کی۔

"مگر تم سے تو بالکل نارمل بات کرتی ہے۔" زوار نے منہ بنایا

"کیونکہ میں اسکی بیسٹ فرینڈ کا ہونے والا فیانسی ہوں ایک کام کرو تم بھی اسکی کسی فرینڈ سے منگنی کر لو ٹھیک ہو جائے گی۔" احمر نے اسے ایک مفید مشورے سے نوازا۔

"تم سے نہ بات کرنا ہی فضول ہے میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ انسان اگر آپ سے پیار سے بات کر رہا ہے تو آپکو بھی اس سے پیار سے بات کرنی چاہیے نہ کہ پنجے جھاڑ کے اس کے پیچھے پڑ جاؤ۔" وہ غصے سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا

"اگر اتنا ہی پیار اُمڈ رہا ہے تو کسی ایسی لڑکی پہ نچھاور کرو نہ جو اس کی قدر کرے اور یہ جو تمہارے اگے پیچھے گھومتی ہیں ان میں تھوڑا تھوڑا بھی بانٹ دو تو فائدے میں رہو گے۔" وہ رازدارانہ انداز میں بولا۔

"تم سے بات کرنا ہی فضول ہے میں کسی پیار کی بات نہیں کر رہا یونہی ایک بات کہی تھی اور اسے تو میں دیکھ لوں گا۔" وہ خفگی سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

"اچھا سوری اب کوئی فضول بات نہیں پلیز بتاؤ کیا ہوا کیا کہا اس نے ۔" احمر فوراً اس کے پیچھے لپکا ۔

"کہنا کیا ہے کل ضویا کافی پریشان تھی کہ وہ یونی نہیں آئی میں نے اسے کہہ دیا کہ ہو سکتا ہے اس کے گھر کوئی مسئلہ ہو گیا ہو گا کہ اسکے کزن نے ہم سب کو دیکھا تھا کل ریسٹورنٹ میں۔ آج گئے تو پوچھ لیا میں نے کہ گھر میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا آپ کل نہیں آئیں تھیں وہ بی بی تو چڑھ دوڑیں مجھ پہ کہ آپ کون ہوتے ہیں حساب لینے والے۔" زوار نے سب کہہ سنایا

"واہ زوار شاہ واہ کیا بات ہے آپ کی یعنی بھیڑوں کے چھتے پہ پتھر مار کے کہتے ہیں کہ جی کہ وہ حملہ آور کیوں ہوئیں ۔" احمر اس کی بات پہ جل کہ رہ گیا ۔

"اس بات کا مطلب ۔" زوار نے اپنا روئے سخن اسکی جانب موڑا

"مطلب تم خود کہتے ہو نہ کہ کسی کی ذاتیات میں انٹر فیئر نہیں کرنا چاہئے تو آج خود تم نے کیا کیا اس کے ساتھ کچھ بھی ہو وہ تمہیں کیوں بتائے اور تم اسے چھوڑو مجھے بتاؤ تم کون ہوتے ہو اس سے پوچھنے والے۔"" احمر نے اسے گھورا

"مجھے فکر ہو رہی تھی اسکی۔" زوار نے کندھے اچکائے۔

"کیوں فکر ہو رہی تھی آپ کو۔" اب کے احمر نے اسے خاصی مشکوک نظروں سے گھورا تھا، زوار لاجواب ہوا اور پھر فوراً بات کو ٹال گیا۔

"اچھا چھوڑو مجھے کیا اور ایسا کچھ نہیں ہے وہ میرے ٹائپ کی نہیں ہے" وہ اسے تسلی دیتا اسے ساتھ لیئے آگے بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ خود کو سمجھتا کیا ہے میں جیسے اس کی غلام ہوں کہ جو حکم نواب صاحب دیں گے میں وہی مان لوں گی۔" ضویا شدید غصے میں تھی۔ اس لیے مسلسل بولے چلی جا رہی تھی۔ مگر عروش تو کہیں اور ہی کھوئی ہوئی تھی۔

"سمجھتا کیا خود کو آلینے دو آج اسے سیدھا کر دوں گی دیکھنا۔" بات کرتے ہوئے اچانک اسکی نظر عروش پہ پڑی تھی۔

"عروش اتنی خاموش کیوں ہو کچھ بولو میں کب سے تمہیں اپنی پرابلم بتا رہی ہوں تم ہو کہ بالکل چپ ہو جیسے سن ہی نہیں رہی۔" ضویا نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔

"ہاں میں سن رہی ہوں۔" وہ چونکتے ہوئے فوراً سیدھی ہوئی۔

"اچھا بتاؤ کیا کہہ رہی تھی میں۔" ضویا نے اسے کھوجنا چاہا۔

"یہ ہی کہ آج احمر بھائی کی فیملی آ رہی ہے اور تمہاری ان سے لڑائی ہو گئی ہے ضویا تم اپنی بیوقوفی اور ضد کے ہاتھوں سب کچھ گنوا بیٹھو گی زندگی ایسے موقع روز روز نہیں دیتی اور احمر بھائی بہت ڈیسینٹ ہیں دوسرے لڑکوں سے بہت مختلف لونگ کیئرنگ جان

دیتے ہیں تم پر اور کیا چاہیے تمہیں تم پلیز اپنی ضد چھوڑ دو آج نہیں تو کل شادی ہونی ہی ہے کیا مسئلہ ہے جو اب نکاح ہو جائے گا ۔"عروش تو جیسے آج ٹھان کہ بیٹھی تھی کہ اسے قائل کر کے چھوڑے گی۔

"تمہارا مطلب ہے وہ جو ابھی مجھ پہ رعب جما کر گیا ہے میں اس میں آجاؤں وہ سمجھے گا کہ میں ڈر گئی۔"ضویا نے منہ بنایا۔

وہ رعب نہیں مان تھا تم پر انکی محبت تھی اس بات پہ یقین تھا کہ تم ان کا کہا نہیں ٹالو گی اور تم کوئی رعب میں نہیں آرہیں نہ ڈر رہی ہو وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ضویا حسن کسی سے نہیں ڈرتی اب پوائنٹ پہ آؤ بحث چھوڑو ناراضگی بھلے قائم رکھو مگر انکار مت کرنا کیوں کہ میں جانتی ہوں احمر بھائی شام سے پہلے تمہیں منا لیں گے۔"عروش مسکرا کے کہتی اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔

"تمہیں تو بس اسی کی سائیڈ لینی ہوتی ہے۔"ضویا ابھی تک ناراض تھی صد شکر وہ قائل ہو گئی تھی۔

"ظاہر ہے میں تمہاری طرح بیوقوف نہیں ہوں ۔"وہ مزے سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔"ضویا نے اسے حیرت سے دیکھا

"میم گھر جانے کا وقت ہوا چاہتا ہے آپ تو احمر میں کھوئی ہیں آپکو تو اندازہ نہیں ہوا ہو گا۔"عروش نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ہی۔" وہ شرمندہ سی اپنی چیزیں سمیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ یار میں تو بالکل بھول ہی گئی میں تمہارے لیے سینڈوچ لائی تھی پتہ نہیں دھیان کہا تھا اب یہ لو کھا لو یا گھر لے جاؤ۔" عروش نے خود کو کوستے ہوئے ڈبہ اس کے سامنے کیا۔

"ابھی کھاؤں گی بہت بھوک لگی ہے پورے دن میں یہ پہلی اچھی چیز ہوئی ہے۔"وہ ڈبہ کھولتے ہوئے بولی۔

وہ ساتھ چلتے ہوئے گیٹ تک آئیں تھیں۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں بائے۔"عروش اسکے گلے مل کر وہاں سے چلی گئی تھی وہ بھی سینڈوچ کھاتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"فہد کہاں ہو تم مجھے تم سے بہت ضروری کام ہے ۔"

"میں یہیں ہوں آج ہی واپس آیا ہوں ابھی ایک دوست کے پاس بیٹھا ہوں تم بتاؤ کیا کام ہے۔"یونی سے واپس آتے ہی زوار نے فہد کو کال کی تھی۔

"مجھے ایک اپارٹمنٹ چاہیئے آج ہی۔"وہ پیکنگ میں مصروف عجلت بھرے انداز میں بولا۔

"کیوں تمہارے اپارٹمنٹ کی چھت گر گئی ہے" فہد نے اسکی بات کو مذاق میں اڑایا دیا۔

"ہاں یہی سمجھ لو اب اگر تم چاہتے ہو کہ میں رات کھلے آسمان کے نیچے نہ گزاروں تو انتظام کر دو ورنہ کہہ دو کہ نہیں۔ میں اپنا انتظام خود کر لوں گا۔" زوار کے لہجے میں بے زاریت تھی۔

"ہوا کیا ہے یار ایسی بھی کیا ایمرجنسی ہو گئی کچھ تو بتاؤ۔" فہد بھی اب سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"لمبی کہانی ہے گھر ڈھونڈو بعد میں بتاوں گا۔" زوار نے کہتے ساتھ ہی کال ڈراپ کر دی تھی۔

فہد کے پاپا پراپرٹی ڈیلر تھے اس لیے ایسے کام فہد منٹوں میں کر دیا کرتا تھا مگر اتنے شارٹ نوٹس پہ زوار شاہ جیسے آدمی کے لیے گھر کا انتظام خاصا مشکل تھا۔

"کیا بات ہے فہد کس کی کال تھی۔" سفیان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"دوست تھا میرا کہہ رہا ہے کہ رات تک ایک اپارٹمنٹ کا انتظام کرواتنی جلدی کہاں سے کروں۔" فہد خاصا پریشان تھا۔ وہ تو سفیان کو شادی فکس ہونے کی مبارک دینے آیا تھا اب اسے کیا پتہ تھا کہ دو پل بھی سکون نہیں ملے گا۔

"اگر وہ کمفرٹیبل ہو تو ہمارے گھر کا فرسٹ فلور خالی ہے شادی کے انتظامات کے لیے بھی کچھ رقم چاہئے تم بات کر لو اس سے ہو سکتا ہے اسے پسند آ جائے۔" سفیان نے اس کے سامنے حل پیش کیا۔

"تھینک یو یار میں بات کرتا ہوں اس سے بلکہ اسے ساتھ لے کر آتا ہوں امیر باپ کی اولاد ہے ایسے علاقے میں رہنے پہ مانے گا تو نہیں مگر آج کی رات کے لیے لگتا ہے کہ مان جائے گا ڈونٹ وری تم گھر جاؤ میں اسے لے کر آتا ہوں۔" فہد اسکا شکریہ ادا کرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

زوار نے شام تک اپنا سارا ضروری سامان پیک کر لیا تھا۔ اور اب وہ بڑے بابا کو کال کر کے اپارٹمنٹ خالی کرنے کا بتانے والا تھا۔ وہ شاور لے کر نکلا تو موبائل مسلسل بج رہا تھا اس وقت اسکا موڈ سخت خراب تھا اور وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے بے زاریت سے موبائل پکڑا تھا سامنے ماں جی کالنگ لکھا دیکھ کر پل میں اس کے عصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

"اسلام و علیکم ماں جی کیا حال ہے؟" اس نے کال ریسیو کرتے ہی خود کو نارمل کر لیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا یہ کیا سن رہی ہوں میں تم اپارٹمنٹ خالی کر رہے ہو کہاں جاؤ گے۔" پریشانی ان کی آواز سے نمایاں تھی۔

"کمال سادگی ہے اماں یعنی میں خالی کر رہا ہوں مجھے سات دن کا وقت دیا ہے بڑے پاپا نے یہاں سے نکلنے کا وہ الگ بات ہے

کہ میں یہاں سے آج ہی جا رہا ہوں وہ اپنی صاحب زادی کو بھیج دیں بتا دیجئے گا کہ میں چلا گیا ہوں پتہ نہیں کس جنم کا بدلہ لے رہے ہیں سب مجھ سے۔" وہ واپس غصے میں آ گیا تھا۔

"بیٹا کوئی بدلہ نہیں ہے بس بھائی صاحب کچھ غصے میں ہیں تم تو جانتے ہو ناں انکی عادت کو تم سے بہت محبت کرتے ہیں تم نے بھی تو صاف انکے منہ پہ انکار کر دیا تھا ایسا کوئی کرتا ہے بھلا ۔" ندرت بیگم اسے سمجھانے لگیں

"اماں کہیں سے نہیں لگتا کہ بڑے بابا اتنے پڑھے لکھے ہیں لگتا ہے پیسے دے کر ڈگریاں لیں ہیں انہوں نے بس عجیب نیچر ہے اپنی بات سے اختلاف تو بالکل پسند نہیں کرتے خیر میں بھی انہی کا بھتیجا ہوں اوپر سے گھٹی بھی انکی اثر تو ہو گا ناں اماں لکھ کے رکھ لیں بڑے بابا اپنی اسی ضد کے ہاتھوں کسی دن بہت بڑا نقصان کروا بیٹھیں گے اپنا، میں بتا رہا ہوں۔" اب کے اسکا لہجہ کچھ نرم تھا۔

"میں نے اس لیے فون کیا ہے کہ تمہارے بابا سے کہہ کر میں نے تمہارے اکاؤنٹ میں پیسے ڈلوا دیئے ہیں رکھ لینا اتنی ضد اچھی نہیں ہوتی۔" وہ نرمی اسے اسے سمجھانے لگیں

"اپنے پیروں پہ کھڑا ہو جاوں ایک ایک پائی واپس کر دوں گا۔" وہ ناراضگی سے بولا تو ندرت جہاں کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی تھی۔

"زوار بڑے بابا کی باتوں پہ غصہ کر سکتا تھا شور مچا سکتا تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا تھا"

"اچھا اماں لگتا ہے فہد آ گیا مجھے لینے میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" وہ عجلت میں کہتا فون بند کر کے دروازے کی جانب بڑھا سامنے فہد کھڑا تھا۔

"تم رکو میں بیگ لے کر آتا ہوں" وہ اسے وہیں کھڑا کر کے اپنا بیگ لینے چل دیا تھا۔ وہ دونوں گاڑی میں بیٹھنے تک بالکل خاموش تھے۔

"اب بتاؤ گے کیا ہوا ہے؟ کیوں گھر والوں نے اپنے اکلوتے چشم و چراغ کو گھر سے بے گھر کر دیا ہے"؟ گاڑی سٹارٹ کرتے ہی فہد نے اس سے پوچھا انداز میں سنجیدگی ناپید تھی۔

زوار نے صرف اسے گھورنے پہ اکتفا کیا تھا۔

"اچھا مت بتاؤ احمر سے بات ہوئی تھی اس نے سب بتا دیا ہے" فہد نے ہنستے ہوئے جلتی پہ تیل ڈالا ۔

وہ پھر بھی خاموش رہا۔

"ایک جگہ لے کے جا رہا ہوں پسند نہ بھی آئے تو بھی آج کی رات وہیں ٹک جانا اتنی بری نہیں ہے کل تک کچھ اور انتظام کر لوں گا اور اگر پسند آ جائے تو اور بھی اچھا ہے۔" فہد خود ہی سنجیدگی سے موضوع کی طرف آ گیا تھا۔

"اگر بالکل پسند نہ آئی تو۔" زوار نے نکتا اٹھایا۔

"لاہور میں ہوٹلز کی کمی تو نہیں ہے اور تمہارے پاس پیسوں کی وہاں چلے جانا۔" فہد نے اسے راستہ دیکھایا۔

"وہ مجھے بھی پتہ ہے پر میں بڑے بابا کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں اپنے لیے گھر ڈھونڈھ سکتا ہوں۔" وہ ناراضگی سے بولا

"اچھا نہ اب چپ کر کے بیٹھو وہ جگہ دیکھ لو پسند آ جائے تو ٹھیک ورنہ کچھ اور انتظام کرتے ہیں۔" فہد نے اسے تسلی دی وہ خاموشی سے باہر دیکھنے لگا۔

جگہ کچھ جانی پہچانی تھی مگر اس نے دھیان نہیں دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"عروش شام ہو چکی ہے جب رات ہو جائے گی تب شام کی چائے بناؤ گی۔" وہ باہر صحن میں بیٹھی اپنے نوٹس بنا رہی تھی جب روزینہ اس کے سر پہ آ کھڑی ہوئی۔

"تمہارے ہاتھوں پہ مہندی لگی ہے جو تم چائے نہیں بنا سکتی۔" عروش اپنے کام میں مصروف بولی

"تمہارے منہ میں کافی لمبی زبان آ چکی ہے ابھی امی سے تمہارا علاج کرواتی ہوں۔" روزینہ کو اسکا یوں جواب دینا بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

عروش نے اس کی بات پہ بالکل دھیان نہیں وہ اپنے کام میں مصروف رہی۔

"امی امی دیکھیں عروش کیا کہہ رہی ہے۔" "روزینہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی شائستہ بیگم کو آوازیں دیتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

تبھی گیٹ پہ بیل ہوئی تھی۔

وہ اپنے نوٹس ایک جگہ اکٹھے کر کے رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اپنا دوپٹہ سر پہ ٹھیک سے اوڑھ کر وہ دروازہ کھولنے چل دی۔

"ارے فہد بھائی آپ آج کیسے راستہ بھول گئے" دروازے کھولتے ہی اس نے مسکرا کر فہد کو ویلکم کیا تھا وہ اکثر ان کے گھر آتا جاتا تھا۔

"بس جی ایک کام کھینچ لایا سفیان سے کہو کہ میں آیا ہوں۔" وہ سر ہلاتی اندر کی طرف چل دی

زوار دروازے کی اوٹ سے اسے دیکھ چکا تھا عروش کی مسکراہٹ نے جلتی پہ تیل کا کام کیا تھا۔

علاقہ تو بس ٹھیک ہی تھا مگر پرانی طرز کا بنا یہ بڑا سا گھر دیکھنے میں کافی اچھا لگ رہا تھا۔ وہ فہد کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا وہ اسے سیدھا اوپر لے گیا تھا۔

فرسٹ فلور کی سیڑھیاں باہر صحن اور اندر لاونج دونوں طرف سے اوپر جاتی تھیں۔

"سفیان بھائی فہد بھائی آئے ہیں آپ کو بلا رہے ہیں ۔"سفیان لاونج میں بیٹھا نیوز دیکھ رہا تھا جب عروش نے آکر اسے پیغام دیا

"اچھا ایک کام کرو تین کپ چائے اور کچھ لوازمات اوپر بھجوادو ۔"سفیان اسے ہدایت دیتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

وہ بھی سر ہلاتی کچن کی طرف چل دی

گھر کافی بڑا اور کشادہ تھا فرسٹ فلور پہ تین بیڈ روم لاونج ڈائنگ روم +ڈرائنگ روم اور ایک بڑا سا صحن موجود تھا۔

گھر پورا فرنشڈ تھا اوپر نیچے کے دونوں پورشن کم و بیش ایک جیسے ہی تھے۔

جیسے دو فیملیز کے لیے بنائے گئے ہوں گھر کا نقشہ پرانا جبکہ فرنیچر اور سیٹنگ سب دور حاضر کی تھی،زوار کو گھر پسند آیا تھا۔

"تو اونٹ پہاڑ کے نیچے آ ہی گیا یعنی تم خود چائے بنانے آ ہی گئی۔"روزینہ کچن میں ہی طنز کے تیر برسانے لگی تھی عروش خاموشی سے اپنے کام میں۔ مصروف رہی۔

"یہ لوازمات کس کے لیے ہیں۔"روزینہ نے ٹرے میں پڑے کیک بسکٹ اور چپس وغیرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سفیان بھائی کے کوئی گیسٹ آئے ہیں ان کے لیے ۔"وہ چائے کپوں میں انڈیلنے لگی۔

"اچھا وہ فہد کے ساتھ جو لڑکا تھا بہت ہینڈ سم تھا قسم سے میں نے اسے اوپر جاتے ہوئے دیکھا تھا ویسے اگر وہ گیسٹ تھا تو اسے نیچے ڈرائنگ روم میں کیوں نہیں بٹھایا ۔"روزینہ نے پر سوچ نظریں اس پہ جمائیں

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے اور نہ میرے پاس اتنا فالتو ٹائم ہے کہ ہر آنے جانے والے پہ نظر رکھوں۔"وہ کپ ٹرے میں رکھنے لگی۔

ا"چھا یہ چائے اوپر میں دے آتی ہوں"روزینہ نے جلدی سے ٹرے اٹھالیا۔

"ٹھیک ہے تمہاری چائے یہیں پڑی ہے آ کے لے لینا۔" عروش اسے اطلاع دیتی زارا شائستہ اور گرینی کی چائے لے کر گرینی کے کمرے میں چلی گئی۔وہاں شادی کے معاملات ڈسکس ہو رہے تھے۔

وہ چائے کا ٹرے رکھ کر اپنا مگ ہاتھ میں لیے واپس صحن میں آگئی تھی۔

فہد نے کن آکھیوں سے روزی کو اوپر آتے دیکھا تھا پھر سفیان کو سوچ کر نظریں ہٹالیں تھیں۔

روزینہ چائے کا ٹرے میز پہ رکھنے کے دوران کئی بار چور نظروں سے زوار کو دیکھ چکی تھی مگر وہ ایک ہی پوزیشن میں سر جھکائے بیٹھا رہا تھا۔

فہد بس سفیان سے باتیں کرتا رہا۔ناچار وہ اشیاء ٹیبل پہ سجا کر واپس چلی گئی تھی۔

فہد نے اسے جاتے ہوئے ایک نظر دیکھا دل نے دہائی دی کہ رک جاؤ مگر وہ نہیں رکی وہ واپس سفیان کی طرف متوجہ ہو گیا زوار نے گھر پسند کر لیا تھا چھ ماہ کا کرایہ ایڈوانس میں دینے کی بات بھی طے ہو گئی تھی۔

فہد اور سفیان آپس میں کسی بات پر بحث میں مصروف ہو گئے اور وہ ماسٹر بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا جو اس کے زیر استعمال آنے والا تھا۔

کمرہ کافی بڑا اور کشادہ تھا۔وہ چلتے ہوئے بالکونی کی طرف بڑھ گیا دروازہ کھولنے پہ ٹھنڈی ہوا نے اسکا استقبال کیا تھا۔

صحن میں لگے قد آدم درختوں کی شاخوں نے پھیل کر چاروں طرف چھاؤں کر رکھی تھی بالکونی میں کھڑے ہو کر آسمان بمشکل ہی دیکھائی دے رہا تھا۔اسے وہاں کھڑے عجیب فرحت کا احساس ہو رہا تھا۔وہ ریلنگ پہ کہنی ٹکائے چائے پینے لگا۔

بلاشبہ چائے جس نے بھی بنائی تھی ذائقہ لاجواب تھا۔

تبھی اس کی نظر صحن میں چیئر پہ دونوں پاؤں اوپر کیے بیٹھی عروش پہ پڑی تھی وہ چائے کا مگ ہاتھ میں لئے نجانے کہاں کھوئی ہوئی تھی۔سامنے اسکی بکس اور نوٹس بکھرے پڑے تھے کتاب کے وزن تلے دبے وہ کاغذ ہوا کے زور پہ کسی پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑاتے اور پھر ہمت ہار جاتے جیسے اس قید کو تسلیم کر لیا ہو مگر اگلے ہی پل پھر سے کوشش میں مصروف نظر آتے وہ کئی ثانئے اس منظر میں کھویا رہا تھا۔

عروش نے نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا تھا مگر کوئی دکھائی نہیں دیا۔

"تم یہاں کھڑے ہو چلو بیٹا ریسٹ کرو۔" فہد اسے لیے واپس کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

کسی خیال کے تحت اس نے سر اٹھا کر سامنے بالکونی میں دیکھا تھا مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

"میں نے بات کر لی کھانا بھی یہی لوگ دیں گے بس پے منٹ کر دینا فکر کی کوئی بات نہیں بہت اچھے لوگ ہیں۔" فہد اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے اسے سب بتانے لگا۔

"تھینکس یار۔" زوار نے مسکراتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔

"شکریہ کی بات نہیں دوست ہی دوست کے کام آتا ہے سیف انکل اور میرے بابا بچپن کے دوست ہیں میرا آنا جانا ہے یہاں پریشان مت ہونا کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے بتانا۔" فہد نے اسے تسلی دی۔

"تم نے کبھی بتایا نہیں کہ تم عروش کو جانتے ہو۔" زوار نے اس سے عجیب سے انداز میں پوچھا تھا۔

"یہ اتنی اہم بات تو نہیں تھی کہ میں ضرور بتاتا اور ویسے بھی میں کیوں بتاوں کہ میں کس لڑکی کو جانتا ہوں اور کس کو نہیں

اور وہ بہت اچھی لڑکی ہے بتاتا تو تم لوگ نجانے کیا سمجھ لیتے۔" فہد نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک کہا اتنی اہم بات تو نہیں تھی۔" زوار زیر لب بڑبڑایا۔

"اچھا اللہ حافظ کل آوں گا سامان سیٹ کر لو تم اپنا۔" وہ اس سے گلے ملتا واپس چل دیا تھا۔

"تم ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھتی رہتی ہو ایسے بھی کونسے نوٹس ہیں جو بن کے نہیں دے رہے تمہارے زارا آپی کچن میں ہیں تمہیں بلا رہی ہیں۔" روزینہ اسے آڈر دے کر واپس چلی گئی تھی۔

وہ بھی اپنا سامان سمیٹ کر اس کے پیچھے چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم یہاں میرے کمرے میں تمہاری جرات کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔" ضویا کی ملازمہ اسے نیچے آنے کا کہہ کر گئی تھی کہ مہمان آچکے ہیں۔

وہ خود کو آئینے میں دیکھتی دوپٹہ سلیقے سے کندھے پہ پھیلائے اسکا ایک پلو سر پہ ٹکانے کی کوشش کر رہی تھی جب آئینے میں ابھرتے احمر کے عکس کو دیکھ کر اسے آگ ہی لگ گئی تھی۔

"ہم دونوں ساتھ کھڑے کتنے اچھے لگ رہے ہیں ناں۔" وہ بغور اسے آئینے میں دیکھتے ہوئے مزے سے بولا۔ آج کی شام اس کے لیے کتنی حسین ہوتی اگر وہ آج صبح اس سے لڑائی نہ کرتا۔

ضویا اس پہ بنا ایک بھی نظر ڈالے آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" احمر نے جاتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا

"ہاتھ چھوڑو میرا۔" وہ غصے سے بل کھا کر پیچھے مڑی تھی

"آئی ایم سوری صبح کے لیے مگر میں کیا کرتا تم پیار سے بات بھی تو نہیں مانتی۔" وہ آہستگی سے کہتے ہوئے اس کے قریب ہوا

"دور ہٹو مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" ضویا کی خفگی برقرار تھی۔

"ضویا سوری کر تو رہا ہوں۔" وہ معصومیت سے بولا

"ضرورت نہیں ہے تمہاری سوری۔" کی ضویا نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا تھا اور دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"آئی لو یو ضویا میں تمہاری ناراضگی نہیں سہہ سکتا۔" احمر نے تیزی سے آگے بڑھ کے اسکا راستہ روکا۔

"یہ بات ناراض کرنے سے پہلے سوچا کرو۔" وہ آہستگی سے بولی۔

احمر نے اپنی جیب کو ٹٹولتے ہوئے کچھ نکالا تھا اور پھر فوراً گھٹنوں کے بل زمین پہ جھک کر اس نے اپنا دایاں ہاتھ ضویا کے سامنے کیا تھا۔

"ویل یو میری می ضویا حسن؟" وہ ہاتھ میں ایک خوبصورت انگوٹھی لیے آنکھوں میں امید لیے اسکا سامنے تھا۔

ضویا کو اپنا وجود ریت کا پہاڑ بنتا محسوس ہوا تھا۔

"یس" ! اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے تھام کر احمر نے انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا دی تھی۔ضویا کی ناراضگی پل بھر میں غائب ہو گئی تھی۔

"عروش بالکل ٹھیک کہتی ہے" ضویا اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"کیا کہتی ہے۔" احمر کھڑا ہوتے ہوئے مسکرایا۔

"یہی کہ تم جیسا نمونہ مجھے کہیں نہیں ملے گا۔" ضویا اٹھلائی۔

"یعنی میں نمونہ ہوں۔" وہ ناراضگی سے بولا۔

"اور نہیں تو کیا تم پرنس چارلس ہو۔" وہ اسے منہ چڑاتے ہوئے ہنسی۔

"میں تو اس سے بھی زیادہ خوش قسمت ہوں کیونکہ مجھے ضویا حسن مل رہی ہے اور وہ کسی شہزادی سے کم نہیں۔"

"ہاں حور کے پہلو میں لنگور۔" وہ کھلا کے ہنسی۔

"آج تمہیں آزادی ہے جو مرضی کہو ۔" وہ مخمور سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے قریب ہوا ۔

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلتے ہوئے باہر بھاگ گئی تھی۔

نیچے ان دونوں کی فیملی بیٹھی انکے نکاح کی ڈیٹ فائنل کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط: 07 اپریل 2018

اس قسط پر آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔

دوسری قسط

"جی آپی آپ نے مجھے بلایا" عروش اپنا سامان کمرے میں رکھ کر سیدھا کچن میں آئی تھی۔

"تمہیں بتانا تھا کہ اوپر والا پورشن اب کرائے پر ہے سفیان بھائی کے کوئی دوست ہیں کھانا ہم ہی لوگ دیں گے انہیں تم ایک کام کرنا جب کھانا دینے جاو تو ان سے ان کی فیورٹ ڈیشیز پوچھ لینا وہ الگ سے پے کر رہے ہیں تو کھانا انہی کی پسند کا ہو تو اچھا ہے۔" زارا کھانا بنانے میں مصروف تھی ساتھ ساتھ اسے بتاتی بھی جا رہی تھی۔

"پوچھنا اچھا نہیں لگتا میں ایک لسٹ بنا کے ٹرے میں رکھ دوں گی کہ جو پسند ہے وہ ٹِک کر دیں ۔" عروش کھانے کے لیے برتن نکالنے لگی تھی۔

"ہاں یہ تو بہت اچھا ہے کافی عقل مند ہو گئی ہو۔" زارا نے تعریفی انداز میں کہا۔

"ارے نہیں ایویں کسی سے جا کر خواہ مخواہ کے سوال کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا میں لسٹ بناتی ہوں۔" عروش کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

جب وہ لسٹ لے کر واپس آئی تو روزینہ پہلے سے وہاں موجود تھی۔

"اللہ خیر کرے آج کچن کے اتنے چکر روزی بی بی خیر تو ہے نہ۔" عروش نے کچن میں آتے ہی اپنی حیرت کا اظہار کیا تھا۔

"تم لوگوں کی ہیلپ کرنے آئی تھی اب اگر نہیں چاہئے تو میں چلی جاتی ہوں۔" وہ برا منا گئی۔

"ہمیں پتہ ہے تم کیا ہیلپ کرنے آئی ہو یہ لو ٹرے اور یہ لسٹ موصوف کو دے دینا کہنا ٹک کر کے واپس کر دیں۔" عروش نے ٹرے سیٹ کر کے اس کے ہاتھ میں پکڑایا تھا۔

وہ روزی کی رگ رگ سے واقف تھی مگر پھر بھی روزینہ کو اس سب میں اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔ مگر وہ خلاف معمول خاموشی سے ٹرے لے کر چلی گئی تھی۔

زارا اپنے کام میں مصروف تھی اس نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔عروش بھی سر جھٹک کر کھانے کے برتن ڈائننگ ٹیبل پہ سیٹ کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

زوار اپنا وارڈروب سیٹ کر رہا تھا روزینہ دروازہ بنا نوک کیئے کمرے میں چلی آئی۔

وہ اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کا کھانا اور یہ لسٹ چیک کر لیجئے گا۔" وہ ٹرے میز پہ رکھتے ہوئے بولی۔زوار کو اسکا بنا اجازت اسکے کمرے میں آنا بالکل اچھا نہیں لگا تھا مگر وہ خاموش رہا۔

"تھینکس میں کر لوں گا۔" وہ ایک نظر اس پہ ڈال کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"لائیے میں آپ کی کچھ مدد کر دوں۔" زورینہ نے ایک دم آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے اسکی شرٹ لی اور تہہ کرنے لگی۔

"ارے رہنے دیں! میں کر لوں گا آپ کو زحمت ہو گی۔" زوار نے اپنی ناگواری کو چھپاتے ہوئے شرٹ اس کے ہاتھ سے واپس لی۔

"ارے ایسے کیسے اکیلے کام کرتے رہیں گے کسی بھی مدد کی ضرورت ہو مجھ سے ضرور کہیئے گا۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"جی میں ضرور بتاؤں گا آپ فی الحال جائیں تا کہ میں اپنا کام کر سکوں۔" زوار کا انداز جان چھڑوانے والا تھا۔

وہ اسے محبوب کی ادا سمجھ کر واپس پلٹ گئی۔

"سنئے!" زوار نے کچھ سوچتے ہوئے آواز دی۔

"جی کہیئے۔" وہ فوراً پلٹ کے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"آپ یا کوئی بھی آئندہ میرے لیے کھانا لے کر آئے تو پلیز باہر ٹیبل پہ رکھ کر انفارم کر دیجئے گا روم میں آنے کی ضرورت نہیں۔" زوار نے اپنے لہجے کو حتی المقدور نارمل رکھا تھا۔

"جی جیسے آپ کی مرضی۔" روزی سر ہلاتی واپس چلی گئی۔

وہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح یونیورسٹی جانے پر عروش کو پتہ چلا تھا کہ ضویا میڈم نے بنا بتائے چھٹی کر لی تھی۔ کل رات سے وہ کال بھی پک نہیں کر رہی تھی۔وہ پریشان تو نہیں تھی جانتی تھی اب تک احمر اور ضویا کی صلح ہو چکی ہو گی مگر اسکا دل نہیں لگ رہا تھا پورا دن اسی طرح

گزر گیا تھا کئی بار اسے خیال آیا کے احمر بھائی کے چلی جائے مگر پھر کسی خیال کے تحت وہ رک جاتی تھی۔

اسے کل اپنی اور زوار کی باتیں یاد آئیں تھیں۔وہ ایسی تو نہیں تھی ایک دم سے اسکی انسلٹ کر دی۔

"مگر وہ بھی تو ذاتیات میں گھس رہا تھا اچھا کیا بالکل نیکسٹ سوچ کر بات کرے گا۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

"اور اگر بات ہی نہ کی۔" اسے اس بات سے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی تھی۔

"نہ کرے یہ تو اور بھی اچھا ہے جتنی دور رہے مجھ سے اتنا بہتر ہے۔" اس نے فوراً خود کو فریب کے جال میں پھنسایا۔

وہ گھر بھی دیر سے پہنچی تھی آتے ہی وہ نہانے گھس گئی وہ نہا کے باہر نکلی تو اسکے کمرے کا اے سی اور پنکھا دونوں آن تھے کمرہ برف بنا ہوا تھا۔ سردیاں شروع ہو رہی تھیں اب تو پنکھا آن کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی تھی کجا کے اے سی۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر دنوں چیزیں بند کی تھیں۔

نہانے سے پہلے وہ پنکھا بند کر کے گئی تھی اور اے سی تو پہلے ہی آف تھا یہ حرکت روزینہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

کیونکہ کہ وہ جانتی تھی کہ عروش کو زرہ سی بھی سردی قابل برداشت نہیں ہوتی اسے فوراً فلو گھیر لیتا ہے اور بخار حملہ آور ہو جاتا ہے۔

وہ خود کو نارمل کرتی کچن میں آئی تھی مگر تب تک چھینک چھینک کے اسکا حشر ہو چکا تھا۔

"عروش کیا ہوا ہے؟ کتنی بار منع کیا ہے شام کو مت نہایا کرو بیمار پڑ جاؤ گی۔" زارا جو شام کی چائے بنا رہی تھی اس دیکھ کر فورا اسکی طرف لپکی۔

"ارے نہیں بس ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے انہیں تسلی دی۔

"بیوقوف لڑکی دھوپ میں بیٹھو جا کر کچھ دیر آرام ملے گا۔" زارا نے چائے مگ میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

"صحن میں دھوپ کہاں ہے میں چائے کے ساتھ ٹیبلیٹ لے لیتی ہوں آپ فکر نہ کریں۔" عروش نے بالوں کو کیچر کی قید سے آزاد کیا۔

"کوئی ضرورت نہیں تم چھت پہ چلی جاؤ۔ وہ لڑکا کسی کام سے گیا ہے دیر سے آئے گا آبھی گیا تو کھا نہیں جائے گا۔" زارا نے چائے کا مگ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے اسے باہر کی طرف دھکیلا۔ چارو ناچار اسے اوپر کا رخ کرنا پڑا تھا۔

چھت پہ ہلکی ہلکی دھوپ اب بھی باقی تھی اسے عجیب گرماہٹ اور سکون کا احساس ہوا تھا۔

وہ کمر ڈوبتے سورج کی جانب کئے پاؤں چیئر پہ رکھے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے سر ان پہ گرائے پتہ نہیں کہاں کھو گئی تھی۔

زوار کسی کام سے باہر گیا تھا اسے دیر سے آنا تھا مگر اسکا وہ کام ہوا ہی نہیں وہ جلدی واپس آ گیا تھا پچھلی طرف کی سیڑھیاں صحن کی طرف آتی تھیں وہ سفید سوٹ میں سر جھکائے بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

لمبے گھنے گیلے بال پشت پہ بکھرتے تھے وہ کئے ثانیے خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔ وہ قدرت کا حسین منظر محسوس ہو رہی تھی کسی کی نظروں کی تپش نے عروش کو سر اٹھانے پر مجبور کیا تھا اس نے سر گھما کے دیکھا مگر اسے کوئی دکھائی نہیں دیا اس کی نظر چائے کے کپ پہ پڑی جو کہ اب ٹھنڈی ہو چکی تھی عروش کپ تھام کر کھڑی ہو گئی۔

زوار بس مبہوت سا اسے دیکھے جا رہا تھا یوں معلوم ہوتا کہ سفید رنگ اسی کے لیے بنا ہے۔ وہ بنا کچھ سوچے سمجھے اچانک اس کے سامنے آیا تھا۔

وہ جانے کے لیے مڑی جب زوار کو اس قدر اچانک اپنے سامنے پا کر گھبراہٹ میں کپ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا۔

وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہ رہا تھا کیونکہ وہ تو ناراض تھا مگر ناراضگی کہاں گئی اسے خود بھی پتہ نہیں چلا۔

"آپ یہاں؟" عروش کی آنکھوں میں غصے کی بجائے حیرت تھی۔

"جی کیوں آپ کو کوئی اعتراض ہے؟" وہ اس کی حواس باختگی سے کافی لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"جی بالکل ہے آپ کیوں آئے ہیں کس سے پوچھ کر آئے ہیں؟" اس کی آنکھوں میں اب حیرت کی جگہ غصہ تھا۔

"میں آپ سے ملنے آیا ہوں بات کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔" وہ از حد سنجیدگی سے بولا مذاق کا تو گمان ہی نہیں ہو رہا تھا۔

"کیا مطلب؟" عروش کی آنکھیں حیرت سے مزید بڑی ہو گئی تھیں اور دل کی دھڑکن تیز۔۔۔

"مطلب یہ کہ کل مجھے آپ سے اتنا پرسنل سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا غلطی میری ہے سوچا ایکسکیوز کر لوں۔" وہ دونوں بازو سینے پہ لپیٹے سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"نمبر ایک مجھے آپ کے ایکسکیوز کی بالکل ضرورت نہیں۔ نمبر دو یہ ایکسکیوز یونیورسٹی میں بھی ہو سکتا ہے۔" عروش نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"نہیں وہاں نہیں میں نے سوچا گھر پہ جا کر بات کرنی چاہیئے۔" زوار کو اسے تنگ کرنے میں نجانے کیا مزہ آ رہا تھا۔

وہ اب صرف گھور رہی تھی۔

"چائے کا نہیں پوچھیں گیں آپ؟" وہ چلتے ہوئے اس کے قریب آیا

"آپ اپنی حد میں رہیں اور نکلیں یہاں سے۔" وہ دبے دبے غصے سے بولی۔

"اور اگر میں نہ جاوں تو؟" وہ مزے سے کہتا سامنے رکھی کرسی پہ براجمان ہوا۔

"تو ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں۔" وہ تپ کر کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

پیچھے زوار کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ عروش کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو گھر تک پہنچ گیا بات کرنی ہے میں مان ہی نہیں سکتی معاملہ کچھ اور ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"مگر یہ ہمارے گھر میں کیا کر رہا تھا ہو سکتا ہے نئے کرائے دار کا دوست ہو پر وہ خود کہاں تھا؟" وہ انہی سوچوں میں گھری تھی جب اسکا فون بج اٹھا۔

"ہیلو۔" اس نے بنا دیکھے ہی کال رسیو کر لی تھی۔

ہائے عروش!" ضویا کی کھل کھلاتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"تم کہاں غائب ہو یار کوئی اتہ پتہ نہیں۔" عروش نے خود کو نارمل کیا۔

"میں یہیں پہ ہوں تمہیں گڈ نیوز دینی ہے کہ میرا اور احمر کا نکاح ہو رہا ہے نیکسٹ ویک۔" اینڈ پہ وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"بہت بہت مبارک ہو یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے میرے لیے تمہیں عقل آ گئی۔ اسی اعزاز میں تم نے آج چھٹی کر لی۔" عروش کو یہ سن کر حقیقت بہت خوشی ہوئی تھی۔ زوار حیدر کو وہ یکسر بھول چکی تھی۔

"نہیں کسی اعزاز میں نہیں کی کل وہ لوگ کافی لیٹ واپس گئے میں تھک گئی تھی وقت پہ آنکھ نہیں کھلی۔" ضویا نے اپنے نہ آنے کا ریزن بتایا۔"

"شرم کرو سب طے کر کے مجھے اب انفارم کر رہی ہو۔" عروش نے اسے شرم دلائی۔

"سوری ویسے اپنے منہ سے یہ خبر میں نے سب سے پہلے تمہیں ہی سنائی ہے۔" وہ شرارت سے بولی۔

"ہاں مجھے پتہ ہے تم تو نکاح کے بعد بھی کسی کو نہیں بتاو گی کہ نکاح ہو گیا تمہارا۔"

"اچھا سنو تم صبح ریڈی رہنا ہم شاپنگ پہ جائیں گے میں تمہیں پک کر لوں گی۔ یہ ہی کہنا تھا اب مجھے ممی بلا رہی ہیں میں بعد میں بات کرتی ہوں۔" اس نے عجلت بھرے انداز میں کہتے کال ڈراپ کر دی۔

عروش بھی اپنے ذہن سے سب کچھ جھٹکتی باہر چلی گئی۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح عروش دیر سے بیدار ہوئی تھی کیونکہ آج سنڈے تھا۔

گھر میں معمول کی چھل پہل نہیں تھی تقریباً سبھی لوگ اپنے کمروں میں تھے وہ کچن میں جانے کی بجائے گرینی کے روم میں چل دی وہ بیڈ پہ نیم دراز تسبیح پڑھنے میں مشغول تھیں۔

وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔

گرینی نے اپنی تسبیح مکمل کر کے اسے دم کیا اور انگلیاں اس کے بالوں میں پھیرنے لگیں۔۔

"کیا بات ہے چندا کچھ پریشان لگ رہی ہو؟" انہوں نے اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"گرینی ایک سوال پوچھوں؟ سچ سچ جواب دیں گئیں۔"

وہ انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

"ہاں میرے بچے پوچھو کیا بات ہے۔"

"میں نے بچپن سے شائستہ آنٹی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری ماں اچھی عورت نہیں تھی۔ وہ ایسا کیوں کہتی ہیں جبکہ آپ اور بابا ان سے متفق نہیں ہوتے کیا آپ اس لیے ان سے اختلاف کرتے ہیں کہ میں ہرٹ نہ ہوں یا پھر واقعی وہ اچھی عورت نہیں تھیں؟" وہ کہتے ہوئے خاموش ہوئی۔

"آج سے پہلے تو کبھی تم نے ایسا کوئی سوال نہیں کیا عروش آج کیا ہوا ہے۔" گرینی اس کے سوالات سے خاصی پریشان ہو گئیں تھیں۔

"کبھی نہ کبھی تو میں یہ سوال اٹھاتی ہی اب آپ پر ہے کہ آپ مجھے کس حد تک مطمئن کر سکتی ہیں۔"

"بیٹا میں تمہیں مطمئن نہیں کر سکتی تم یہ سوال اپنے دل سے پوچھو کیونکہ میں جانتی ہوں تمہارا دل مطمئن ہے کہ تمہاری ماں بری عورت نہیں تھی میرے پاس تمہاری ماں کے حق میں کوئی گواہی نہیں مگر پھر بھی میں اسے قصوروار ماننے کو تیار نہیں وہ غلطی کر سکتی ہے گناہ نہیں۔" گرینی پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھرتے ہوئے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"اگر کسی سے مجھے محبت ہو جائے یا اسے مجھ سے تو کیا میری ماں کے مشکوک کردار کے ساتھ بھی وہ مجھے اپنا لے گا؟" آخر وہ بات اس کی زبان پہ آ ہی گئی تھی جو اسے پریشان کر رہی تھی۔

"تو یہ بات ہے۔" گرینی ہولے سے مسکرائیں۔

"نہیں گرینی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ سیدھی ہو بیٹھی

"تو کیا کبھی بھی نہیں ہو گی؟"

"نہیں گرینی اس چیز کی میری زندگی میں کوئی گنجائش نہیں۔ میں ہر زخم سہہ سکتی ہوں مگر محبت کا درد مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔ اس سے پہلے کے کوئی مجھے بیچ راستے چھوڑ کر جائے میں کبھی اسے اس راستے پہ اپنے ساتھ چلنے ہی نہیں دوں گی۔" وہ مضبوطی سے بولی۔

"یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں بیٹا محبت ہونے سے پہلے اجازت تھوڑی لیتی ہے اور میری ایک بات یاد رکھنا جو تم سے سچی محبت کرے گا اسے ان سب چیزوں سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" گرینی نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے تسلی دی۔

وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"ویسے گرینی آپ اور بابا مجھے کبھی میری مما اور میرے بابا کے بارے میں کچھ نہیں بتاتے یہ بہت غلط بات ہے۔" وہ ناراضگی سے بولی۔

"جب وقت آئے گا میں سب کچھ بتاؤں گی تمہیں اب فلحال کوئی سوال نہیں۔"

عروش ان کی گود میں سر رکھ کر دوبارہ لیٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گرینی کے کمرے سے باہر آئی تو سب لوگ ناشتے کے لیے بیٹھے تھے وہ زارا کی مدد کرنے کچن میں چل دی۔

وہ ناشتہ ٹیبل پر لگا رہی تھی جب سفیان زوار کو اپنے ساتھ لیے ناشتے کی ٹیبل پہ آ بیٹھا۔

"بابا یہ بے چارہ گھر والوں سے دور یہاں رہ رہا ہے اگر ہمارے ساتھ کھانا وغیرہ کھا لیا کرے تو؟" سفیان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سیف صاحب کو مخاطب کیا۔

"بیٹا اس میں کوئی برائی نہیں آپ اسے اپنا گھر ہی سمجھیں۔" سیف صاحب نے اسے کھلے دل سے ویلکم کیا تھا۔

"ناشتے میں کیا لوگے؟" سفیان اب آداب میزبانی نبھا رہا تھا۔

"چیز آملیٹ۔" زوار نے اپنی پسند سے اسے آگاہ کیا۔

عروش کچن کے دروازے میں کھڑی یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھی نجانے کیوں زوار کو دیکھتے ہی اسکا موڈ خراب ہو گیا تھا۔

"عروش ایک چیز آملیٹ تو بنا دو۔" سفیان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ خاموشی سے سر ہلاتی کچن میں چلی گئی۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو کل مجھے کیسے ڈرا دیا سیدھی طرح نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں پہ جو نیا کرائے دار ہے وہ میں ہوں۔ پہلے یونیورسٹی میں اس نے جان عذاب کی ہوئی تھی اب گھر پہ بھی سکون نام کی کوئی چیز نہیں بچی۔ اوپر رہتا ٹھیک تھا سیفی بھائی اٹھا کے جناب کو نیچے لے آئے ہیں۔" جتنی تیزی سے اس کے ہاتھ چل رہے تھے اتنی تیزی سے اسکی زبان بھی چل رہی تھی۔

"کیا بات ہے عروش؟" زارا نے اس کی بڑبڑاہٹ کا نوٹس فوراً لیا تھا۔

"اتنا بے شرم مہمان میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔" عروش نے باول زور سے سلیب پہ پٹخا۔

"عروش اتنا غصہ کس بات پہ ہے؟" زارا نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"بس یونہی آڈر ایسے لگا رہا تھا جیسے ہوٹل میں آیا ہو نواب کہیں کا۔"

"کافی سلجھا ہوا لڑکا ہے۔ تم کیوں غصہ کر رہی ہو؟" زارا ابھی تک حیران تھی یہ نیچر تو نہیں تھی عروش کی۔

"آپ بھی نہ بس پیچھے پڑ جاتی ہیں۔ بس موڈ خراب تھا غصہ اس پہ نکال دیا۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں کہتی واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"سنیں!" وہ آملیٹ میز پہ رکھ کر جانے کے لیے مڑی تھی جب زوار نے اسے پکارا۔

عروش نے رک کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اگر آپ کام والی کے ساتھ جا کر میرا کمرہ صاف کروا دیں وہ کیا ہے کہ بہت قیمتی سامان ہے میرا۔" وہ انتہائی معصومیت سے کہہ رہا تھا۔

اگر بابا اور سفیان بھائی نہ بیٹھے ہوتے تو یقیناً وہ اسے ٹکا سا جواب دے کر وہاں سے روانہ ہو چکی ہوتی۔

"ہماری ملازمہ بہت ہی قابل بھروسہ ہیں آپ بے فکر رہیے۔"

"اگر وہ کہہ رہے ہیں تو تم چلی جاؤ ساتھ ورنہ روزی کو بھیج دو۔" سفیان نے عروش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر۔" وہ سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

بانو ان کی پرانی ملازمہ تھی قابل بھروسہ خیر اس بات سے زوار تو واقف نہیں تھا۔

وہ بانو کو ساتھ لے کر اوپر چلی گئی وہ روزی کو بھیج دیتی مگر وہ سو رہی تھی اور زوار کی غیر موجودگی میں تو وہ کبھی نہ جاتی۔

بانو اپنے کام میں مصروف ہو گئی تو عروش بغور اس کی (قیمتی اشیاء) کا جائزہ لینے لگی۔ سائیڈ ٹیبل پہ اسکی ایک تصویر گھڑی اور چارجر پڑا تھا۔ سٹڈی ٹیبل پہ کچھ بکس اور لیپ ٹاپ موجود تھے۔ بے شمار قیمتی پرفیومز اور کاسمیٹکس سے ڈریسنگ ٹیبل سجی ہوئی تھی۔

"توبہ اتنا تو کوئی لڑکی اپنی بیوٹی کے لیے کانشس نہیں ہو گی جتنا یہ موصوف۔" وہ دل ہی دل میں سوچتی بک ریک کی طرف بڑھی۔ اس میں تقریباً سبھی مشہور مصنفین کے ناولز موجود تھے۔ مگر سب سے زیادہ ناولز کی تعداد دُرِ سکندر نامی رائٹر کی تھی۔ وہ بغور ان ناولز کو دیکھ رہی تھی۔ آج کے دور میں بھی کوئی بکس پڑھنے کا اتنا شوقین ہے اسے یہ جان کر خوشی ہوئی تھی۔

"بی بی جی صفائی ہو گئی ہے۔ میں جاؤں؟" بانو اب اس سے اجازت طلب کر رہی تھی۔ عروش نے سر اثبات میں ہلایا وہ اجازت ملتے ہی وہاں سے چلی گئی۔

عروش نے دُرِ سکندر کی بک "پہرہ" اٹھائی تھی۔ اور اس کے صفات الٹ پلٹ کے دیکھنے لگی۔

"مجھے اس رائٹر سے بہت سے اختلافات ہیں۔"

زوار کا یہ فقرہ اتنا اچانک تھا کہ وہ جو اس کتاب میں کھوئی ہوئی تھی اچانک کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری۔

"آپ سے بات کرنا تو بہت مہنگا پڑنے والا ہے مجھے پہلے ملے تو کپ توڑ دیا اب ملے تو کتاب نیچے گر گئی اب یہ بچ گئی ہے کہ نہیں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" زوار نے جھک کر وہ کتاب زمین سے اٹھائی۔

"آپ کو بھی تو ہمیشہ آ کر سرپرائز کرنا ہوتا ہے۔" وہ جو اس کو اپنے تئیں گھر سے باہر بھیج چکی تھی اپنے سامنے پا کر چڑ گئی۔

"میں تو اپنی گھڑی لینے آیا تھا۔" زوار نے سائیڈ ٹیبل سے اپنی واچ اٹھائی۔

"آپ کے ہاتھ میں اپنا فیورٹ ناول دیکھا تو سوچا کچھ تبصرہ ہی ہو جائے۔ آپ پڑھتی ہیں کیا ناول؟" وہ اب گھڑی اپنی کلائی پہ باندھ رہا تھا۔

"نہیں۔" عروش کی طرف سے کرارا سا جواب آیا۔

"ویسے آپ نہ بھی بتائیں آپ کو دیکھ کر ہی پتہ چل جاتا ہے کہ ادب سے آپ کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔" وہ بک ہاتھ میں لیئے اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"مگر آپ کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے۔" زوار نے وہ کتاب اس کی طرف بڑھائی۔ عروش نے خاموشی سے اسے تھام لیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ دُرِ سکندر کیسا نام ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ رائٹر لڑکا ہے کہ لڑکی لائک فرحت عباش شاہ۔" وہ اپنی بات کے اختتام پر خود ہی ہنسا۔

"آپ کو دُرِ سکندر سے کیا اختلاف ہے؟" وہ سب اس سے پوچھ رہی تھی۔

"اختلاف! مجھے ان سے اختلافات ہیں۔" وہ زور دے کر بولا۔

"مگر آپ کے پاس ان کے اتنے ناول ہیں مجھے لگا وہ آپکی فیورٹ ہیں۔" عروش نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاں بہت سارے اختلافات کے باوجود وہ فیورٹ ہیں میری کیونکہ اگر کچھ باتوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو ان کی باتوں میں بہت گہرائی ہے ان کی شخصیت بہت پر اسرار ہے۔ اتنی بکس کے بعد بھی میں نے انکا ایک انٹرویو نہیں پڑھا اور جہاں تک میرا خیال ہے انکا ایمان محبت پہ بہت کمزور ہے۔"

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انکا ایمان محبت پہ کمزور ہے؟" عروش کتاب سینے سے لگائے بغور اس کی باتیں سن رہی تھی جب اچانک بول اٹھی۔

"اب آپ نے یہ ناول پڑھا ہوتا تو میں آپکو بتاتا۔" زوار نے کندھے اچکائے۔

"میں یہ ناول پڑھ چکی ہوں بہت تعریف سنی تھی ضویا سے اس لیے پڑھا تھا۔" وہ سر جھکائے بولی۔

"واؤ گریٹ! اب آپ اس ناول کے مین کردار ماہی کو لے لیجئے، وہ جب شاویز سے محبت کرتی تھی تو خود پہ پہرہ کیوں بٹھا لیا خود کو قید کر لیا آپ بتائیں کوئی محبت پہ پہرہ بٹھا سکا ہے؟ جبکہ شاویز بھی تو اس سے محبت کرتا تھا اگر وہ تھوڑا جھک جاتی تو اسکی لائف میں پرابلمز نہیں آتے۔" وہ اسے دلیل دے رہا تھا۔

"کچھ لوگ تب جھکتے ہیں جب وہ ٹوٹ چکے ہوتے ہیں جبکہ ماہی ایک بہت مضبوط لڑکی تھی جسکے ہر رشتے نے اسے دھوکا دیا جسکا اعتبار محبت سے اٹھ چکا تھا ایسے میں شاویز سے محبت کا ادراک اس کے لیے کسی اذیت سے کم نہیں تھا اور جہاں تک بات ہے پہرہ بٹھانے کی تو وہ ایک بار پھر ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے اس نے خود کو مار کر جینا سیکھ لیا وہ کیوں جھکتی شاویز جھکتا مگر وہ محبت کرنے کے باوجود بھی کبھی ماہی کو سمجھ نہیں پایا۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتی چلی گئی۔

"میں سمجھتی ہوں کہ کوئی بھی رائٹر آپ کا تب فیورٹ ہوتا ہے جب اس کے دیئے گئے پیغام کو آپ سمجھ لیتے ہیں اور سمجھ نہیں پاتے تو یہ ایک رائٹر کے ناکام ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ اگر اس میں ٹیلنٹ ہوتا تو وہ لفظوں کے جادو نہ جگاتا آپ کو اپنا دیا گیا پیغام بھی سمجھاتا آئی تھینک دُرِ سکندر اپنا پیغام ٹھیک سے نہیں پہنچا سکیں۔" وہ مسکرا کر کہتی کتاب واپس ریک پہ رکھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"رائٹر ناکام نہیں ہے میں جاہل ہوں ورنہ اسکا دیا ہوا ایک ہی پیغام آپکو سمجھ آیا مگر مجھے نہیں تو بتایئے کون بے عقل ہے؟ زوار نے اسکی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ رکی، مڑی، مسکرائی اور پھر واپس پلٹ کر چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ضویا ہوا کے گھوڑے پہ سوار آئی تھی سب سے سلام کیا اور عروش کو اپنے ساتھ لے کر چلتا بنی۔ وہ اسے روکتی رہ گئی چائے تو پی لو مگر وہ کہاں رکنے والی تھی وہ تو صد شکر عروش اس کے آنے سے پہلے تیار تھی۔ وہ اسے ساتھ لیے شہر کی سب سے مشہور اور بڑی بوتیک پہ آئی تھی۔

"ضویا کچھ بتاؤ گی کہ کیا کیا خریدنا ہے؟" عروش اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔

"یار باقی کسی چیز کا مجھے نہیں پتہ وہ سب مما ارینج کریں گی۔ ہاں آج ہم لوگ نکاح کے لیے ڈریس دیکھنے آئے ہیں۔ یہ مما کی فرینڈ کی بوتیک ہے اس لیے میں تمہیں ساتھ لائی کہ مشورہ دے دینا۔" وہ دونوں اب مختلف ڈریسسز دیکھ رہیں تھیں۔

"تمہارے مائنڈ میں کوئی آئیڈیا نہیں کہ ڈریس ایسا ہونا چاہیئے؟" عروش نے اس سے پوچھا۔

"ہاں بالکل ہے مگر پہلے ہم ڈریسسز دیکھیں گے پھر کچھ سوچیں گے۔" وہ مزے سے بولی۔

"تو دیر کس بات کی ہے آؤ ان سے بات کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے پسند کی چیز دیکھائیں۔"

ارے رکو احمر کو تو آلینے دو۔" وہ شرماتے ہوئے بولی۔

"اچھا تو یہ بات ہے محترمہ تو مجھے کباب میں ہڈی بنا کہ کیوں لائی ہو تم دونوں آجاتے اور یہ شرمانے کی نہ ایکٹنگ نہ کرو بہت عجیب لگ رہی ہو۔" عروش نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔

جواباً ضویا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ احمر کے ساتھ زوار صاحب بھی آرہے ہیں۔" عروش کی نظر بوتیک میں آتے زوار اور احمر پر پڑ چکی تھی۔

"ظاہر ہے میں تمہیں لائی ہوں وہ تو اسے ضرور لائے گا۔" ضویا نے لاپروائی سے کہا۔

"تمہیں بتانا چاہیئے تھا میں نہ آتی۔" عروش کا موڈ اچانک آف ہو گیا تھا۔

"تم کیوں چڑتی ہو اس سے۔ کیا کہتا ہے وہ معصوم تمہیں۔" ضویا حیران تھی۔

"کچھ نہیں۔" وہ چہرہ موڑ کر کپڑے دیکھنے

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اوئے یہ محترمہ بھی آئی ہوئی ہیں!۔" وہ لوگ شاپنگ مال میں انٹر ہونے تک اسی بات پہ بحث کر رہے تھے کہ احمر اسے ساتھ کیوں لایا اور احمر اسے کنونس کر رہا تھا کہ اسے اسکی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ مگر بوتیک کے دروازے تک پہنچنے تک وہ چڑا ہوا تھا کیونکہ آج سنڈے تھا اور وہ ریسٹ کرنا چاہتا تھا۔ وہ لوگ جیسے ہی انٹر ہوئے تھے زوار کی نظر عروش پہ پڑی تھی۔ اس کا موڈ اچانک فریش ہو گیا تھا۔

"ظاہر ہے ضویا اسے بھی ساتھ لانے والی تھی۔" احمر نے لاپروائی سے کہا۔

"چلو شکر ہے اب میں اکیلا بور نہیں ہوں گا۔ کوئی اور بھی موجود ہو گا۔" زوار مزے سے بولا۔

"شرم کر تمہاری شادی پہ میں بھی ایسے ہی کروں گا جیسے تو کر رہا ہے۔" احمر نے اسے وارننگ دی۔

"میری شادی بہت اسپیشل ہو گی۔" زوار اٹھلایا۔

"ہاں بالکل تم ضرور کوئی چاند چڑھاؤ گے آئی نو۔" احمر نے اسکے کندھے پہ تھپکی دی۔ جواباً زوار نے اسے گھورا تھا۔ وہ لوگ اب ضویا اور عروش کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ضویا نے دونوں کو خوشدلی سے ویلکم کیا تھا جبکہ عروش رخ موڑے مختلف ڈریسیز کو

دیکھتی رہی تھی۔

احمر اور ضویا اب ایک برائیڈل ڈریس پہ بحث کر رہے تھے۔ احمر بضد تھا کہ ضویا کو وہ لینا چاہیئے۔ جبکہ ضویا کا کہنا تھا کہ اسکا نکاح ہے اس لیے ڈریس زیادہ ہیوی نہیں ہونا چاہیے۔

"دیکھو میری بات مان لو پھر نہ کہنا بتایا نہیں۔" احمر نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"کیا مطلب۔؟"ضویا نے حیرانگی سے احمر کو دیکھا۔

"دیکھو ہو سکتا ہے نکاح کے بعد میری نیت بدل جائے اور میں رخصتی کی ڈیمانڈ کر دوں اور مجبوراً تمہیں ماننی پڑے۔" احمر نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ جواباً ضویا نے اسے ایک زوردار کہنی رسید کی تھی وہ کراہ کے رہ گیا۔

زوار ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اپنے موبائل میں گم تھا۔ عروش ابھی تک ڈریسیز پہ ریسرچ کر رہی تھی۔ زوار نے نوٹس کیا تھا کہ وہ ایک ہی ڈریس کو کئی بار دیکھ چکی تھی اور اب بھی اسی کے پاس کھڑی تھی لائٹ گرین اور پنک کلر کا وہ ڈریس واقع ہی بہت شاندار تھا۔

"عروش یار ادھر آؤ۔" ضویا نے اپنے پاس بلایا تھا۔ ان لوگوں نے ایک ڈریس فائنل کر لیا تھا اب وہ اس کی رائے معلوم کرنا چاہتی تھی۔ گولڈن ڈریس کے ساتھ ٹی پنک دوپٹہ وہ لہنگا واقعی بہت خوبصورت تھا۔ زوار نے اسے دور سے ہی ڈن کر دیا تھا اس کے ساتھ دولہا کی میچنگ شیروانی بھی تھی دوپٹہ کے ہم رنگ کُلا اور شرٹ کے ہم رنگ شیروانی۔ وہ لوگ وہ سب فائنل کر کے وہاں سے اٹھے تھے۔ جب ضویا عروش کو اپنے ساتھ لے کر ایک طرف چلی آئی اور ایک رائل بلو کلر کا سوٹ نکال کر اس کے سامنے کیا۔

"یہ کیا ہے۔؟" عروش نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بھئی میرے نکاح کے لیے ہے۔ تم یہ پہنو گی۔" ضویا نے جوڑا اسکے ساتھ لگا کر دیکھا۔ "جچ رہا ہے تم۔" پر وہ مسکرائی۔

"مگر ضویا نکاح تمہارا ہے۔ مجھے تمہیں کچھ گفٹ کرنا چاہیئے۔ الٹا تم مجھے۔۔" عروش شرمندگی سے گویا ہوئی۔

"سنو لڑکی مجھے کوئی لیکچر نہیں چاہیئے سمجھی تم یہ ہی پہنو گی۔" ضویا کا لہجہ اٹل تھا عروش خاموش ہو گئی۔

"آپ لوگ باہر میرا ویٹ کرو میں آپ لوگوں کا سامان لے کر آتا ہوں۔" احمر کاؤنٹر پہ کھڑا بل بنوا رہا تھا۔ جب زوار نے اپنی خدمات پیش کیں۔

"چل ٹھیک ہے جلدی آجا ہم ویٹ کر رہے ہیں۔" احمر اپنا کریڈٹ کارڈ اس کے حوالے کرتا ان دونوں کے ہمراہ باہر نکل گیا تھا۔ زوار بل پے کر کے سامان لے کر ان کے پیچھے پہنچا وہ لوگ پارکنگ میں اسکا ویٹ کر رہے تھے۔

"آگے کا کیا پلان ہے۔؟" زوار سامان ڈیگی میں رکھ کر ڈرائیونگ سیٹ پہ آیا۔

"بہت بھوک لگی ہے صبح سے کچھ نہیں کھایا کچھ کھلا دو۔" ضویا سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"لنچ کا ٹائم گزر گیا اور ڈنر کا ٹائم ابھی ہوا نہیں۔" احمر نے بیک مرر ضویا کے چہرے پہ سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو فاسٹ فوڈ کس مرض کی دوا ہے وہی کھلا دو پر کچھ کھلا دو۔" ضویا نے دوہائی دی۔

"او کے بابا اپنی فرینڈ سے پوچھ لو وہ فاسٹ فوڈ کھالیں گی۔" زوار نے گردن گھما کر تھوڑا پیچھا دیکھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ یہ کوئی انڈیا سے تھوڑی آئی ہے۔ جو نان ویج نہیں کھائے گی اگر کھالیا تو اسکا درھم برشٹ ہو جائے گا۔" ضویا نے منہ بنا کر کہا۔ احمر اور زوار دونوں اس کی بات پر کھل کھلا کر ہنسے تھے۔ عروش نے ضویا کو جواباً گھور کر دیکھا۔

"پھر بھی کچھ لوگ بہت ڈائٹ کانشس ہوتے ہیں۔ باہر کی چیزوں کو زیادہ پسند نہیں کرتے۔" زوار نے گردن کو ایک بار پھر پیچھے موڑا۔

"اپنا سر سیدھا رکھو ایکسیڈنٹ مت کروا دینا۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔ نکاح میں بھی بہت وقت ہے۔" احمر نے اسکا سر پکڑ کر سیدھا کیا۔

"ہاں میں سامنے ہی دیکھ رہا ہوں۔" زوار خجل ہوتے ہوئے مسکرا دیا۔

"کیا بات ہے عروش۔ آپ بہت خاموش ہیں خیریت تو ہے۔؟" احمر اب کے عروش کو مخاطب کر لیا تھا۔

"نہیں احمر بھائی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ویسے ہی کم بولتی ہوں آپ کو پتہ تو ہے۔" وہ اسے مختصر سا جوب دے کر پھر سے خاموش ہو گئی تھی۔

زوار نے نوٹس کیا تھا وہ ایسا صرف اسکی موجودگی میں کرتی تھی مگر کیوں۔؟ یہ بات اسے الجھا دیتی تھی۔ کیا وہ اسے اتنا برا لگتا تھا کہ وہ اسکی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی۔ زوار کے دل کو انجانا سا درد محسوس ہوا تھا۔ کیوں کیا میں اتنا برا ہوں۔؟ وہ خود سے سوال کرنے لگا۔

"ابے رک جا آگے کہاں جا رہا ہے۔" احمر نے اچانک اسٹرینگ پہ ہاتھ رکھا۔ زوار نے چونک کر اسے دیکھا انکی مطلوبہ جگہ آ چکی تھی۔

"کہاں کھوئے تھے۔ گاڑی بھی نہیں روکی۔" احمر نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔

"بس سوچا آگے جا کر پارک کرتا ہوں۔" وہ گاڑی پارک کرتے ہوئے خود کو نارمل کرنے لگا احمر کندھے اچکاتا باہر نکل گیا۔

وہ ریسٹورنٹ میں بھی بہت خاموش اور کھویا کھویا سا تھا۔ نجانے کیوں دل ایک دم سے بجھ سا گیا تھا۔

"پہلے وہ خاموش تھی اب تم نے بھی یہ ٹھان لیا ہے کہ۔۔۔۔

اوڑھ لی ہے خاموشی،

گفتگو نہیں ____ کرنی

دل کو مار دینا ہے،

آرزو ____ نہیں کرنی

اب تمہاری راہوں میں

دھول بھی ____ نہیں ہونا

اور تم کو پانے کی

جستجو ____ نہیں کرنی

احترام ہے دل میں

اس قدر ترا ____ جاناں

بات بھی بچھڑنے کی

احمر نے لہک لہک کے نظم پڑھنا شروع کی تھی۔ اور اب آخری فقرے پہ اٹک گیا تھا جو اب اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔

"بات بھی بچھڑنے کی بے وضو نہیں کرنی۔" وہ زیر لب دہراتے ہوئے یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اب یقین بھی کوئی

میں نہیں ____ دلاؤں گی

اب کوئی شکایت بھی

روبرو ____ نہیں کرنی"

عروش کی آواز پر زوار نے جھکا سر اٹھایا تھا۔ دونوں کی نظریں پل بھر کے لیے ملیں اور پھر عروش نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا اور پھر سے ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔ زوار کئی ثانیے بے خودی کی کیفیت میں اسے دیکھے گیا۔

"واہ عروش واہ زبردست شکر ہے تم نے مکمل کر دیا۔ ورنہ نہ یاد آنے کی صورت میں میں گھنٹوں الجھتا رہتا۔" احمر نے اسے داد دی وہ بس مسکرا دی۔

"اگر یہ ہر وقت مسکرایا کرے تو کیا برائی ہے۔" زوار نے دل ہی دل میں سوچا۔

"ابے تیری شان میں پوری نظم پڑھ ڈالی ہم نے اور تم ابھی تک خلاؤں میں کھوئے ہو۔" احمر نے اب کے زوار کو خاصا ڈپٹ

کر کہا۔

"سن رہاہوں ائیکچولی میں بھی خاموش رہنے کی پریکٹس کر رہا تھا اور کوئی بات نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے فوراً متوجہ ہوا۔

"کیوں تمہیں اس سب کی کیا ضرورت ہے۔" احمر نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"ہم یہاں کچھ کھانے آئے تھے نہ کہ شعر و شاعری کا مقابلہ کرنے۔" ضویا نے چڑ کر کہا۔

"اوکے جان میں ابھی کچھ لاتا ہوں۔ آپ حکم کریں کیا کھانا پسند کریں گیں۔" احمر فوراً مودب ہوا۔

"زہر۔" ضویا غصے سے بولی۔

"نہیں جان وہ تو میں کھاؤں گا۔ آپ سے شادی کے بعد آپ کچھ اور آڈر کر دیں۔"

"احمر۔۔۔" ضویا ایک دم سے چلائی تھی۔ زوار اور عروش کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"عروش تم زوار کے ساتھ گھر چلی جاؤ مجھے اور احمر کو ایک دو جگہ انویٹیشن کارڈز دینے جانا ہے۔ خود دینے جانا بہت ضروری ہے ورنہ میں تو کبھی نہ جاتی۔"

"مگر ضویا تم میرے گھر والوں کو اچھی طرح جانتی ہو اگر ڈراپ نہیں کر سکتی تھی تو پہلے بتا دیتی میں ساتھ ہی نہ آتی۔" عروش کے لہجے میں خفگی تھی۔

"یار آئی ایم سوری مگر اب تو رات ہو گئی ہے۔ میں تمہیں اکیلے نہیں جانے دوں گی پلیز تم زوار کے ساتھ چلی جاؤ کچھ نہیں ہو گا۔"

"زوار بات سنیں پلیز۔" ضویا نے ساتھ ہی زوار کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ عروش نے لاکھ آنکھوں آنکھوں میں اسے اشارے کیے تھے مگر ضویا نے بالکل نوٹس نہیں لیا۔

"جی کہیئے۔" زوار جو احمر سے کوئی بات کر رہا تھا۔ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ پلیز عروش کو گھر ڈراپ کر دیں۔" ضویا کا لہجہ ملتجی تھا۔

"ارے یہ کونسی بڑی بات ہے ان سے پوچھ لیں اگر انہیں اعتراض نہ ہو تو۔" زوار نے ایک نظر خاموش کھڑی عروش پہ ڈالی۔

"اٹس اوکے ضویا تم جاؤ میری فکر مت کرو۔" عروش کا لہجہ نارمل تھا۔ ضویا اس کے اتنی آسانی سے مان جانے پر کافی حیران ہوئی تھی۔

"او کے پھر کل ملتے ہیں۔" ضویا عروش سے گلے ملتے ہوئے احمر کے ساتھ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

"اب ہم بھی چلیں۔" ضویا اور احمر کی گاڑی آنکھوں سے اوجھل ہوئی تو زوار نے اسے مخاطب کیا۔

"آئی ایم سوری زوار صاحب میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔" وہ سڑک پر ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگی۔

"مگر کیوں ضویا سے تو آپ نے کہا تھا کہ۔" زوار نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میں چلی جاؤں گی۔ یہ تو نہیں کہا تھا کہ آپ کے ساتھ جاؤں گی۔" عروش نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"مگر اس وقت آپ کیسے جائیں گی۔"

"یہ میرا مسئلہ ہے آپکا نہیں آپ جاسکتے ہیں۔" عروش کے لہجے میں نرمی بالکل نہیں تھی۔ زوار کو اپنی انسلٹ محسوس ہوئی۔

"دیکھیں آپ جیسی لڑکیاں پتہ نہیں کیوں اپنی انا اور خودداری کو سر پہ سوار کر لیتی ہیں۔ مجھ سے لفٹ لینے میں میں جانتا ہوں آپکی خوداری کو ٹھیس پہنچے گی۔ مگر کبھی کبھی مصلحت اسی میں ہوتی ہے کہ آپ اپنے اصولوں کو کچھ دیر کے لیے ایک طرف کر دیں اب تو میں آپکے گھر میں رہتا ہوں اب تو آپ بھروسہ کر ہی سکتی ہیں۔" زوار کے لہجے میں اب پہلے والی نرمی نہیں رہی تھی۔

"مجھ جیسی لڑکیاں واقع ہی بہت بے وقوف ہوتی ہیں۔ مگر ان کے اصول ہی ان کی زندگی ہوتے ہیں پہلا قدم ہمیشہ مشکل ہوتا ہے اگر وہ اٹھالیا تو آگے آسانی ہی آسانی ہے مگر عزت نہیں۔ میں آپکی نہ تو انسلٹ کر رہی ہوں نہ ہی مجھے آپ پر کوئی شک وشبہ ہے۔ مگر میں پھر بھی آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی اسے میری گزارش سمجھیں خوداری یا انا یہ آپکی مرضی ہے۔" عروش نے اپنی بات کے اختتام تک ہاتھ کے اشارے سے ایک رکشہ روک لیا تھا۔ وہ بس اسے دیکھ کر رہ گیا یہ لڑکی واقع ہی اسکی سمجھ سے باہر تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اتنی انسلٹ کے باوجود بھی اس نے اس آٹو کو فالو کیا تھا گھر تھا منزل بے شک دونوں کی الگ تھی مگر راستہ تو ایک ہی تھا۔ وہ آٹو والے کو پیسے دے کر گیٹ کی جانب بڑھی تھی جب اچانک زوار نے سامنے آکر اس کا راستہ روک لیا تھا۔

"جب ہم دونوں کو ایک ہی جگہ آنا تھا تو اس میں صاف میری انسلٹ ہی ہوئی نا کہ میرے مقابلے پہ تم نے ایک غیر رکشے والے کو اہمیت دی جسے تم بالکل نہیں جانتی میں بہت برا سہی مگر اتنا بھی برا نہیں ہوں کہ مجھ سے لفٹ تک نہ لی جائے۔" وہ اس پہ نظریں جمائے برہمی سے بولا۔

"زوار آپ میرے گھر والوں کو نہیں جانتے اس لیے اس بحث کو یہیں رہنے دیں مجھے کسی سے کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔ مگر میں کوئی ہنگامہ نہیں چاہتی آپ پر یا مجھ پر کوئی انگلی اٹھائے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوگا اور یقین آپ سے بھی۔ بہتر ہے کہ آپ بھی اس سب سے دور رہیے میرے گھر والوں پر شومت کیجئیے گا کہ آپ مجھے جانتے ہیں یا ہم یونیورسٹی میں ساتھ ہیں آپ کی بہت

مہربانی ہو گی۔" عروش کا لہجہ اب کے نارمل تھا۔

"مس عروش واوا ایک لفٹ لینے پر آپ کے گھر والے سمجھتے کہ میرا آپ سے کوئی افیر چل رہا ہے۔ یہ آپ نے سوچ بھی لیا۔" زوار ایک دم سے ہنسا۔ عروش بس ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"مطلب اگر رکشے پہ دیکھتے تو کچھ نہیں سوچتے۔" وہ اب معصومیت سے سوال پوچھ رہا تھا۔

"ظاہر ہے اب میرا رکشے والے سے تو افیر ہونے سے رہا۔" وہ غصے سے بولی۔

"یعنی مجھ سے ہو سکتا ہے۔" اسنے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"آپ اپنی حد میں رہیں نہیں لینی تھی لفٹ نہیں لی اور نہ کبھی لوں گی سمجھے۔ آپ خواہ مخواہ ہی پیچھے پڑ گئے۔" وہ غصے سے کہتی گھر کے اندر داخل ہو گئی وہ بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے تھا۔

روزینہ نے انہیں کھڑے ہو کر بات کرتے دیکھا تھا زوار کا اس کے سامنے آ کر اسے روکنا بات کرنا مسکرانا ان کے اندر جانے کے بعد وہ بھی اپنے کمرے کی کھڑکی بند کر کے باہر آ گئی تھی۔ زوار سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا اور عروش چینج کر کے کچن میں زارا کی مدد کے لیے آ گئی تھی۔ آج ڈنر پہ خاصا اہتمام تھا سبھی لوگ گھر پہ موجود تھے۔

"تم تھکی ہوئی آئی ہو تم رہنے دو میں کر لیتی ہوں۔" زارا نے اسے روکنا چاہا۔

"ارے نہیں آپی بس برتن لگا دیتی ہوں اور سمیٹ دوں گی باقی تو آپ کر ہی چکی ہیں۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"چلو جیسے تمہاری مرضی۔" زارا پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی عروش کا موڈ کافی آف تھا۔ مگر اس نے خود کو نارمل کر لیا تھا۔ وہ کھانا لگا چکی تو سب کو کھانے پہ بلا لائی۔ جب سیڑھیوں سے اترتے زوار کو دیکھ کر وہ پھر سے آف موڈ پہ لگ گئی تھی۔ وہ جتنا اس سے دور بھاگتی تھی یہ آدمی اتنا ہی اس کے سامنا آ رہا تھا۔ اس سے دور بھاگنے کی وجہ تو خود اسکو بھی معلوم نہیں تھی۔

"کھانے کی ٹیبل پہ تو آج فیضی صاحب بھی موجود ہیں بہت بڑی بات ہے۔" سفیان اسے کھانے کی میز پہ دیکھ کر خوش ہوا تھا۔

"بس بھائی آپ تو جانتے ہیں نئی نئی جاب ہے۔ ایسے میں کم ہی وقت ملتا ہے۔ اور مسٹر زوار آپ سے بھی میری آج پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے۔ سفیان بھائی سے بہت تعریف سنی ہے آپکی میں نے۔" فیضان نے اب براہ راست زوار کو مخاطب کیا تھا۔

"جی بہت شکریہ یہ تو آپ سب کا پیار ہے۔" وہ عاجزی سے بولا۔ ٹیبل پہ سیف صاحب زوار فیضان اور سفیان موجود تھے۔ زارا اور عروش کچن میں ہی بیٹھی کھانے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ کچن اور ڈائننگ ٹیبل کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں تھا اس لیے وہ ان لوگوں کی گفتگو باآسانی سن سکتی تھیں۔

"مجھے لگتا ہے میں آپ کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔" فیضان نے کھانے سے ہاتھ روک کر اچانک زوار کو دیکھا۔ نوالہ منہ کی طرف لے جاتے ہوئے عروش کا ہاتھ وہیں تھم گیا تھا اس کا پورا جسم کان بن گیا تھا۔

"میں بہت سالوں سے اسی شہر میں رہ رہا ہوں۔ کہیں بھی دیکھ لیا ہو گا ایک بار نہیں کئی بار۔" زوار نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر کچھ دیر ٹھہر کر لاپرواہی سے جواب دیا۔ عروش ابھی تک اس میں الجھی تھی کہ زوار نے جھوٹ بولا ہے یا واقع ہی اسے کچھ بھی یاد نہیں۔ وہ سر جھٹک کر واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆

امی آخر کب کام کریں گیں آپ میرا کب سے تو انتظار کر رہا ہوں کچھ تو کریں۔" فیضی نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم انتہائی بے صبرے ہو کہا تو ہے کہ رک جاؤ پلان تیار کرنے میں بھی وقت لگتا ہے۔ مگر نہیں تم تو کہتے ہو کہ پہلے عمل کرو پھر پلان بناؤ۔" شائستہ نے اسے ایک دم ڈپٹ کر کہا۔

"کتنا انتظار اور کروائیں گی مجھے کچھ تو آئیڈیا ہو مجھے بھی پھر آگے اپنی پلاننگ کرنی ہے۔" وہ فوراً ٹھنڈے لہجے میں بولا مبادا اس کی ماں غصے میں اسے انکار ہی نہ کر دے۔

"تمہاری بہن کی اور بھائی کی شادی ہے اور میں اس سب میں کوئی بکھیڑا نہیں چاہتی ایک ہفتہ رک جاؤ۔ بس پھر پلان ون پہ کام شروع کروں گی۔ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو پھر پلان ٹو تو سمجھو مشکل ہی نہیں۔" شائستہ کچھ سوچتے ہوئے مسکرائیں۔

"اگر آپ کے پلان سے پہلے ہی اس نے اپنا کوئی پلان آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ کیا کریں گی۔" اپنے ناخنوں کی تراش خراش کرتی کافی دیر سے ان دونوں کی باتیں خاموشی سے سننے والی یہ روزینہ تھی۔

"کیا مطلب۔" فیضی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کچھ خاص نہیں بس یونہی وہ لڑکوں کے ساتھ پڑھتی ہے ہو سکتا ہے اسے کوئی پسند ہو۔" روزینہ کو گیٹ پہ دونوں کا بات کرنا یاد آیا تھا۔ زوار کا اسے دیکھنا کوئی عام دیکھنا نہیں تھا۔ اور مسکرانا اس میں بھی کچھ تھا۔ وہ پر سوچ انداز میں بولی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہوا بھی تو اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ سٹینڈ لے سکے۔ بس ہمیں بابا کو اپنی مُٹھی میں کرنا ہے آگے بس آسانی ہی آسانی ہے۔" وہ پر سکون سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے مسکرایا۔

"تم دونوں بس چپ کر جاؤ میں کر لوں گی سب۔ بس تم بے صبری مت دیکھانا باقی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی تم دونوں جاؤ یہاں سے مجھے آرام کرنے دو۔" شائستہ بیگم نے دونوں کو ہری جھنڈی دیکھا کر خود آرام کی غرض سے نیم دراز ہو گئیں۔ فیضی مسکرا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مجھ سے کبھی مت پوچھنا کہ مجھے کیا چاہیے۔ مجھے تو کوئی پرابلم نہیں اپنے لاڈلے بیٹے کے لیے سب کچھ کرنا میں بے شک مر جاؤں۔" روزی غصے سے کہتی پاوں پٹختی کمرے سے نکل گئی۔

"ہیں اب اسے کیا ہوا۔؟" شائستہ بیگم نے پل بھر سوچا اور پھر سے کمبل واپس منہ پہ تان لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ رائٹنگ ٹیبل پہ بیٹھی مسلسل کچھ لکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اگر کچھ لکھا نہیں جا رہا تھا تو نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ عجیب کوفت کا شکار تھی ایک بے نام سی الجھن اور بے چینی نے اس کے پورے وجود کا احاطہ کر رکھا تھا۔ اس کے اصول ہی اس کے لیے سب کچھ تھے مگر یہ پہلی بار ہو رہا تھا کہ ان پہ عمل کر کہ اسے خوشی کے بجائے پریشانی ہو رہی تھی۔ جیسے کچھ غلط کیا ہو کچھ غلط کیا ہے یا کہیں کچھ غلط ہو رہا تھا۔ اس کا دل بغاوت پہ کیوں امادہ ہو رہا تھا۔ کھیلنے کے لیے بھلا چاند بھی ملا کرتا ہے مگر وہ کب خواہش کر رہی تھی۔ وہ تو اس خواہش سے بھاگ رہی تھی چھپ رہی تھی مگر شاید بربادی اس کے تعاقب میں تھی۔ جو خود چل کر اس کے گھر تک پہنچ گئی تھی اب وہ اور کتنے دن بچ سکتی تھی یہ اسے معلوم نہیں تھا۔ اسکا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔

"یا اللہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ میں اس کے سامنے یہ سب کیا کرنے لگ جاتی ہوں۔ وہ کیا سوچتا ہوگا کہ میں یہ سب اس کے لیے کرتی ہوں۔ اسکی اٹینشن کے لیے ہاں یہ سچ ہے کہ اسے دیکھ کر میں اپنے خول میں سمٹ جاتی ہوں۔ مگر یہ سب اس سے دور رہنے کا ایک طریقہ ہے۔ مجھے اس کی اٹینشن نہیں چاہیے وہ سمجھتا کیوں نہیں کیوں بار بار میرے خول کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یا اللہ مجھے ٹوٹنے سے بچا لے۔" وہ ٹیبل پہ سر ٹکا کر رونے لگی تھی۔

"اب اور نہیں اب میں تم پہ یہ شو کروں گی کہ تمہارے ہونے نہ ہونے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میں خود کو ٹوٹنے نہیں دوں گی۔" وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سیدھی ہو بیٹھی تھی ایک نئے عزم کے ساتھ۔۔

یہ لڑکی کیا ہے اس کے کتنے روپ ہیں یہ شاید میں کبھی جان نہیں پاؤں گا۔ وہ کبھی اتنی نارمل ہوتی ہے اور کبھی اتنی ہی ابنارمل اور میرے سامنے تو چپ کا روزہ رکھ لیتی ہے۔ آخر میرے سامنے ہی کیوں کیا میں واقع ہی اتنا برا ہوں کہ وہ مجھے اس قابل بھی نہیں سمجھتی کہ مجھ سے بات کرے۔ پر میں اسے لے کر اتنا ٹچی کیوں ہو رہا ہوں آخر کیوں مجھے اس کی خاموشی چبھتی ہے۔ اسکا اگنور کرنا برا لگتا ہے۔ میں کوئی اتنا خود پسند مرد تو نہیں ہوں۔ شاید لڑکیاں مجھے اگنور نہیں کرتیں اس لیے۔۔۔ مگر میں ایسا تو نہیں ہوں میں نے کبھی عروش سے فلرٹ کرنے کی کوشش نہیں کی میں اسکی بہت عزت کرتا ہوں۔ پھر وہ کیوں مجھے اچھا نہیں سمجھتی۔" زوار اپنی انگلیوں سے اپنا ماتھا مسلنے لگا۔

عروش کے لیے وہ اسطرح کب اور کیوں سوچنے لگا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ عجیب مشکل تھی کہ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ

جتنا اس سوچ کو جھٹکنے کی کوشش کرتا اتنا ہی وہ اس کے سر پہ سوار ہوتی۔ وہ عروش احمد کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتا تھا۔ مگر خود کو روک نہیں پا رہا تھا اس کا اسے اگنور کرنا اسے برا لگ رہا تھا یا بطور خاص اسے اگنور کرنا وہ ان دو باتوں کہ درمیان پھنس کہ رہ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے عروش اگر تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی تو ٹھیک ہے۔ میں بھی کوئی مرا نہیں جا رہا تم ایک بار مجھے اگنور کرو گی اب تو میں سو بار کروں گا۔" وہ ایک نیا تہیہ کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلا پورا ہفتہ ضویا اور احمر دونوں یونیورسٹی سے غائب تھے۔ البتہ ان کا فون پر رابطہ تھا احمر ہر گھنٹے بعد زوار اور ضویا ہر پانچ منٹ بعد عروش کو کال کرتی وہ دونوں ان سے آنے کا بھی اصرار کرتے رہے تھے۔ مگر وہ دونوں نہیں مانے گھر پر بھی عروش اور زوار کا دو چار بار سے زیادہ سامنا نہیں ہوا تھا۔ وہ مکمل زوار کو یہ شو کرواتی کہ اسے اس کے ہونے سے فرق نہیں پڑتا وہ خود بھی یہی کر رہا تھا۔ مگر عروش کے اسطرح کرنے سے وہ جل کہ رہ جاتا مگر شاید وہ اپنے ضبط کو آزما رہا تھا۔

گھر میں زارا اور سفیان کی شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ شائستہ بیگم اسے ہر کام میں آگے رکھتیں اسکا مشورہ مانا جاتا وہ اس سب سے خوش تھی۔ مگر حیران زیادہ تھی فیضی کا رویہ بھی اس سے کافی بہتر تھا۔ اس کی زندگی میں اب کافی سکون تھا مگر وہ شاید بھول گئی تھی ہر سکون کو ایک بے سکونی نگل لیا کرتی ہے۔ زوار کو حویلی سے کئی فون آئے تھے۔ مگر وہ کسی سے بات نہیں کر رہا تھا آج آخر اس نے حیدر صاحب کی کال اٹینڈ کر ہی لی تھی۔

"تو فرست مل گئی باپ کا فون اٹھانے کی۔" وہ ابھی ابھی یونیورسٹی سے آیا تھا اور احمر کے پاس جانے کے لیے پیکنگ کر رہا تھا۔ جب اسکے سیل پہ بیپ ہوئی اس نے بنا دیکھے ہی کال ریسیو کر لی تھی۔

"اسلام علیکم بابا جان۔" حیدر صاحب کی آواز سن کر اس نے فوراً سلام کیا تھا۔

"وعلیکم اسلام۔" ناراضگی سے جواب دیا گیا۔

"سوری بابا جان بس وہ بہت بزی تھا۔ یونیورسٹی اور پھر احمر کا نکاح اسی سب میں۔" اس نے ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے بہانہ بنایا۔

"انسان چاہے کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو ماں باپ کو نہیں بھولتا۔ ہاں مگر آجکل کی اولاد ہے ہی نافرمان۔" وہ ابھی تک غصے میں تھے۔

"بابا جان ایسے تو نہ کہیں میں نے آج تک آپ کی کسی بات سے انکار نہیں کیا۔"

"ہم نے آج تک تم سے مانگا ہی کیا ہے ماسوائے ایک چیز کے تم نے جو کہا ہم نے وہ کیا تم نے تو ہماری ایک بات کا مان تک

نہیں رکھا۔"

"باباجانی آپ مجھ سے میری جان مانگ لیں۔ حاضر ہے مگر ماہ روش کی زندگی تباہ کرنے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔ وہ اتنی اچھی لڑکی مجھے ڈیزرو نہیں کرتی۔ اسے وہ شخص ملنا چاہئے جو اس سے پیار کرے اسکا خیال رکھے۔ وہ میری بس دوست ہے بہنوں جیسی میں اس کے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔" وہ سب کی ضد سے خاصا پریشان ہو گیا تھا۔

"برخوردار مدعے پہ آؤ بتاؤ کون ہے وہ لڑکی جس کے لیے تم گھر والوں کے خلاف کھڑے ہو گئے ہو۔" حیدر صاحب کی آواز میں اب واضح غصہ تھا۔

"کوئی بھی نہیں ہے باباجان۔" پہلی بار یہ بات کہتے ہوئے زوار کو لگا تھا کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے کسی کا معصوم چہرہ ناراض آنکھیں اچانک اس کے سامنے آ گئیں تھیں۔

"ہمیشہ والا جواب۔" حیدر صاحب نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"باباجان میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" زوار کا انداز کچھ کھویا کھویا سا تھا۔

"سنو! جس بات کے لیے تمہیں کال کی تھی وہ تو میں بھول ہی گیا۔" اب کے حیدر صاحب کا لہجہ نارمل تھا۔

"جی کہیئے۔" وہ کال بند کرتے کرتے رک گیا۔

"احمر کے نکاح کا کارڈ ہمیں آج ہی ملا ہے۔ ایسے میں یہاں سے کوئی جا نہیں پائے گا۔ تم تو ہو گے ہی اس لیے ہماری طرف سے ماہ روش شرکت کرے گی جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے جانا۔" انہوں نے اپنا حکم سنا کے فون بند کر دیا تھا کہ کہیں وہ صاف انکار ہی نہ کر دے۔

"ماہ روش۔!" وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

ماہ روش اس کی بہت اچھی دوست تھی مگر جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا تھا۔ وہ اس سے کافی کترانے لگا تھا۔

وہ کافی دیر تک سر تھامے مختلف سوچوں میں غرق رہا تھا۔ پھر اس نے ہمت کر کے ماہ روش کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ پہلی ہی رنگ پہ کال رسیو کر لی گئی تھی۔

"ہیلو ماہ روش۔ پیکنگ کر لو میں ایک گھنٹے تک آؤں گا۔" زوار نے سیدھا کام کی بات کرنا پسند کیا تھا۔

"مگر زوار میں نہیں جانا چاہ رہی۔"

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ تم اپنے گھر والوں کو جواب دے دیتی میں ایک گھنٹے تک آ رہا ہوں۔" زوار نے اسے حکم دے کر فون بند کر دیا تھا۔

"ضویا یار کیا کرتی ہو اچانک آ گئیں مجھے بتایا تو ہوتا کہ آج جانا ہے میں کوئی تیاری تو کر لیتی۔" عروش اسے اچانک آفاد پہ خاصی پریشان ہو گئی تھی۔

"یار تمہاری ساری تیاری میں مکمل کر چکی ہوں بس تم ساتھ چلو۔" ضویا بضد تھی۔

"یہ فارم ہاؤس والا آئیڈیا کس کا تھا اور رات رکنا اففف۔" عروش نے اسے گھورا۔

"احمر کا۔" ضویا نے شرما کے کہا۔

"تم لوگوں کو اللہ سمجھے مجھے رات رکنے کی اجازت نہیں ملے گی تمہیں پتہ ہے۔" عروش نے پریشانی سے کہا۔

"ٹینشن مت لو میں انکل آنٹی دونوں سے بات کر چکی ہوں۔ اس لیے تم بس اپنا سامان لو اور نکلنے والی بات کرو کیونکہ سب لوگ جا چکے ہیں اور احمر ہمارا ویٹ کر رہا ہے۔" ضویا نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا۔

آجکل شائستہ بیگم کا رویہ اس کے ساتھ بہت اچھا تھا اس لیے اسے یقین تھا کہ انہوں نے اجازت دے دی ہو گی اس لیے عروش اپنا ضروری سامان لے کر ضویا کے ساتھ چلی گئی تھی۔

"یہ کہاں جا رہی ہے۔؟" فیضی نے سے جاتے دیکھا تو شائستہ بیگم کے سر پہ سوار ہو گیا۔

"ضویا کا نکاح ہے اس لیے وہ اسے ساتھ لے کر گئی ہے۔ عروش رات وہیں رکے گی۔" وہ زارا کے جہیز کے کپڑے بکھرائے بیٹھی تھیں مصروف سے انداز میں بولیں۔

"آپ نے اسے رات رکنے کی اجازت دے دی کمال کرتی ہیں۔ آپ جو کام میں آپ سے کہہ رہا ہوں وہ کیوں نہیں کرتی۔" وہ کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو رہا تھا۔

"کیونکہ میں تمہاری طرح جلد باز اور بے وقوف نہیں ہوں۔" وہ جوڑے طے کر کے رکھتے ہوئے سکون سے بولیں۔ روزینہ ان کے پاس بیٹھی خاموشی سے کپڑوں کا معائنہ کر رہی تھی۔

"میں بتا رہا ہوں بہت دیر کر دیں گئیں آپ۔ "

"بس دو دن صبر کر لوں اسکی واپسی پہ ایسا سین ہو گا کہ یاد کرو گے تم۔" شائستہ بیگم کچھ سوچ کر مسکرائیں۔

"کیا کرنے والی ہیں آپ۔" روزینہ کپڑوں کو بھول کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ تو سرپرائز ہے۔ لہذا تم لوگ بس انتظار کرو۔"

"یہ زوار بھی کہیں گیا ہے کیا۔" فیضی نے سوالیہ نظروں سے روزینہ کو دیکھا۔

"ہاں گیا ہو گا اب ہم اس پہ چیک تو رکھ نہیں سکتے اور ویسے بھی وہ بتا کہ نہیں گیا۔" جواب روزی کی بجائے شائستہ بیگم نے دیا

تھا اس لیے وہ خاموشی سے واپس پلٹ گیا۔ البتہ روزی الجھ گئی تھی۔ اس دن کے بعد اس نے ان دونوں پہ بہت کڑی نظر رکھی تھی۔ عروش کی طرف سے جھول تو اسے پہلے بھی نہیں ملا تھا۔ مگر اس بار تو زوار نے بھی اس کے سارے اندازے غلط ثابت کر دیئے تھے اس لیے وہ اب کافی ریلیکس تھی۔

مگر آج پھر ان دونوں کا ایک ساتھ غائب ہونا اس پھر سے مخمصے میں ڈال گیا تھا وہ کپڑوں کے ڈھیر کو وہیں چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ضویا عروش کو لے کر اپنے گھر گئی تھی وہاں سے اپنا ضروری سامان لے کر وہ لوگ احمر کا انتظار کرنے لگیں۔ سب لوگ تقریباً ان سے کچھ دیر پہلے ہی نکل چکے تھے۔

"یار کب آئیں گے احمر بھائی۔" عروش نے ضویا کو مخاطب کیا۔

"اللہ ہی جانے صبر رکھو آجائے گا۔" ضویا نے بے زاری سے کہا۔

"تم لوگ کبھی نہیں سدھر سکتے۔ شہر میں اتنے میرج ہال ہیں مگر نہیں نیا شوشا ہی چھوڑنا تھا تم لوگوں کو۔" وہ ضویا پہ برس رہی تھی جب احمر کی کال آگئی۔

"ہاں بولو۔ کہاں رہ گئے ہو تم لوگ ہم کب سے ویٹ کر رہے ہیں۔" ضویا نے کال پک کرتے ہی بے صبری سے کہا۔

"اتنا مس کر رہی تھی کیا تم مجھے۔" احمر نے شوخی سے کہا۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔" ضویا نے دانت پیسے۔

"ہم باہر ویٹ کر رہے ہیں آجاؤ۔" احمر نے پیچھے بیٹھے نفوس کو دیکھتے ہوئے باقی کی رومانٹک گفتگو ملتوی کر دی تھی۔ عروش اور ضویا زوار کی گاڑی اور پھر اس میں بیٹھی ایک حسین لڑکی کو دیکھ کر کافی حیران ہوئیں تھیں مگر اس طرح اچانک پوچھنا مناسب نہیں تھا اس لیے وہ خاموشی سے بیٹھ گئیں تھیں۔

"ضویا یہ زوار کی کزن ہیں ماہ روش اور ماہ روش یہ میری ہونے والی بیوی ضویا اور یہ انکی فرینڈ عروش۔" احمر نے ان لوگوں کا تعارف کروایا۔

"ہائے ماہ روش کیسی ہیں آپ۔" ضویا نے خوشدلی سے اسے مخاطب کیا۔

"میں ٹھیک آپ کیسی ہیں۔" ماہ روش نے بھی اخلاقیات نبھائیں البتہ عروش نے بس ایک مسکراہٹ کے ساتھ اس سے ہاتھ ملایا تھا۔ زوار بس خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"ماہ روش آپ کو پتہ ہے۔ عروش بہت کم بولتیں ہیں اور مزے کی بات بتاؤں اب سے توزوار نے چپ رہنے کی پریکٹس شروع کر دی ہے کیا آپ بھی نہیں بولتیں۔" احمر جب کافی دیر انتظار کرتا رہا کہ کوئی تو بات شروع کرے مگر جب کوئی نہیں بولا تو چڑ کر وہ ہی بول اٹھا۔

"کس سے کہہ رہے ہو یہ خود بہت کم بولتی ہے۔" جواب ماہ روش کی بجائے زوار نے دیا تھا۔

"ارے نہیں میں ضرورت کے وقت بولتی ہوں بس آپ کی طرح نہیں کہ بس بولتے رہو۔" ماہ روش فوراً بولی تھی۔

"پھر آپ کی اور ضویا کی خوب جمے گی۔" احمر نے ضویا کو دیکھتے ہوئے مزے سے کہا۔

"وہ کیسے۔؟" ضویا نے اسے دیکھا۔

کیونکہ جان تم بولنے کی بہت شوقین ہو اور یہ دونوں سننے کی تمہاری تو چاندی ہو گئی۔" احمر کے لہجے میں شرارت تھی۔

"شٹ اپ۔" ضویا نے مکہ اس کے کندھے پہ رسید کیا۔

"احمر بھائی آپ کو ہمیشہ مجھ سے شکایت ہوتی ہے کہ میں کم بولتی ہوں آج میں آپ کی یہ شکائیت دور کر دوں گی۔ کیونکہ میں آپ کو وہ وجہ بتاؤں گی جس کی وجہ سے میں کم بولتی ہوں۔" عروش خاموشی سے ان سب کو دیکھ رہی تھی پھر کچھ سوچ کر اچانک کہہ اٹھی۔

"ہاں بتاؤ کیا وجہ ہے۔" احمر نے اپنا چہرہ مکمل پیچھے کی طرف موڑ لیا تھا۔ بالکل غیر محسوس انداز میں زوار نے بھی گاڑی کی سپیڈ سلو کر دی تھی۔

"ہاں بولو عروش کیا بات ہے بتاؤ۔" ضویا نے اسکا ہاتھ تھاما۔

"مجھے اسکول جاتے ہوئے صرف ایک ہفتہ ہوا تھا۔ مگر میری کسی سے دوستی نہیں ہوئی شاید میں کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ پھر ایک دن ہماری کلاس میں ایک لڑکی آئی دو پونیوں والی کیوٹ سی کلاس میں اس کے لیے کہیں اور جگہ نہیں تھی۔ اس لیے میں نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کی آفر کر دی بس یہاں سے میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی۔" ضویا نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا وہ بات کچھ کچھ سمجھ گئی تھی۔

"پھر کیا تھا میری ٹریننگ ہی ایسی ہوئی کہ مجھے کبھی موقع ہی نہ ملا کہ میں بھی باتونی بنوں اور پھر میں نے کسی اور سے دوستی بھی نہیں کی۔" عروش نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روک رکھی تھی۔ احمر کا قہقہہ بلند ہوا تھا ضویا بس بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ زوار کے ہونٹوں پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"تم نہ بہت میسنی ہو۔" ضویا منہ پھلا کہ بیٹھ گئی تھی۔ ماہ روش بس ان لوگوں کی باتوں کو انجوائے کر رہی تھی۔

"ضویا دیکھو ایسی شکل مت بناؤ مجھے بہت ہنسی آرہی ہے۔" عروش ایک دم سے ہنسنے لگی تھی۔ زوار نے پل بھر کو بیک مرر میں اسے دیکھا تھا۔ وہ ضویا کی طرف متوجہ تھی آج اس کا یہ انداز اسے کافی حیران کر رہا تھا شاید آج اس کا موڈ اچھا ہو اس نے دل میں سوچا۔

"ضویا لو یو میری جان میں تو بس یونہی تمہیں تنگ کر رہی تھی۔" عروش اب اسے منا رہی تھی۔

"رہنے دو میں بہت بولتی ہوں نہ اب بات نہیں کروں گی کسی سے بھی۔" ضویا ناراضگی سے بولی۔

"اچھا اب مان جاو ورنہ میں احمر بھائی کو وہ والا قصہ سنا دوں گی۔ پھر مت کہنا۔" عروش نے بلند آواز میں کہا۔

"عروش تم ایسا کیسے کر سکتی ہو۔" ضویا فوراً سیدھی ہوئی۔

"اب نہیں کروں گی تم مان گئی ہو۔" عروش مسکرائی۔

"نہیں مجھے بتاو کیا چھپا رہی ہو تم لوگ۔" احمر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"عروش بہت ہی گھٹیا حرکت تھی وہ تم نے ذکر بھی کیوں کیا۔" ضویا اب اس سے الجھ رہی تھی۔

"دیکھو اب تو میں پوچھ کر دم لوں گا۔ عروش آپ بتائیں مجھے۔" احمر تو پوچھنے پہ تل گیا تھا۔

"ویسے احمر بھائی اس واقعہ سے آپ سبق سیکھ لیجئے گا ضویا سے دشمنی بہت مہنگی پڑ سکتی ہے آپ کو۔" عروش نے اسے وارن کیا۔

"آپ بات بتاؤ۔!" وہ ہمہ تن گوش تھا۔

"وہ کونسا منحوس وقت تھا جب میں تمہیں اپنے ساتھ لائی تھی۔" ضویا تپ کر بولی۔ عروش بس اسے دیکھ کر ہنس دی۔

"ہوا یہ تھا کہ ہماری کلاس میں بہت ہی خود پسند اور مغرور لڑکی تھی۔ ضویا سے تو وہ جان بوجھ کے پنگے لیتی تھی۔ کلاس ٹیچر سے بات بات پہ باقی سب کی انسلٹ کروانا تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ سر شاکر تو اس کے فیورٹ ٹیچر تھے اب اس کو کنٹرول کیسے کیا جائے یہ سوچ کر ضویا نے ایک اسکیم بنائی۔ رونگ نمبر سے سر شاکر بن کر اس سے افیئر چلایا وہ پھنس بھی گئی۔ ایک دن اس کا لو لیٹر ہمارے ہاتھ لگ گیا جو وہ فائنلی پرپوز کرنے کے لیے لکھ کے لائی تھی۔ ضویا جی نے وہ اٹھایا اور پرنسپل کو دیکھا دیا پھر کیا تھا سر شاکر تو سرے سے مکر گئے۔ کیونکہ ان کو تو کچھ پتہ ہی نہیں تھا بعد میں پرنسپل نے اسکی ٹھیک ٹھاک عزت افزائی کی وہ بے چاری بس یہ ہی سوچتی اور ڈھونڈتی رہ گئی کہ اگر سر شاکر وہ نہیں تھے جو تھے وہ کون تھا جو سر شاکر تھا۔" احمر اس کی بات کہ اختتام پہ خوب ہنسا تھا۔

"توبہ ضویا تم ایسی حرکتیں بھی کرتی رہی ہو۔ میں تو سمجھا کہ تم بہت ان رومینٹک ہو تم تو لڑکیاں بھی پھنسا لیتی ہو واہ لڑکوں کو تم تم سے کلاسز لینی چاہئیں۔" احمر بس ہنسے جا رہا تھا۔

"کوئی نہیں ہنسو اور ہنسو کھل کے ہنسو ویسے بھی یہ ایک ہی بار کیا تھا۔ دوبارہ کبھی نہیں واقعات تو میرے پاس بھی بہت ہیں زرا تمہارا دولہا میرے ہاتھ لگے چن چن کر سناوں گی دیکھ لینا۔" ضویا نے اسے دھمکی دی۔

"ارے دولہا کو چھوڑیئے لگے ہاتھوں آپ بھی ایک دو سنا دیجئے۔" اب کی بار زوار نے ان کی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔ عروش کی مسکراہٹ اچانک سمٹ گئی تھی ضویا سے کچھ بھی امید کی جا سکتی تھی وہ جذباتی تھی اور کچھ بھی بول سکتی تھی۔

"ضویا کہ پاس میرا ایسا کوئی قصہ نہیں ہے مجھے یقین ہے۔" عروش نے دوسروں سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"اچھا کیوں نہیں ہے بیٹا وہ بھول گئیں۔" ضویا نے مسکراتے ہوئے آنکھیں نچائیں۔

"کیا۔؟" عروش نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"باقی باتیں بعد میں ہم پہنچ گئے۔" گاڑی پارک کرتے زوار کو دیکھ کر احمر نے علان کیا۔ وہ لوگ نیچے اتر کر ارد گرد کا معائنہ کرنے لگیں تھیں۔

"کتنی خوبصورت جگہ ہے ناں۔!" عروش نے چاروطرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقع ہی تبھی تو ہم لوگ یہاں آئے ہیں بتاؤ ہے ایسا کوئی میرج ہال کہیں۔" ضویا فخریہ انداز میں بولی۔

"نہیں اب اندر چلو۔" عروش مسکرائی اور اس کا ہاتھ تھام کر اندر کی طرف چل دی۔

فام ہاؤس ضویا کے پاپا کا تھا اور بلا شبہ بہت خوبصورت تھا۔ قریبی رشتے دار اور خاص خاص مہمان پہنچ گئے تھے باقی کے مہمانوں نے کل آنا تھا۔ ضویا اور احمر آج کی رات اپنے فرینڈز کے ساتھ گزارنا چاہتے تھے اس لیے وہ اپنے قریبی دوستوں کہ ہمراہ آج ہی پہنچ گئے تھے۔

ضویا تو اپنے کمرے میں آتے ہی بیڈ پہ ڈھے گئی تھی اور ان کا سامان یونہی کمرے میں بکھرا پڑا تھا۔ جو وہ ساتھ لائے تھے۔

"ضویا کی بچی تم کبھی مت سدھرنا۔ اب تو شادی ہو رہی ہے تمہاری۔ اب تو ایسی حرکتیں نہ کیا کرو۔" عروش چیزیں سمیٹتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے لیکچر بھی دے رہی تھی۔

"یار ابھی اٹھ کے کرلوں گی نہ سیٹنگ۔ تم تو پلیز بیٹھ جاؤ بہت تھک گئے یار۔" ضویا نے انگڑائی لی۔

"تم کونسا گاڑی کو دانتوں کے ساتھ گھسیٹ کے لائی ہو جو تھک گئی ہو۔" عروش نے اسے گھورا۔

"اچھا اتنا لمبا سفر تھا۔ تھکنا تو بنتا ہی تھا ویسے تمہیں تھکن نہیں ہوئی تو اس میں ہمارا کیا قصور۔ کیوں ماہ روش۔" ضویا نے واش سے نکلتی ماہ روش کو بھی اپنی بات میں شامل کیا وہ بس مسکرا دی۔ جو آتے ہی فریش ہونے کی غرض سے واش میں گھس گئی تھی۔

"اچھا جی تھکے ہوئے لوگوں تم ریسٹ کرو میں بھی فریش ہو لوں۔" عروش سامان تقریبا ٹھکانے پہ رکھ چکی تھی۔

"ہاں ہو جاؤ فریش پھر مل کے چائے پیتے ہیں۔" ضویا کہتے ہوئے پھر سے اُوندھے منہ لیٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"واہ یار تیرے سسرالیوں کا فارم ہاؤس تو بہت زبردست ہے اور بڑا بھی۔" زاویار کمرے کی کھڑکی سے باہر کا جائزہ لیتے ہوئے توصیفی انداز میں بولا۔

"ہاں مگر تمہاری حویلی کی تو الگ ہی شان ہے۔" احمر بھی آکر اس کے برابر کھڑا ہو گیا۔

"نام مت لے حویلی کا دم گھٹتا ہے میرا اس زندان کے نام سے بھی۔" زوار کے انداز میں بےزاریت تھی۔

"یار دیکھ ماہ روش میں کیا کمی ہے۔ جائیداد کی اکلوتی وارث ہے پڑھی لکھی خوبصورت اور کیا چاہیے تمہیں۔" احمر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"مجھے میرے دل کا سکون چاہئیے۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ ایسا نہیں کہ کسی سے بھی شادی کر کے اپنی اور اسکی زندگی برباد کر دوں۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کے بولا۔

"یعنی کسی پہ دل آگیا ہے تمہارا۔" زوار کی نظروں کے سامنے ایک چہرہ ابھرا تھا۔ احمر نے مشکوک نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ارے نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں۔" زوار نے اسے ٹالا۔

"دیکھو بنو مت تمہاری آنکھوں میں جو یہ چمک آئی تھی نا۔ اچانک وہ میری آنکھوں کا دھوکا نہیں تھا۔ اس لیے مجھے الو مت بناؤ۔"

"بنے ہوئے کو اور کیا بنانا۔" زوار نے اپنی مسکراہٹ دبا کر آہستگی سے کہا مگر آواز اتنی بلند ضرور تھی۔ کہ احمر کے کان اس سے فیض یاب ہو گئے تھے۔

"اچھا جی ہم الو ہی ٹھیک ہیں۔ مجھے مت بتاؤ خیر ہے۔ مگر اسے ضرور بتا دینا کہیں دیر نہ ہو جائے۔" احمر نے بغیر برا مانے اسے ایک مخلصانہ مشورہ دیا تھا۔

"صاحب جی باہر آپ کو سب لوگ چائے کے لیے بلا رہے ہیں۔" ملازم کی اطلاع پر وہ دونوں اپنی گفتگو کو پھر کسی وقت کے لیے وہیں چھوڑ کر باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔ ضویا ماہ روش اور عروش باہر لان میں بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھیں باقی سب لوگ بھی باہر بیٹھے ٹھنڈی ہوا کو انجوائے کرتے ہوئے چائے سے لطف انداز ہو رہے تھے۔ وہ لوگ ضویا وغیرہ کے پاس آکر بیٹھ گئے تھے۔ ملازم نے انہیں بھی چائے سرو کر دی تھی۔

"کیا خیال ہے آج رات ڈھولکی ہو جائے۔" یہ بسمہ تھی۔ ضویا کی چچازاد اس سے ایک سال چھوٹی تھی پر دونوں کی خوب بنتی تھی۔ یہ لوگ اب امریکہ سیٹل ہو گئے تھے اس نے ان سب کو بیٹھے دیکھا تو اسی طرف چلی آئی۔

"Not a bad idea" عروش نے مسکرا کر کہتے ہی منظوری دے دی تھی۔

"بس پھر میں باقی سب کو بتاتی ہوں آج تو خوب رونق لگے گی۔" وہ خوشی سے کہتی واپس اپنے باقی کزنز کے پاس گئی تھی۔

"لڑکیوں کل جو کچھ پہننا ہے اس کی سیٹنگ آج ہی کر لو یہ نہ ہو کہ کل میچنگ ڈھونڈھتی پھرو۔" احمر نے انداز چڑانے والا تھا ضویا اسکا اشارہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے پہلے یہ بتاؤ کہ پہلے کب اور کتنی بار میں تمہارے پاس آئی ہوں کہ مجھے میری میچنگ نہیں مل رہی۔" ضویا کا انداز جارحانہ تھا۔

"یاد نہیں بھائی کی شادی پر تمہارا جھمکا کھو گیا تھا۔ پورے فنکشن میں تم جل بن مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔ اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ٹینشن دے رکھی تھی تم نے۔" احمر نے پرانے واقع پر روشنی ڈالی۔

"ہاں تو تیمور بھائی نے وہ جھمکے مجھے میری BIRTHDAY پر دیئے تھے۔ تھے بھی بہت expensive اور مجھے پسند بھی بہت تھے۔ ابھی بھی میرے پاس اسکا دوسرا جھمکا پڑا ہوا ہے۔" ضویا بات کرتے کرتے اداس ہو گئی تھی۔

"یاد آیا تیمور بھائی کہاں ہیں۔ کیا وہ نہیں آئے مگر وہ تو کہہ رہے تھے کہ پہنچ جائیں گے۔" احمر نے اچانک پوچھا۔

"ہاں کہہ تو رہے تھے۔ اب دیکھو اگر تم میں تھوڑا صبر ہوتا تو ہم کم سے کم وہ ڈیٹس فائنل کرتے۔ جن میں تیمور بھائی تو فارغ ہوتے کل ان کا لاسٹ پیپر تھا۔ اب دیکھو آسکے تو آجائیں گے ورنہ تم خوش ہو جانا میری خیر ہے۔" ضویا کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"اچھا سوری اب جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا دعا کرو وہ ٹائم پر مگر پہنچ جائیں۔" احمر نے اسے تسلی دی۔

"احمر بھائی آپ کے بھائی بھی ابھی تک نہیں پہنچے خیریت۔" عروش نے احمر کو دیکھا۔

"ہاں وہ لوگ بھی ان شاء اللہ جلد پہنچ جائیں گے۔ وہ لوگ کینیڈا سے آنے والے تھے اس لیے دیر ہو گئی اور ویسے بھی کل کا دن گیپ تو ہے ہی سب آجائیں گے۔ نکاح تو ویسے بھی شام میں ہے۔"

"اچھا یار چھوڑو یہ سب یہ بتاؤ کہ رات کونسی ٹیم جیتے گی بوائز اور گرلز۔" زوار نے بات کا رخ بدلا۔

"ظاہر ہے گرلز، بوائز میں اتنا دم کہاں۔" ضویا نے کالر اکڑایا۔

"اچھا یہ بات ہے چلو زوار تیاری کریں آج تو انہیں ہرا کے چھوڑیں گے ہم۔" احمر نے جوشیلے انداز میں کہا۔

"تھم کے احمر بھائی مقابل بھی کوئی کمزور ٹیم ہرگز نہیں ہے۔" عروش مسکرائی۔

"یعنی آپ نے مان لیا کہ ہماری ٹیم طاقت ور ہے۔" زوار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'میں نے ایسا کب کہا۔" عروش نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"اب آپ مکر نہیں سکتیں۔ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ ہم پاور فل ہیں۔" زوار نے شوخی سے کہا۔

"توبہ خوش فہمی بات کو اپنے مطلب کا مطلب پہنانے میں تو آپ ماہر ہیں۔" عروش نے بات ہوا میں اڑائی۔

"اس بات کا فیصلہ تو آج رات ہو جائے گا کون کیا ہے۔" زوار نے بات سمیٹی۔

"جی بالکل رات تک صبر رکھیے ان شاء اللہ دشمن کو چاروں شانے چت کر کے ہی ہم اپنی آرام گاہ میں سونے جائیں گے ورنہ رات باہر بتائیں گے۔" عروش نے ایک ادا سے کہا۔

"واہ محترمہ بڑی confident ہیں۔ آپ بہت بڑی بات کہہ گئیں آپ کیا آپ کو اندازہ ہے۔"

"جی بالکل اندازہ ہے۔ "

"چلیں لگی شرط جو ہارا وہ باہر ٹھنڈ میں بیٹھے گا ساری رات نہیں دو گھنٹے کے لیے بولیں منظور ہے۔" زوار کا انداز کھلا چیلنج دے رہا تھا۔

"منظور۔" عروش نے بنا ہچکچائے چیلنج مان لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کے لیے سب کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ بڑوں نے اپنی محفل لگا رکھی تھی اور چھوٹوں کے تو الگ ہی ٹشن تھے۔ لڑکے اور لڑکیوں کی دو ٹمیز بن گئیں تھیں ڈنر کے بعد ڈھولکی کا پلان تھا۔ اس لیے سب لوگ اپنی اپنی تیاری کر رہے تھے۔

"یہ تم اتنا ہیوی سوٹ کیوں پہن رہی ہو۔" عروش نے ضویا کو لائٹ پنک کلر کا کامدار سوٹ نکالتے دیکھ کر پوچھا۔

"یار آج ڈھولکی ہے ظاہر ہے پکس تو بنیں گیں ناں تو میں اول جلول حلیے میں تو کبھی نہیں جاؤں گی زرا میری کزنز کو چیک کرو جا کر ایسے تیار ہو رہی ہیں جیسے ان کی شادی ہے۔" ضویا مزے سے بولی۔ عروش ماہ روش اور ضویا ایک ہی کمرہ شئیر کر رہیں تھیں۔ اسی طرح ہر کمرے میں تین سے چار افراد تو ضرور رکے تھے۔

"ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو اب جلدی سے تیار ہو جاؤ یہ سوٹ تم پہ بہت جچے گا۔" عروش اس کے سوٹ کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا مطلب میں تیار ہو جاؤ۔ تم بھی تیار ہو جاؤ کیوں میری ناک کٹوانی ہے تم نے۔"

"میں تیار ہو کر کیا کروں گی ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" عروش نے اسے ٹالا۔

"ہرگز نہیں میں تمہارے کپڑے نکال رہی ہوں۔ ابھی چینج کر کے آؤ۔" ضویا دھونس بھرے لہجے میں کہتی اس کے کپڑے چیک کرنے لگی تھی۔

"ضویا کیا کرتی ہو بلاوجہ میں تیار ہو کر کیا کروں گی۔ دفع کرو۔" عروش نے اسے روکنا چاہا۔

"چپ کر کے یہ پہن کے آؤ میں تمہاری ایک نہیں سنوں گی سمجھی تم۔" ضویا نے بلیک کامدار سوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں پکڑایا۔

" صحیح کہا تم تو واقع ہی کسی کی نہیں سنتی۔" وہ اسے گھورتی ہوئی کپڑے لے کر چینج کرنے چلی گئی۔ وہ چینج کر کے واپس آئی تو ضویا اس کے لیے جیولری نکال چکی تھی۔ وہ اپنی چیزیں ریڈی کر کے چینج کرنے چلی گئی۔ تھی ماہ روش، بسمہ وغیرہ کے پاس تھی۔ جب وہ واپس آئی تو عروش آئینے کے سامنے بال کھولے برش کرنے میں مصروف تھی۔

"ارے واہ تم لوگ تو ریڈی ہو اور مجھے بتایا بھی نہیں۔"

"کہاں یار بس ضویا کی ضد کے سامنے۔"

"ہاں کرو میری برائیاں میں ہی بری ہوں بس۔" اتنے میں ضویا اس کے سر پر تھی۔

"آپ لوگ لڑائی کریں میں چینج کر لوں۔" ماہ روش مسکرا کر چینج کرنے چل دی۔ جیولری پہن کر عروش نے ہلکا پھلکا میک اپ کیا تھا۔ وہ بالوں کی چوٹی باندھنے لگی تھی جب ضویا چلائی۔

"خبردار اگر تم نے اپنے اوپر بزرگی طاری کرنے کی کوشش کی جان لے لوں گی میں تمہاری۔ اکلوتی دوست ہو میری کچھ تو رعب پڑنے دو سب پر۔"

"میں تمہیں اتنا تیار ہو کر بھی بزرگ لگ رہی ہوں۔" عروش نے اسے گھورا۔

"بال کھلے رہنے دو پھر ٹھیک ہے۔"

"چلیں جیسا آپ کا حکم ویسے تو ٹلیں گیں نہیں۔ اس لیے بیٹھ جائیں۔ تاکہ میں آپ کو تیار کر سکوں۔" عروش نے کندھوں سے پکڑ کر اسے آئینے کے سامنے بٹھایا۔

"پہلے رکو تمہیں ایک چیز دکھادوں پھر تم مجھے کرنا تیار۔" ضویا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تھینک یو اتنے میں میں ریڈی ہو جاتی ہوں۔" ماہ روش مزے سے کہتی اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔

"یار زوار رک نا یہ ضویا کا روم ہے چلتے ہیں۔" احمر نے للچائی ہوئی نظروں سے اس کے کمرے کی جانب دیکھا۔

"لڑکیوں کا روم اور اس وقت وہ یقین تیار ہو رہی ہوں گئیں اس لیے جانا مناسب نہیں۔" زوار نے اسے سمجھایا۔

"دروازہ کھلا ہے۔" احمر نے کھلے دروازے کی اوور اشارہ کیا۔

"مطلب جس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہو گا تو اسی کے کمرے میں گھس جائے شرم کر۔" زوار نے اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔

"میں کیوں گھسوں کسی کے کمرے میں پر یہ ضویا کا کمرہ ہے۔" احمر نے منت بھرے انداز سے کہا۔

"ضویا کا کمرہ ہے تو تمہیں کھلی چھوٹ ہے کہ گھس جاؤ۔" زوار نے اسے گھورا۔

"ظاہر ہے اسی کے کمرے میں جانے کی کھلی چھوٹ ہو گی اب تو۔" احمر شرمایا۔

"ٹھیک ہے تم اکیلے چلے جاؤ۔" زوار نے صاف جواب دیا۔

"تمہارے جیسے اصول پسند بندے کا دوست ہونے سے بہتر ہے بندہ خود کشی کر لے۔" احمر نے جل کر کہا۔

"پلیز دیر مت کریں کسی کی زندگی بچ سکتی ہے آپ کے اس اقدام سے۔" زوار صاف اسے چڑا رہا تھا۔

"تم تو میرے ساتھ ہی چلو گے دیکھتا ہوں کیسے نہیں جاتے۔" احمر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ گھسیٹ لیا تھا۔

"یہ دیکھو تمہارا وہ ڈریس جو تم کل پہنو گی۔ آئی نو تم نے خود پسند کیا ہے تمہیں وہ رائل بلو نہیں پسند آیا تھا۔ اس لیے مگر تم مجھ سے تبھی کہہ دیتیں وہ زیادہ expensive تھا بجائے اس کے تم نے تبھی چینج کر لیا۔ خیر اس کے ساتھ کی میچنگ وغیرہ سب یہیں ہے تم دیکھ لینا۔" ضویا نے ڈریس بیڈ پہ رکھا۔

"ضویا چیز صرف مہنگی نہیں آپ کی پسند کی اور خوبصورت بھی ہونی چاہئے ہاں مجھے وہ ڈریس کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا اور رائل بلو مجھے پسند بھی نہیں مگر تمہاری خوشی کی خاطر میں خاموش رہی تھی میں نے چینج نہیں کیا۔" عروش نے اپنی صفائی دی۔

"اب بوتیک والے تو چینج کریں گے نہیں پھر یہ سب کیسے ہوا۔" ضویا کا انداز پر سوچ تھا۔

"ہو سکتا ہے احمر نے بدل دیا اسے لگا کہ سوٹ میرا ہو گا۔" ضویا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے تم ان سے پہلے ہی پوچھ لیتیں۔"

"مجھے لگا تم نے کیا اس لیے میں نے سیریس نہیں لیا۔"

"مگر میں نے تو کوئی ڈریس چینج نہیں کیا اتنی ساری شاپنگ میں۔" احمر اچانک ان کے کمرے میں آیا زوار اس کے پیچھے تھا۔ وہ ان کی گفتگو سن چکے تھے۔

"ہو سکتا ہے بوتیک میں کسی سے چینج ہو گیا ہو کوئی بات نہیں میں کچھ اور پہن۔ لوں گی۔" عروش نے معاملہ ختم کرنا چاہا۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے زوار نے بل پے کیا تھا۔ یہ ہی شاپنگ بیگز بھی لایا تھا۔" احمر نے زوار کی جانب دیکھا۔

"یہ کہاں لکھا ہے زوار سے کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔" عروش نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یار اتنا پیارا ڈریس ہے کیوں بحث کر رہے ہو سب۔" ماہ روش نے بھی بحث میں حصہ لیا تھا۔

"ڈریس میں نے چینج کیا تھا۔" زوار ایک دم سے بولا تھا سب نے اچانک اس کی طرف دیکھا تھا۔ عروش کو تو پہلے ہی گڑبڑ لگ رہی تھی۔

"ضویا جب کسی کو ساتھ لے جا کر شاپنگ کروائیں تو اس کی پسند بھی پوچھنی چاہیے۔ میں بوتیک میں نوٹس کرتا رہا تھا عروش بار بار اس ڈریس کو دیکھ رہیں ہیں۔ اور چیک کر رہی ہیں اس لیے میں نے تم لوگوں کے جانے کہ بعد ڈریس چینج کر دیا مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ بات اسطرح اس وقت کھلے گی سوری اگر آپ لوگوں کو برا لگا ہو تو۔" زوار نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ ماہ روش کی آنکھوں میں کچھ چبھا تھا۔

"سوری عروش مجھے پوچھنا چاہیے تھا۔" ضویا بھی اب کافی شرمندہ سی نظر آ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں ضویا۔" عروش سے ضویا کی شرمندگی برداشت نہیں ہوئی سو وہ بول اٹھی۔

"زوار کیا آپ جانتے ہیں۔ اس دن بوتیک میں میں کیوں نہیں بولی۔" عروش چلتے ہوئے اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں عروش کے چہرے پہ جم سی گئیں تھیں وہ چاہ کے بھی ہٹا نہیں پا رہا تھا۔

"کیونکہ میں ضویا کی پسند کا جوڑا پہننا چاہتی تھی۔ یہ نمبر دو والا ریزن ہے اب میں آپ کو نمبر ون والا ریزن بتاتی ہوں۔" وہ وہاں سے ہٹی ماہ روش نے زوار کی بے اختیاری اچھے سے محسوس کی تھی اور وہ بس ضبط کا دامن تھامے خاموشی سے کھڑی تھی۔

"یہ دیکھئے یہ شرٹ بیک لیس ہے اور میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی۔" عروش نے وہ ڈریس اس کے سامنے لہرایا۔

"I'm really very sorry

مجھے ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے تھی۔" وہ جو اس کے چہرے پہ خوشی دیکھنا چاہتا تھا۔ غصہ دیکھ کر کافی اپ سیٹ ہوا تھا اس لیے معذرت کرتا باہر چلا گیا۔ احمر اس کے پیچھے لپکا۔

"یار عروش تم گزارہ کر لینا پلیز میں بہت شرمندہ ہوں۔" ضویا نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"اٹس اوکے اب مجبوری ہے تو میں کچھ نہ کچھ کر لوں گی۔ اب تم پلیز تیار ہو جاؤ۔" وہ دونوں آپس میں مصروف ہو گئیں تھیں۔ ماہ روش کو تو چاروں جانب بس دھواں ہی دھواں دیکھائی دے رہا تھا۔ ایک سیلاب کا ریلا جو اسکا سب کچھ بہا کے لے جانے والا تھا وہ وہیں بیڈ کے کنارے ڈھے سی گئی تھی۔ وہ تو زوار کے انکار کو اس لیے لائٹ لیتی رہی تھی۔ کیونکہ وہ ابھی پڑھ رہا تھا وہ ریزن بھی یہی دیا کرتا تھا۔ کہیں نہ کہیں اسے پورا یقین تھا کہ وہ اسی کا ہے ان میں بہت دوستی تھی۔ جیسی کہ کزنز میں ہوتی ہے مگر وہ نجانے

کب اسے اپنے دل میں بسا بیٹھی تھی۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا جب سے رشتے کی بات شروع ہوئی تھی۔ وہ اس سے کافی کترانے لگا تھا۔ وہ اسے اس کا گریز سمجھتی رہی تھی۔

"ارے تمہیں کیا ہوا آؤ باہر چلیں۔" عروش نے گم سم سی بیٹھی ماہ روش کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونک کہ سیدھی ہوئی۔ اور بغور عروش کی جانب دیکھنے لگی بلیک سوٹ ریڈ لپ اسٹک میچنک کے جھمکے کلائی میں کنگن اور کھلے بال وہ واقع ہی بہت حسین لگ رہی تھی۔ وہ لگ رہی تھی یا وہ تھی وہ واقع ہی سادگی میں بھی اتنی ہی خوبصورت تھی۔ ماہ روش اس کا اور اپنا موازنہ کرنے لگی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔" عروش جھنپ گئی۔

"تم بہت خوبصورت ہو۔" ماہ روش کے لہجے میں ستائش تھی۔

"تم بھی بہت خوبصورت ہو۔ سب سے زیادہ اب چلو۔" وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی۔ عروش جب سے ماہ روش سے ملی تھی اسے عجیب سی اپنائیت کا احساس ہو رہا تھا۔ اسے وہ لڑکی بہت اچھی لگی تھی۔ سلجھی ہوئی کم گو معصوم۔

"تمہیں پتہ ہے ماہ روش اگر میری کوئی بہن ہوتی نہ تو کنفرم تمہارے جیسی ہوتی۔" عروش نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ عروش کی عادت جلدی گھلنے ملنے والی نہیں تھی مگر ماہ روش کے معاملے میں وہ خود کو نہیں روک پائی تھی۔ ایک وجہ اگر زوار تھا تو دوسری وجہ وہ خود سمجھنے سے قاصر تھی۔

"کیا میں اب آپ کی بہن نہیں ہوں۔" ماہ روش کے لہجے میں نمی تھی۔ مگر وہ پی گئی یہ جملہ وہ اپنی رقیب سے کہہ رہی تھی وہی جانتی تھی کہ اس پر کیا گزری تھی۔

"ہاں ابھی بھی ہو۔' عروش نے پیار سے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"ہو سکتا ہے ایسا کچھ نہ ہو جو میں سوچ رہی ہوں پر جو دیکھا وہ تو جھوٹ نہیں ہے۔" ماہ روش کا ذہن بہت الجھ گیا تھا۔ مگر وہ ہال تک جاتے جاتے خود کو نارمل کر چکی تھی۔ جہاں سب لوگ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ زوار نے پھر سے چور نظروں سے عروش کو دیکھا تھا۔ وہ خود کو کتنا روکتا تھا مگر اسکا دل تھا کہ مانتا ہی نہ تھا۔ ماہ روش بس زوار کو نوٹس کر رہی تھی ساتھ اس کی نظر عروش پر بھی تھی کہ آخر بات یک طرفہ ہے یا دو طرفہ۔

"ارے بھئی دلہن کو تو لاؤ کوئی۔ دلہا تو کب سے بیٹھا ہے۔" باسم نے بلند آواز میں کہا۔

"دل تھام لیجئے یہ نہ ہو دلہا بھائی آپ دیکھتے ہی بے ہوش ہو جائیں۔" عروش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"محترمہ فکر مت کریں ہم نے دلہا محترم کو تھام رکھا ہے۔ آپ بس بم پھوڑ دیجئیے۔" یہ فہد تھا جو شام میں پہنچا تھا۔

"اتنی کزنز ہیں اتنی فرینڈز ہیں مگر سب وقت پڑنے پر چھوڑ کے بھاگ گئیں اکیلی آرہی ہوں میں۔" کمرے سے ضویا آتے ہی سب پر برس پڑی تھی۔

"ہائے مرتے ہیں سادگی پہ کہ فطرت کا حسن ہے آپ کا حسن اتنا ہے کہ ہم دوسرا مصرعہ بھول گئے۔" احمر نے اسے دیکھتے ہی آہ بھری۔

"لو جی دلہن، دلہا سے زیادہ جلدی میں ہے بے وقوف لڑکی ہم سب پورے اہتمام سے تمہیں لینے آنے ہی والے تھے کہ تم خود آن ٹپکی۔ اب آگئی ہو تو بیٹھ جاؤ اب تمہیں کوئی پروٹوکول نہیں ملے گا۔" عروش نے اسے گھر کا۔

"پہلے بتانا چاہئے تھا نہ۔" ضویا نے منہ بنایا لڑکوں کی ٹیم کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"لو پڑ گئی کلیجے میں ٹھنڈ ناک کٹوا دی۔" بسمہ نے بیٹھتے ہی ضویا کی کمر میں دھموکا جڑا۔

"افففف میری یہ پہلی شادی ہے نہ اس لیے آئیڈیا نہیں ہوا۔" ضویا بلبلا کے رہ گئی۔

"یعنی ہم تو دس دس کر کے بیٹھے ہیں۔" بسمہ نے اسے گھورا۔

"ہائے بھلے چار کی اجازت ہے۔ مگر ہم تو ایک ہی کریں گے بس آپ مان جائیں۔" ساحر نے بسمہ کو دیکھتے ہوئے آہ بھری۔

"منہ دھو رکھو محترم خودکشی کر لوں گی تم سے شادی نہیں کروں گی۔" بسمہ نے اسے صاف جواب دے کر فارغ کیا تھا۔

سب لوگ ہنسنے لگے تھے ساحر اپنا سا منہ لے کر بیٹھ گیا۔ ساحر، ضویا اور بسمہ کی پھوپھو کا بیٹا تھا۔

"ٹھیک ہے اینڈ میں تمہیں میرے عشق میں ڈوب کر خودکشی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ مجھے جیسا تو تمہیں ملے گا نہیں اس لیے مجھے یاد کر کر کے تم اپنی جان دے دو گی۔" ساحر نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"تم جیسا ڈھونڈنا کس کو ہے تم جیسے تو ایک چھوڑ دس ملیں گے۔ مجھے اور تمہارے عشق میں ڈوبوں گی وہ بھی میں اس انکشاف سے پہلے نہ میں مرنا پسند کروں گی۔" بسمہ کا انداز صاف چڑانے والا تھا۔

"یہ بار بار مرنے کی باتیں نہ کرو اللہ میری عمر بھی تمہیں لگ جائے تمہارے بنا میں جی کر کیا کروں گا۔" کوئی معصومیت سی معصومیت تھی سب کا ہنس ہنس کے برا حال ہو گیا۔

"ابے تجھے سمجھ نہیں آرہا۔ نہیں کا مطلب نہیں میرے سامنے میری بہن کو تنگ کر رہا ہے۔ شرم کر لے۔" باسم نے اس کی گردن دبوچی۔

"سالا صاحب آپ بھی ہمارا ساتھ نہیں دیں گے۔" وہ روہانسا ہوا وہ دونوں بہت اچھے دوست تھے۔ باسم بسمہ سے بڑا تھا اسی طرح ساحر اور باسم ہم عمر تھے۔ ساحر کی والدہ نے ساحر کے کہنے پر بسمہ کا ہاتھ مانگا تھا۔ اندر ہی اندر بڑوں میں بات طے پا چکی تھی۔

بس بسمہ کی پڑھائی ختم ہونے کا انتظار تھا۔ اس پرپوزل کے لیے وہ بھی مان گئی تھی۔ مگر ابھی تک کوئی رسم نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے بسمہ ساحر کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی اور وہ ہمہ وقت مجنوں بنا نظر آتا۔

"بہنا یہ بندہ لاعلاج ہے تم گیم شروع کرو۔" بسمہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گیم کے تین راؤنڈ ہوں گے جو ٹیم دوراؤنڈ ون کرے گی۔ وہ ونر ہو گے پہلے گرلز اینڈ بوائز کی ٹیم ہو گی پھر کپلز ہوں گے اور پھر سنگل کھیلنا ہو گا۔"

"پہلے راونڈ ڈھولکی ہے جو ایک گھنٹہ چلے گی۔ اس کے بعد خوبصورت شاعری کا مقابلہ جو بہت لمبا نہیں ہو گا۔ آئی نو یہاں بہت بدذوق لوگ ہیں اس لیے میری ہمت نہیں ہوئی مقابلہ لمبا رکھنے کی۔" بسمہ نے بولتے بولتے کن آکھیوں سے ساحر کی جانب دیکھا جو ابھی تک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "تیسرا اور آخری راونڈ ہم سب کو اپنے بارے میں ایک ایسی بات بتانا ہو گی۔ جو پہلے کسی سے نہیں کی یا پھر اپنی زندگی کا کوئی سب سے بڑا سچ سب کو تین تین موقع ملیں گے۔ اگر کوئی اپنی پسند کے سوال ایڈ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔" بسمہ نے پرچیوں والا جار اس کے درمیان رکھا وہ لوگ زمین پر ہی گول دائرے کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"نہیں جو سوال تم نے لکھے ہیں وہی ٹھیک ہیں۔" عروش نے بات ختم کی۔

"گڈ گرل۔" بسمہ نے اسے آنکھ ماری وہ مسکرا دی۔

"ہائے ظالم ادا۔" ساحر نے آہ بھری۔ باسم نے ایک زور کا مکہ اس کی کمر میں جڑا تھا۔

"یہ کیا تھا۔" ساحر نے اسے گھورا۔

"تمہیں بہنوئی کی صورت قبول کر لیا ہے۔ احسان مانو میرا اب ایسی حرکتیں نہ کرو کہ مجھے اپنے اس فیصلے پہ غور کرنا پڑے۔ جو ابھی تک فائنل نہیں ہوا۔" باسم نے اسے وارن کیا انداز جلا دینے والا تھا۔ وہ بھی دل کو قابو کر کے بیٹھ گیا۔ مبادہ یہ لوگ سچ مچ بات فائنل کرنے سے پہلے ہی ختم کر دیں۔ دونوں طرف سے مقابلہ جاری تھا۔ لڑکیاں کم نہیں تھیں تو لڑکے کیسے کسی سے پیچھے رہتے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جا رہا تھا۔ بڑے سارے اس ہلے گلے کو انجوائے کر رہے تھے۔ وقت طے شدہ وقت سے بھی آگے نکل گیا تھا۔ مگر فلحال کوئی بھی ہار ماننے کو تیار نہیں تھا۔

' "ت' سے گانا سناؤ لڑکوں اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے اب مزہ آئے گا۔" لڑکیاں بہت خوش تھیں کہ لڑکے 'ت' پہ پھنس گئے تھے۔ ان کے جیتنے کہ چانسسز پورے تھے۔

"ہار گئے، ہار گئے۔" سب لڑکیوں نے مل کے شور مچانا شروع کیا۔

"تو جو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ مانا کہ محفل جواں ہے حسین ہے۔"

زوار کی آواز پہ سب نے دم سادھ لیا تھا۔ وہ تب سے صرف ساتھ دے رہا تھا گا کچھ نہیں رہا تھا۔ اس کی آواز بلاشبہ بہت پیاری تھی سب لوگ خاموش ہو گئے تھے۔

"سمجھ میں نہ آئے یہ کیا ماجرہ ہے۔

تجھے پا کہ دل میں یہ خالی سا کیا ہے۔"

اس کی نظر عروش سے ٹکرائی تھی۔ عروش نے جلدی سے اپنا رخ موڑ لیا تھا۔

"کیوں ہر وقت دل میں کوئی بے کلی ہے۔

کیوں ہر وقت سینے میں رہتی کمی ہے۔"

ماہ روش نے زوار کا دیکھنا اور عروش کا رخ بدلنا دونوں اچھے سے دیکھے تھے۔ وہ زوار کے گانے کے لیر کس کو بھی ٹھیک سے محسوس کر سکتی تھی۔

"تو جو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ مانا کہ محفل جواں ہے حسین ہے۔"

وہ ہمیشہ سے اچھا گاتا تھا۔ یہ بات ماہ روش جانتی تھی مگر باقی سب آج دیکھ اور سن رہے تھے۔

"جدھر بھی یہ دیکھیں جہاں بھی یہ جائیں۔

تجھے ڈھونڈتی ہیں یہ پاگل نگاہیں۔"

زوار کی نظریں ابھی بھی عروش پہ جمی تھیں۔ عروش نے پھر سے اس کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ زوار کی حرکات وسکنات آج ماہ روش کہ علاوہ اور بھی کچھ لوگوں نے بہت شدت سے محسوس کی تھیں۔ جن میں ضویا اور احمر سر فہرست تھے۔

"میں زندہ ہوں لیکن کہاں زندگی ہے۔

میری زندگی تو کہاں کھو گئی ہے۔

تو جو نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ مانا کہ محفل جواں ہے حسین ہے۔"

وہ سچ میں اتنا پیارا اور دل سے گا رہا تھا کہ کسی کا ٹوکنے کا دل ہی نہیں کیا۔

"واہ زوار سائیں محفل لوٹ لی۔" احمر نے جوشلے انداز سے اسکا کندھا تھپکا سب نے تالیاں بجا کر اسے داد دی تھی۔ یہ روائٹ

تو برابر ہو گیا بسمہ نے منہ بنایا۔

"شکر کرو بچ گئی ہو ورنہ شرط کے مطابق ٹھنڈ میں باہر بیٹھنا پڑتا۔" زوار نے کن آکھیوں سے عروش کی طرف دیکھا۔ وہ بس سر جھکائے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھتی رہی۔

"زوار بھائی سچ بتائیں۔ یہ گانا آپ نے کسی سپیشل پرسن کے لیے گایا ہے۔ ہے نا۔" بسمہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

عروش کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ ماہ روش نے اچانک زوار کی طرف دیکھا تھا۔ جیسے وہ ابھی نام بتا دے گا۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔" زوار نے اسے ٹالا۔

"نہیں بتائیں نہ پلیز کیا وہ اس وقت ہمارے درمیان ہے۔" بسمہ نے جو نوٹس کیا تھا وہ اس کی تائید چاہتی تھی۔ عروش کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے تھے۔

"اووو ہووو آپ لوگ سمجھے نہیں گانا واقعی ہی میں نے کسی کے لیے گایا ہے۔ مگر وہ یہاں پر نہیں ہے اس لیے تو کہہ رہا تھا۔ کہ تو جو نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے۔" زوار نے آہ بھری اسے عروش کی شکل دیکھ کر رحم آ گیا تھا۔ ورنہ وہ صاف کہہ دیتا ہاں وہ یہیں پہ ہے۔ زوار کے جواب پر عروش نے سکھ کا سانس لیا۔

"اب راؤنڈ ٹو کی جانب بڑھتے ہیں۔ اب یہ پہلا مقابلہ چونکہ برابر رہا ہے اس لیے نمبر دو والی گیم کو ختم کر دیا گیا ہے اور اب یہ گیم ہی ہمارا فیصلہ کرے گی۔ یہ باول ہے اور اس میں کچھ سوال ہیں سب لوگ اس میں سے پرچیاں نکالیں گے۔ جس پہ جو لکھا ہو گا وہ اسے کرنا ہو گا۔" بولو منظور بسمہ نے ہاتھ بلند کیا۔ سب نے بیک وقت منظور ہے کا نعرہ لگایا تھا۔ سب لوگ اب اپنی اپنی پوزیشنز پر آ گئے تھے۔ میوزک سٹارٹ ہوا اور باول پاس ہونے لگا سب سے پہلے باؤل باسم کے ہاتھ میں آیا تھا۔

اس نے بڑے جوش سے ایک پرچی نکالی اور پڑھ کے وہ مکمل ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

"بتاؤ کیا لکھا ہے۔" بسمہ نے پرچی اس کے ہاتھ سے لی۔ "اووو اووو لکھا ہے کہ سب سے پہلے لائف میں آپ نے کس لڑکی / لڑکے کو I Love You کہا تھا۔ بتاؤ باسم بھیا۔" بسمہ نے اسے ٹہکا دیا وہ سر کھجا کہ رہ گیا۔

"بتاؤ بھی سب سننے کے لیے بے تاب تھے۔ "

"صبا کو اور تھپڑ بھی کھایا تھا۔ مگر میں آج بھی قائم ہوں اپنی بات پہ۔" باسم نے سامنے بیٹھی صبا کو دیکھا۔ "سالے تو اتنا کمینہ ہے۔" ساحر نے اس کی گردن دبوچی۔ "کیوں تم میری بہن سے شادی کر سکتے ہو۔ میں کیوں نہیں۔" باسم نے اپنی گردن آزاد کروائی۔

"پہلے تھپڑ مارا تھا۔ آج جوتا ماروں گی۔" صبا نے جل کے کہا دیکھا۔

"یہ ہمیشہ ایسے کرتی ہے خونخوار بلی بس اسی لیے میں کچھ نہیں کہتا۔" باسم نے منہ بنایا سب لوگ ہنسنے لگے تھے۔ باول پھر سے سب کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا اب کے ساحر کے ہاتھوں میں رکا تھا۔

"واہ یہ تو بہت آسان ہے۔" ساحر مسکرایا۔

کیا لکھا ہے۔؟" باسم نے جھانکا۔

"جون ایلیاء کا شعر سنائیں۔" ساحر نے پرچی اس کے سامنے کی۔

"اب اگر بات ذوق اور شعر سنانے پہ آ ہی گئی ہے۔ تو میں یہ شعر خاص کسی کو سنانے کے لیے سنا رہا ہوں۔" اس نے بغور بسمہ کو دیکھا بسمہ اسی کی طرف متوجہ تھی۔

"عرض کیا ہے۔"

"ارشاد، ارشاد۔" باسم نے بلند آواز میں کہا۔

"جون آغازِ مے گساری میں۔
نشہ ہوتا ہے پھر نہیں ہوتا۔
تم نہیں چاہتے مرا ہونا۔
چلو اچھا ہے میں نہیں ہوتا۔"
(جون ایلیاء)

ساحر نے لہک لہک کر شعر مکمل کیا۔

"بہت اچھے مجھے تم سے یہ ہی امید تھی۔ کہ تم ضرور مجھے ہی برا کہو گے۔ خیر چھوڑو گیم شروع کریں۔" بسمہ نے منہ بناتے ہوئے کہا باول پاس ہوتے ہوتے ہوئے اب کے فہد کے پاس آیا تھا۔

"کبھی چوری کی ہے اگر کی ہے تو کیا۔؟"

"یہ تو بہت آسان اور Embaressing بھی۔" فہد بے منہ بنایا۔

"بتاؤ بھی۔" احمر نے اسے ہمت دلائی۔

"یار چھوٹا تھا تو محلے میں ایک لڑکی کے ساتھ سیٹنگ چل رہی تھی۔ اسے گفٹ دینا تھا پیسے نہیں تھے۔ اس لیے اپنی بہن کی کچھ چیزیں اٹھا کے اسے دے دیں تھیں پھر ہم دونوں پکڑے گئے۔ بہت ڈانٹ پڑی اور مار بھی میں تب 10 سال کا تھا شاید اس کے بعد سے توبہ کر لی ہے۔" فہد نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ سب لوگ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو گئے تھے۔

"تو سالے بچپن سے ذلیل ہے۔" احمر نے اس کندھے پہ مکا مارا۔

"اس میں کیا ہے جتنی عمر تھی۔ اتنی سمجھ تھی۔" فہد نے ہنس کے ٹالا۔ باول پھر سے گھومتے گھومتے اب کے احمر کے پاس رکا تھا۔

" یااللہ رحم۔" اس نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پرچی اٹھائی۔

"یہ کیا بکواس ہے۔" پرچی پڑھتے ہی احمر کا رنگ فق ہوا تھا۔

" دیکھاؤ زرا۔" ضویا نے اس کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی پرچی اس کے ہاتھ سے اچک لی تھی۔

لائف میں سب سے پہلے آپ نے کس لڑکی / لڑکے کو کس کیا۔؟" پڑھتے ہوئے ضویا کا منہ کھل گیا تھا۔

"بتاؤ کون تھی وہ جلدی سے نام بتاؤ دیکھو جھوٹ مت بولنا تم۔ مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔" ضویا جارحانہ تیور لیئے اس کے سر ہوئی۔

"کوئی نہیں تھی نہ ہے ایسی کسی لڑکی کا وجود اس دنیا میں نہیں پایا جاتا قسم لے لو۔" احمر منمنایا۔

"میں کیسے مان لوں۔" ضویا نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا۔

قسم لے لوں سچ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ بسمہ کس جنم کا بدلہ لیا ہے تم نے مجھ سے۔ یہ گیم تو ختم ہو جائے گی مگر میری تفتیش نہیں۔" احمر روہانسا ہوا سب کا قہقہہ پڑا تھا۔

"ہاں نہ تو نام بتا بات ختم کر۔" زوار نے اپنی مسکراہٹ بمشکل چھپاتے ہوئے کہا۔

"زوار کیا کہہ رہے ہو کس کا نام۔" احمر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"دیکھو احمر بنو مت ضویا سے کیوں چھپا رہے ہو ویسے بھی کل نکاح ہو جانا ہے۔ وہ انکار تھوڑی کرے گی۔" زوار نے اس کے کندھے پہ تھپکی دے کر اس کی ہمت بڑھائی۔

"دشمنی نکالنے کا یہ بالکل ٹھیک ٹائم نہیں ہے۔" احمر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"چلو شاباش نام بتا دو۔" زوار اسے تپانے کے موڈ میں تھا۔

"ضویا میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کوئی نہیں ہے میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی تم ہو۔" احمر نے اسے یقین دلانا چاہا۔

"اچھا پہلی یہ ہے تو وہ دو پونیوں والی کون تھی۔" زوار نے اس بے چارے پہ ایک اور کاری وار کیا تھا۔ احمر کا دل چاہا زوار کا سر پھاڑ دے نہیں تو اپنا سر دیوار میں مار لے۔

"دو پونیوں والی یہ کون تھی یا ہے۔"ضویا نے گھورا۔

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں رکو صبر کر لو۔" احمر نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنا جرم قبول کر لیا تھا اور دل ہی دل میں زوار کو جی بھر کے گالیاں بھی دیں تھیں۔

"میں کلاس 5 میں تھا جب ہمارے اسکول میں ایک لڑکی آئی بہت کیوٹ تھی۔" احمر کی آنکھوں میں چمک صاف نظر آرہی تھی۔ ضویا نے خود کو کول ڈاؤن کیا۔

"بس میں اسے دیکھتا تھا وہ مجھے اچھی لگتی تھی۔ دو پونیاں بناتی تھی تو اور کیوٹ لگتی تھی۔ بسسس ایک سال وہ رہی پھر آج تک اسکا پتہ نہیں چلا بس یہ بات زوار کو بتا دی اور یہ راز رکھا اس نے میرا ضویا یار بچپن کی باتیں کون یاد رکھتا ہے۔ وہ تو بس ایسے ہی۔" احمر کی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب ضویا نے پاس پڑا کشن اسے دے مارا۔

"یعنی اگر اب وہ تمہیں مل جاتی تو تم ضرور اسے ہی پرپوز کرتے۔"ضویا کا غصہ ساتویں آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔

"قسم لے لو تم سے ملنے کے بعد میں کبھی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ یہ تو بچپن کی بات ہے میں تو بھول بھی گیا تھا۔" احمر کی تو مانو جان پہ بن آئی تھی۔

"ضویا یاد کرو 5 میں تم ہمارا اسکول چھوڑ کے ایک سال کے لیے کسی دوسرے اسکول گئی تھی اور پھر 6 میں واپس آ گئی تھیں۔" عروش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں گئی تھی اور بد قسمتی سے اسی اسکول میں گئی تھی جہاں اس جیسے گدھے کو بھی ایڈمشن مل جاتا ہے۔ اسی لیے میں وہ اسکول چھوڑ کے چلی گئی تھی۔"ضویا روہانسے لہجے میں بولی۔ عروش بس اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"اب گیم سٹارٹ کرگے یا لڑتے ہی رہو گے۔" عروش نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا۔"ضویا نے منہ بنایا۔ باول پاس ہوتا ہوا اب کے صبا کہ ہاتھ آیا تھا۔

"اپنے پاپا سے دو روپے مانگ کر لائیں یار یہ کیا مذاق ہے۔"صبا نے غصے سے بسمہ کی طرف دیکھا۔ وہ بس ہنسے جا رہی تھی۔

"آپ لوگ بتاو اتنی بڑی رقم کوئی آجکل کے زمانے میں لے کر گھومتا ہے کیا۔ ہاں کریڈٹ کارڈ کا لکھتی تو میں ضرور لے آتی۔"صبا نے منہ بنایا سب ہنسنے لگے تھے۔

"تم پوئٹری کی بہت شوقین ہو کوئی شعر سنا دو تا کے آگے بڑھیں ہم۔"بسمہ نے بات ختم کی۔

"عرض کیا ہے ذرا غور فرمائیں۔

درد اتنا ہو کہ بول اُٹھے سکوتِ شہرِ جاں

زخم ایسا دے کہ جس کا چارہ گر کوئی نہ ہو"

(محسن نقوی)

صبا نے مسکراتے ہوئے شعر پڑھا چاروں طرف واہ واہ کا شور اٹھا تھا۔

"میں کیوں تمہیں درد دوں گا میں تو خود درد سہہ رہا ہوں۔ تمہاری اجازت ہو تو تم میری اور میں تمہارہ چارہ گر بن جاؤں۔" باسم نے اسے دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

"سدھر جاؤ۔" صبا نے دانت کچکچائے۔

"ضویا اب تمہاری باری۔" باول ضویا کے ہاتھ میں رکا تو بسمہ نے اسے متوجہ کیا وہ تو کہیں اور ہی کھوئی تھی۔

"اپنے Recent کرش کا نام بتائیں۔" ضویا نے پڑھتے ہوئے ایک نظر احمر کو دیکھا۔

"اگر کوئی اور وقت ہوتا تو شاید میں نہ بتاتی۔ مگر اب بتاؤں گی اس بات پہ میں نے عروش سے بہت ڈانٹ بھی کھائی اور دھوکے بھی مگر آج میں علان کرتی ہوں۔ آجکل زوار حیدر میرا ری سینٹ کرش ہیں۔" بات کرنے کے دوران تمام وقت ضویا کی نظر احمر پہ تھی احمر پہلو بدل کے رہ گیا جبکہ زوار کو کھانسی کا شدید دورہ پڑ چکا تھا عروش اپنا سر تھام کر رہ گئی۔ اگلی باری بسمہ کی تھی۔

"جس سے آپ محبت کرتے ہیں اس کے نام کا پہلا حرف بتائیں۔ ہائے یہ کس منحوس وقت میں لکھی تھی میں نے۔" بسمہ خود کو کوس کر رہ گئی۔

"ہاں بتاؤ۔" ساحر کی اکسائٹمنٹ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

"ایس۔" بسمہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور ایس سے میرا نام بنتا ہے۔" ساحر تو اچھل ہی پڑا تھا۔ "زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں میں شاہ رخ خان کی بات کر رہی تھی۔" بسمہ نے ساحر کے غبارے سے ہوا نکالنے کی ناکام کوشش کی۔

"ماہ روش اب تمہاری باری۔" بسمہ نے ماہ روش کو دیکھتے ہوئے کہا ماہ روش نے ڈرتے ڈرتے پرچی نکالی۔

"بچپن کا ایسا جھوٹ جس سے کسی کو مار پڑی ہو مگر آپ محفوظ رہے ہوں۔ "

"یار ایسا تو کوئی واقع نہیں ہے۔" ماہ روش نے ذہن پہ زور دیتے ہوئے سوچا۔

"کوئی تو ہو گا۔" بسمہ نے زور دیا۔

"ہاں ایک ہے۔ میرا اور زوار کا اسکول ایک ہی تھا زوار اکثر شرارت کرتا اور ڈانٹ مجھے پڑتی گھر میں اسکول میں سب کے سامنے میں بری بنتی ان کی ٹیچر نے انہیں ایک ٹیسٹ دیا تھا۔ جو انہوں نے کیا بھی تھا مگر میں نے اسکول جانے سے پہلے وہ کاپی نکال

کے کہیں چھپادی تھی۔ کلاس میں جب کاپی نہیں ملی تو مجھے بلایا گیا زوار کا کہنا تھا کہ میں نے اسے ہوم ورک کرتے دیکھا ہے۔ اور مجھ سے پوچھ لیں کاپی شاید غلطی سے گھر پہ رہ گئی۔ بس تب میں نے بول دیا کہ نہیں میں نے نہیں دیکھا تھا۔ بس پھر زوار کو مار پڑی اور پورا دن کلاس سے باہر رہنا پڑا۔ "زوار اس گفتگو کے درمیان کئی بار پہلو بدل چکا تھا۔

"گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔" وہ بڑبڑایا اب مزہ آیا۔

"اور دوسروں کی جڑیں کاٹ۔" احمر نے اسے کہنی ماری وہ کراہ کے رہ گیا۔

"ویسے تو مرغا بن کے کیسا لگا ہوگا۔" احمر نے تصور کیا اور پھر ایک دم ہنس پڑا۔

"مرغا نہیں بنا تھا بس باہر کھڑا ہوا تھا۔" زوار نے صفائی دی۔ باول اب کے زوار پہ رکا تھا۔

"اپنی زندگی کا کوئی خوبصورت لمحہ بتائیں جیسے آپ کبھی نہیں بھول سکتے اور اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش۔؟"

"ہمم۔" پرچی پڑھتے ہوئے زوار نے ہنکارا بھرا۔

"خوبصورت لمحہ تو وہ ہے جب میں نے پہلی بار اسے دیکھا اب کسے دیکھا یہ کوئی نہیں پوچھے گا۔" سب کے ہونٹ ہلنے سے پہلے ہی زوار نے ہاتھ اٹھا کر سب کو روک دیا تھا۔

"اور دوسری خواہش۔" زوار نے عروش کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں پل بھر کے لیے ملیں تھیں اور پھر دونوں نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔

"ایک تو اسے پانا ہے اور دوسری جو سب سے بڑی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے پاپا مجھے پیار سے سینے لگائیں اور فخر سے سب سے میرا سب سے تعارف کروائیں۔" زوار نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا سب اس کی بات پہ ہنس پڑے تھے۔ اب کے باول عروش پہ آ رکا تھا اس نے پرچی نکالی۔

"اپنی زندگی کا کوئی پچھتاوا اگر وقت ملے تو دوبارہ ایسا نہیں کریں گے آپ۔" وہ پڑھ کے کئی ثانیے خاموش رہی تھی۔

"عروش بتاؤ یار۔" ضویا نے اسے کندھے سے پکڑ کے ہلایا۔ "یار چھوڑو میری باری آپ لوگ اپنی گیم کھیلو۔" عروش نے ٹالنا چاہا۔

"اتنا تو آسان ہے بتا بھی دیں۔" بسمہ بضد تھی۔

"دیکھیں بتانا تو آپکو پڑے گا۔ ورنہ یہ چیٹنگ ہو سکتی ہے۔ اور آپ ہار جائیں گی اور پھر آپ کو باہر ٹھنڈ میں بیٹھنا پڑے گا۔" زوار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا انداز اکسانے والا تھا ماہ روش زوار کو بس دیکھ کے رہ گئی وہ اس کے رنگ ڈھنگ خوب سمجھ رہی تھی۔ اس نے اپنے آنسو اندر اتارے اور کہنا شروع کیا سب اسی کی طرف متوجہ تھے۔

"میں پانچ سال کی تھی جب میری مما کی ڈیتھ ہوئی۔ میں نے نیا نیا اسکول جانا شروع کیا تھا۔ مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا میں پورا دن کھیلتی رہی اپنا ہوم ورک کیا میں بہت تھک گئی تھی۔ ان دنوں میں کمرہ زارا آپی اور روزینہ کے ساتھ شئیر کرتی تھی۔ زارا آپی میرا بہت خیال رکھتیں۔ مجھے ہوم ورک کرنے میں ہیلپ کرتیں میرے ساتھ کھیلتیں۔ میں ان کے پاس سوتی کیونکہ وہ مجھے کہانیاں سناتیں تھیں۔ مما کی طبعیت بہت خراب تھی وہ زیادہ دیر بول نہیں پاتیں تھیں میں نا سمجھ تھی۔ ان کی جان لیوا بیماری سے انجان مجھے ان کا ٹائم چاہیئے تھا۔ اس رات انہوں نے کہا کہ عروش آج میرے ساتھ سو جاؤ میں نے کہا آپ مجھے کہانی سنائیں گی۔ وہ بولی ہاں کیوں نہیں اوپر سے گرینی آگئیں مما کو ڈانٹ کر بولیں۔ تم بہت بیمار ہو ڈاکٹر نے تمہیں بات کرنے سے منع کیا ہے۔ تم سو جاؤ میں ناراض ہو کے زارا آپی کے پاس چلی گئی۔" اگلی صبح اٹھی تو آنسوؤں کا پھندا عروش کے گلے میں اٹک گیا تھا۔

"اگر وقت واپس آئے تو وہ رات میں اپنی ماں کے سینے پہ سر رکھ کے سونا چاہوں گی اور کہانی سننے کی ضد بھی نہیں کروں گی اور نہ ناراض ہو کے کمرہ چھوڑوں گیں مگر وہ وقت واپس تو آئے۔" آنسو ایک تواتر سے بہنے لگے تھے۔ سب لوگ اچانک افسردہ اور خاموش ہو گئے تھے۔ اس کے لہجے کرب تھا اس کے انداز میں ایک بچی تھی وہ پانچ سالہ بچی جو کسی میلے میں کھو گئی ہو اور واپس جانے کی بھی کوئی امید نہ ہو اس کی تکلیف اور جس نے سب کچھ کھو دیا ہو کوئی تکلیف سی تکلیف تھی۔ اگر محسوس کی جاتی وہاں تو سبھی حساس دل لوگ تھے۔ زوار بس پچھتا سکتا تھا کہ کیوں کہا۔

"سوری آپ سب کا موڈ بھی خراب کر دیا آپ لوگ انجوائے کریں۔" وہ سب سے معذرت کرتی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ سب لوگ خاموش ہو گئے تھے زوار کو اس کے آنسو دیکھ کر بہت دکھ ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ سب لوگ وہاں سے اٹھ گئے اور اس کے ساتھ ہی ایک ہنسی سے بھری خوبصورت شام کا اس دکھ پہ اختتام ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط: 22 اپریل 2018

اس قسط پر آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

تیسری قسط

عروش وہاں سے سیدھا لان میں آئی تھی اور قدرے پر سکون اور اندھیرے کونے میں بیٹھ گئی تھی۔

سب لوگ باری باری اٹھ کر خاموشی سے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے ضویا کا کئی بار دل چاہا کہ وہ عروش کے پیچھے جائے مگر وہ جانتی تھی وہ اس وقت تنہائی میں رہنا چاہتی ہے اس لیے وہ بھی چلی گئی تھی وہ کمرے میں آئی تو ماہ روش کمبل سر تک تانے چت لیٹی تھی ضویا خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی اس کا رخ احمر کے کمرے کی جانب تھا۔

عروش رونا نہیں چاہتی تھی مگر وہ اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی اس لیے وہ وہاں سے باہر آکر رونے لگی تھی تاکے اس کا دل ہلکا ہو جائے مگر نجانے کیوں تکلیف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد بھی زوار گم سم سا وہیں بیٹھا رہا تھا کافی دیر یونہی بیٹھنے اور خود کو ملامت کرنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ کر لان میں آگیا تھا۔

تبھی اس کی نظر ایک کونے میں گھٹنوں پہ سر رکھے بیٹھی عروش پہ پڑی تھی باہر ٹھنڈ کافی بڑھ گئی تھی اس نے اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی میں وقت دیکھا تھا رات کے دو بج رہے تھے وہ خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔

"زہے نصیب زہے نصیب آپ یہاں مجھے تو آپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آرہا۔" احمر نے ضویا کو دیکھتے ہی خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"کر لو یقین میں ہی ہوں وہ تمہارا بچپن کا عشق نہیں ہے۔"ضویا نے طنز کا تیر پھینکا۔

"یار بھول جاو بچپن کی بات ہے چھوڑو جانے دو۔"احمر نے اسے ٹالا۔

"جانے تو نہیں دے سکتی ناں آج بچپن کے افیئر کا پتہ چلا ہے کل جوانی کی کوئی کہانی سننے کو مل جائے گی نظر تو رکھنی پڑے گی ناں"وہ بولتے ہوئے کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔

"میں تمہاری قسم کھا کہ کہتا ہوں میرا کبھی کوئی افیئر نہیں رہا اور جانتی ہو وہ لڑکی کون تھی۔"وہ بھی اس کے قریب آ کر رک گیا۔وہ باہر کچھ دیکھنے کی تگ و دو میں مصروف تھی۔

"کون تھی۔"ضویا کا انداز سرسری تھا۔

"وہ تم ہی تھی۔"احمر نے منہ بناتے ہوئے کہا ضویا نے اچانک پلٹ کے اس کی طرف دیکھا آنکھوں میں بے تحاشہ غصہ تھا

"مجھے بے وقوف مت بناؤ۔"وہ غصے سے بولی

"سچ کہہ رہا ہوں تمہیں بہت ڈھونڈھا مگر تم ملی بھی تو بھائی کی شادی پر میں فورا پہچان نہیں پایا تھا پھر جب ایک دن ہم لوگ دعوت پہ آئے تھے میں نے تمہارے کمرے میں لگی تمہارے بچپن کی تصویریں دیکھیں پھر باتوں باتوں میں تم سے کنفرم بھی کر لیا تم دونوں کے نام بھی تو سیم تھے اس لیے۔"احمر نے آخر کار اعتراف جرم کر لیا تھا۔

"یہ سب تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔"ضویا کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"سوچا تھا جب میری محبت کا یقین کر لو گی تب بتاوں گا کہ میری محبت اتنی کمزور نہیں جتنی تم کہا کرتی تھیں۔"احمر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو وہ لڑکا جو مجھے گھورتا تھا وہ تم تھے۔"ضویا نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔

"گھورتا کب تھا میں تو چھپ چھپ کے دیکھتا تھا پیار سے۔"احمر مخمور لہجے میں بولتا ہوا اس کے قریب ہوا۔

ضویا فورا پیچھے ہٹی تھی اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

زوار واپس جانے کے لیے مڑا تھا مگر پھر کچھ سوچ کر وہ عروش کی طرف بڑھ گیا۔

"طے ہوا تھا کہ جو ہارے گا وہ دو گھنٹے باہر ٹھنڈ میں بیٹھے گا مگر آپ تو جیت کر بھی خود کو سزا دینے پہ تلی ہیں۔"زوار اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔

عروش نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سر گھٹنوں سے اٹھایا مگر بولی کچھ نہیں

"مجھے آپ کو فورس نہیں کرنا چاہیے تھا میں بہت شرمندہ ہوں۔"کافی دیر جب وہ کچھ نہیں بولی تو زوار نے پھر سے کہنا

شروع کیا۔

"ایسی بات نہیں میں کسی کے سامنے تو بالکل نہیں روتی مگر مما کی بات پہ مجھے خود پہ کنٹرول نہیں رہتا۔" وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

سرخ روئی روئی آنکھیں غضب ڈھارہیں تھیں ،وہ کئی ثانیئے مبہوت سا دیکھے گیا۔

ماہ روش کو کسی پل سکون نصیب نہیں ہو رہا تھا عروش اور ضویا دونوں کمرے سے غائب تھیں وہ جھلا کے اٹھ بیٹھی اور ان کی تلاش میں باہر آنکلی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"موسم بدل رہا ہے کافی ٹھنڈ ہوتی ہے اب رات میں۔" زوار نے بات بدل تھی۔

عروش نے محض سر ہلایا تھا ۔

وہ اداس تھی خاموش تھی زوار اس سے بات کرنا چاہتا تھا اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہتا تھا مگر کیسے ۔

"احمر وہ دیکھو۔" ضویا کب سے خاموش کھڑی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اس نے زوار کو عروش کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے دیکھا تو فوراً احمر کو متوجہ کیا۔

"کیا ہوا" وہ بھی اس کے پاس آکر کھڑا ہوا ۔

"تم بھی وہی نوٹ کر رہے ہو ناں جو میں۔" ضویا نے مسکراتے ہوئے احمر کی طرف دیکھا ۔

"کیا؟۔" احمر نے سوالیہ نظروں سے ضویا کی طرف دیکھا۔

"بدھو زوار کا عروش کی طرف مائل ہونا۔" وہ مسکرائی ۔

"ہاں میں نے بھی نوٹس کیا ہے مگر ہو سکتا ہے یہ ہمارا وہم ہو۔" احمر نے اب کے دونوں کو بغور دیکھا ۔

"نہیں یہ وہم نہیں ہے یہ سب ہو رہا ہے عروش کو چھپ چھپ کے دیکھنا اور اب تو ڈریس بھی چینج کر دیا اب میں سمجھی۔" ضویا نے پر سوچ نظریں ان دونوں پہ جمائیں ۔

"ضویا پلیز اس بات کا ذکر کسی سے مت کرنا عروش سے تو بالکل نہیں اور زوار کو میں سمجھاوں گا بلاشبہ عروش بہت اچھی لڑکی ہے مگر ان دونوں کا کوئی فیوچر نہیں بہتر ہے کہ اس راستے پر چلا ہی نہ جائے جو منزل کی طرف نہیں جاتا۔" احمر یک دم سنجیدہ ہو گیا تھا ۔

"یہ تم کہہ رہے ہو۔" ضویا نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا

"ضویا تم کچھ نہیں جانتی اور تم ہو بھی بہت جذباتی اس لیے کہہ رہا ہوں کہ فی الحال خاموش رہو ۔"

"ٹھیک ہے نہیں جانتی تم بتا دو۔"ضویا اب کے ضدی انداز میں بولی ۔

"مجھے پورا یقین ہے کہ یہ بات بھی تم عروش کو بتا دو گی ۔"احمر نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا

"نہیں بتاوں گی پکا۔"ضویا کچھ دیر خاموشی سے سوچتی رہی پھر اچانک بولی ۔

"او کے۔"احمر نے سر ہلایا۔

"زوار کے بڑے بابا نے اسے گھر سے نکال دیا ہے"احمر چیئر پہ بیٹھ گیا ۔

"کیوں؟"ضویا نے پریشانی سے کہا ۔

"زوار ماہ روش سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔"احمر کا انداز سادہ تھا ضویا کے لیے یہ پہلے سے بھی بڑا دھچکا تھا ۔

"نہیں کرنا چاہتا تو زبردستی کیوں کر رہے ہیں۔"ضویا حیران تھی ۔

"اس لیے کہ جس فیملی سے وہ بیلونگ کرتا ہے وہاں پسند کی شادی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا اسے اس کے فلیٹ سے نکال دینا بھی اسی سازش کا حصہ ہے کہ زوار کو اتنا مجبور کر دیا جائے کہ اس کے پاس ان کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے۔"احمر نے ٹھنڈی سانس بھری ۔

"اگر پھر بھی وہ نہ مانا تو۔"ضویا کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"وہ مانے یا نہ مانے وہی ہو گا جو اس کے بڑے بابا چاہیں گے۔"احمر نے کندھے اچکائے ۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔"ضویا نے اپنا سر تھام لیا ۔

"تم کیوں ٹینشن لے رہی ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"احمر نے اسے تسلی دی ۔

"زوار ماہ روش سے مجبور ہو کے شادی کر لے گا یہ ٹھیک ہو گا نہیں اگر ایسا ہوا تو بہت غلط ہو گا تین تین زندگیاں برباد ہوں گئیں۔"ضویا جذباتی لہجے میں بولی ۔

"ریلیکس یار۔"احمر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے کول ڈاون کرنا چاہا۔

"کیا ریلیکس یہ بتاو زوار اب کہاں رہ رہا ہے۔"ضویا نے احمر کی طرف دیکھا ۔

"تمہیں نہیں پتہ۔"احمر نے حیرت سے اسے دیکھا ۔

"نہیں۔"ضویا نے سر نفی میں ہلایا ۔

"عروش کے گھر۔"احمر نے تیسرا بم پھوڑا

"کیا" ! ضویا اچھل ہی پڑی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں نے بنا پوچھے آپکا ڈریس چینج کر دیا آپ کو بہت برا لگا ہو گا I'm sorry" زوار نے بات پھر سے شروع کی تھی۔

" it's ok "عروش نے مختصر بات ختم کر دی تھی ۔

"مجھے رات کی خاموشی اور تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔" زوار تو شاید ٹھان بیٹھا تھا کہ چاہے سامنے سے کوئی جواب آئے یا نہ آئے وہ کوشش جاری رکھے گا۔

"مجھے بھی۔" وہ مسکرائی مگر جواب اب بھی مختصر تھا جوابا وہ بھی سر کھجاتا ہوا مسکرای۔ا

ماہ روش کی نظر نے دونوں کا مسکرانا دیکھا تھا دل میں عجیب سا درد اٹھا تھا، "تو یہ دونوں یہاں بیٹھے ہیں لگتا ہے میں اس شادی میں اپنا خون جلانے آئی ہوں۔" ماہ روش نے سوچا تھا، "یا شاید مجھ پہ یہ حقیقت کھلنی تھی،" ماہ روش یہی سب سوچتی واپس پلٹ گئی تھی۔

"کب سے میں ہی بول رہا ہوں آپ اتنا کم کیوں بولتی ہیں۔" زوار نے اب کے زچ ہوتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

"کیونکہ میں ایک بہت اچھی سامع ہوں۔ آپ بولیں میں سن رہی ہوں۔" وہ آہستگی سے بولی ۔

"میں کیا بولوں سامنے والا بات کرنا چاہے تبھی نہ۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولا ۔

"آپ کی آواز بہت اچھی ہے آپ کو سنگر ہونا چاہیے تھا آپ MBA کیوں کر رہے ہیں۔" خنکی بہت بڑھ گئی تھی عروش نے اپنے دوپٹے کو کندھوں کے گرد پھیلایا ۔

زوار کو اپنی تعریف سن کے بہت اچھا لگا تھا ۔

"بس جی جب قسمت خراب ہو بڑے بابا کہتے ہیں میراثی بننے سے بہتر ہے تم زمینیں سنبھالو وہ تو میں نہیں سنبھال سکتا تھا اس لیے یہاں بھاگ آیا سوچا اور کچھ نہیں تو MBA کر کے جاب کر لوں گا کوئی واپس نہیں بلائے گا۔"

عروش نے ہلکا سا سر ہلایا، "یعنی شادی کے بعد بھی یہیں رہنے کا پروگرام ہے ۔"

"آپ کو کس نے کہا کہ میرا کوئی شادی کا پروگرام ہے۔" زوار نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کبھی تو ہو گی نہ اس کی بات کر رہی ہوں۔" وہ مسکرائی۔

"ہاں کبھی تو ہو گئی پر ابھی نہیں۔" وہ تھوڑا ریلیکس ہوا۔

"اچھا تو کون ہے وہ خوش قسمت لڑکی جس کی اندر بات ہو رہی تھی۔" عروش نے موقع کا فائدہ اٹھایا ۔

"کون لڑکی۔" زوار اس کے سوال سے گڑبڑا گیا تھا۔

"معصوم مت بنیں آپ سب سمجھ رہے ہیں۔" عروش دانستہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

"ابھی نہیں بتا سکتا ابھی تو اسے بھی نہیں بتایا۔" وہ معصومیت سے بولا۔

"شادی کرنے کا ارادہ ہے اس سے یا بس یونہی۔" عروش نے اب کے صاف اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

عروش اس کے پاس آکر بیٹھنے سے نہ غصہ ہوئی تھی نہ چڑی تھی فلحال تو زوار کو یہ ہی بات ہضم نہیں ہوئی تھی اوپر سے سوالات وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔

"میں افیئر کا قائل نہیں ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"حالانکہ آجکل لوگ شادی کے قائل نہیں ہوتے۔" عروش ہنسی۔

"مگر میں صرف اُسی سے شادی کرونگا۔" زوار مضبوط لہجے میں بولا۔

عروش کا دل زور سے دھڑکا۔

"اگر وہ نہ ملی تو؟" عروش نے اسکی طرف دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا سوال بہت جان لیوا تھا وہ کئی ثانیے خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

"تو کسی اور سے شادی نہیں کرونگا سمپل"۔" وہ مسکرایا۔

"یعنی سیکنڈ آپشن سوچ رکھا ہے۔" عروش کی آنکھوں میں تمسخر تھا زوار کو اچھا نہیں لگا۔

"ابھی سوچا اس سے پہلے تو آج تک میں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ مجھے نہیں ملے گی میں نے تو ہمیشہ یہ سوچا ہے کہ وہ بس میری ہے کسی اور کی نہیں۔" زوار اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذباتی لہجے میں بولتا چلا گیا۔

"مجھے یہ سب نہیں پوچھنا چاہیے تھا سوری۔" عروش شرمندگی سے بولی۔

"ارے نہیں میں ہی جذباتی ہو گیا۔" زوار نے خود کو نارمل کیا۔

"میرے خیال میں ہمیں چلنا چاہیے اب۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ جانے کے لیے مڑی تھی جب اچانک زوار نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا اس کا ٹھنڈا ہاتھ اسے لگا تھا جیسے کسی روئی کے گالے کو چھوا ہو وہ اسے پکارنا چاہتا تھا مگر یہ بالکل اچانک ہوا تھا عروش نے حیرت سے پیچھے مڑ کے دیکھا زوار نے فوراً ہاتھ چھوڑا جیسے کرنٹ کو چھو لیا ہو عروش کو اپنا ہاتھ بے جان ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اسکی کی آنکھوں میں ناراضگی واضح دیکھائی دے رہی تھی وہ جی بھر کے شرمندہ ہوا۔

"جی فرمایئے؟" عروش اسکی طرف دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی۔

"I'm sooo sorry میں ہاتھ نہیں پکڑنا چاہتا تھا یہ سب اچانک ہوا آپ کو برا تو نہیں لگا۔" وہ شرمندگی سے بولا،

"بہت برا لگا آپ آواز بھی دے سکتے تھے۔" عروش غصے سے بولی۔

"میں تو یہ کہنے والا تھا کہ ناراض ہو کے جارہیں ہیں کیا؟۔"

"پہلے تو نہیں!۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھی

"جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گی میں آپ کو یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔" وہ اس کے سامنے دیوار بن کے کھڑا ہو گیا تھا۔

"کوئی زبردستی ہے کیا؟۔" وہ سینے پہ بازو باندھے آگے بڑھی۔

"نہیں مگر میں آپ کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا پہلے آپ مجھے دل سے معاف کریں پھر جانے دوں گا۔" وہ بضد تھا۔

"پہلی اور آخری غلطی سمجھ کے معاف کر رہی ہوں آئندہ ایسی غلطی نہ ہو۔" وہ ٹھنڈا سانس بھر کے بولی اور آگے بڑھ گئی۔

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا کیا چیز ہے یہ بھی کبھی سمجھ میں نہیں آتی زوار نے اپنا ہاتھ دیکھا جس میں کچھ دیر قبل عروش کا ہاتھ تھا وہ اس ہاتھ کی نرمی کو ابھی بھی اپنی ہتھیلی پہ محسوس کر سکتا تھا

عروش کا تو مانو پورا بازو ہی سن ہو چکا تھا وہ اپنے دائیں بازو کو زور زور سے مسل رہی تھی پورے وجود پہ لرزہ طاری ہو چکا تھا کہاں کہ اس شخص سے بات کرنا بھی اس کے لیے بہت مشکل تھا اب اس نے سیدھا اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا اس نے خود کو کیسے سنبھالا تھا وہی جانتی تھی وہ تیز تیز چلتی کمرے میں آئی تو کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگاتی ماہ روش سے ٹکرا گئی۔

"او سوری میں تم سے ٹکرا گئی زور سے تو نہیں لگی۔" عروش نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا

"ہاں ٹکرا تو تم واقع ہی گئی ہو بہت زور کی لگی ہے۔" ماہ روش کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"کیا مطلب؟" عروش نے ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔

"مذاق کر رہی ہوں۔" ماہ روش ہنس دی ہنسی بہت کھوکھلی تھی عروش ضرور غور کرتی اگر وہ خود نارمل سچویشن میں ہوتی وہ کمبل اوڑھ کے لیٹ گئی تھی دل کی دھڑکنوں کا شور اس سے سنا نہیں جارہا تھا وہ زمانے سے چھپالینا چاہتی تھی۔

ماہ روش کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ضویا ابھی تک کمرے میں نہیں آئی تھی وہ پھر سے کمرے سے باہر نکل آئی تھی آج رات نیند تو آنی نہیں تھی وہ لان میں

چہل قدمی کرنے لگی ۔

زوار سیدھا اپنے کمرے کی جانب آیا تھا اور بنا ناک کیئیے اندر داخل ہو گیا ضویا اور احمر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے وہ جی بھر کے شرمندہ ہوا ایسی حال ضویا کا تھا احمر البتہ بالکل ریلیکس تھا ۔

"میں چلتی ہوں۔"ضویا فوراً جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی

"سوری مجھے ناک کرنا چاہیے تھا اگر میری وجہ سے جا رہی ہیں تو رک جائیں میں واپس چلا جاتا ہوں۔"زوار نے اسے جاتے دیکھا تو فوراً بول پڑا

"نہیں میں ویسے بھی جا رہی تھی عروش انتظار کر رہی ہو گی۔"ضویا کا لہجہ بجھا بجھا سا تھا وہ کتنا خوش ہوئی تھی عروش کے لئے زوار سے بہتر کون ہو سکتا تھا مگر احمر سے سب سننے کے بعد وہ دل مسوس کر رہ گئی تھی عروش بے چاری کی واقع ہی قسمت خراب تھی اب ضویا کو یقین ہونے لگا تھا وہ اسی پریشانی میں گھری وہاں سے اپنے کمرے میں آ گئی تھ۔ی

عروش بیڈ پہ بیٹھی مسلسل اپنا بازو سہلا رہی تھی ۔

"کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو درد ہو رہا ہے کیا۔"ضویا پریشانی سے بولی ۔

عروش نے خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جب کچھ سمجھ نہیں آیا تھا سر اثبات میں ہلا دیا۔

"بتاو کیا ہوا ٹھنڈ لگ گئی ہو گی باہر جو بیٹھی تھی تم بہت کیئر لیس ہو تم۔"ضویا نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا وہ واقع ہی بہت ٹھنڈا تھا وہ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر دبانے لگی عروش نے اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھ دیا ۔

"کیا بات ہے عروش سب ٹھیک تو ہے۔"ضویا نے فکر مندی سے پوچھا ۔

"بہت نیند آ رہی ہے۔"عروش واپس اپنے تکیئیے پہ سر رکھ کر لیٹ گئی۔

ضویا اسے دیکھ کر رہ گئی وہ کبھی کوئی بات اتنی آسانی سے شئیر نہیں کرتی تھی یہ بات ضویا جانتی تھی اس لئیے خاموش رہی۔

"یہ ماہ روش کہاں گئی؟"ضویا نے اسکا بستر خالی دیکھا تو سرسری پوچھا

"بسمہ وغیرہ کے پاس ہو گئی۔"عروش نے جواب دیا ضویا سر ہلاتی سونے کے لئیے لیٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا باتیں ہو رہی تھیں۔"زوار نے احمر کے کندھے پہ ہاتھ رکھا وہ جو کسی سوچ میں تقریباً غرق ہو چکا تھا چونک کے سیدھا ہوا ۔

"کل نکاح ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا اتنا نہ سوچ۔"زوار کہتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا ۔

"میں وہ سب نہیں سوچ رہا تھا۔" احمر سیدھا ہو کے تھوڑا آگے جھکا۔

"کیا سوچ رہے تھے پھر کہ رخصتی فورا کروالوں۔" زوار نے ہنستے ہوئے سامنے ٹیبل پہ رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ جب محبت ہو جائے مگر اسے پانا ممکن نہ ہو اور آپ اسے کھو دو تو کیسا لگتا ہو گا۔" احمر افسردگی سے بولا۔ ہونٹوں تک پانی کا گلاس لے جانے والا زوار کا ہاتھ وہیں تھم سا گیا تھا۔

"تم ایسا کیوں سوچ رہے ہو تمہیں تو تمہاری محبت مل رہی ہے۔" زوار کے ہونٹوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ تھی۔

"میں تو اس شخص کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس کے اپنے ہی اس کے دشمن ہوں۔" احمر اسے کرید رہا تھا۔

"انسان ہمیشہ اپنے خونی رشتوں کے ہاتھوں ہی مات کھاتا ہے۔" زوار کے لہجے میں دکھ تھا۔

'جب سب پتہ ہو تو اس راستے پہ چلنا ہی نہیں چاہیئے۔" احمر نے کن آکھیوں سے اس کی جانب دیکھا

"اگر تو یہ سب تم مجھے کہہ رہے ہو تو بے فکر رہو میں سب جانتا ہوں کسی کو جھوٹی آس نہیں دلاوں گا رہا یہ دل تو یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہوتا یہ بات تم سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔" زوار نے غصے سے گلاس میز پہ پٹخا اور اٹھ کر واش روم چلا گیا۔

احمر وہیں اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا۔

اس رات پر سکون نیند کوئی بھی نہیں سویا تھا عروش کی بار بار آنکھ کھل رہی تھی ایک عجیب سا احساس اسے سونے نہیں دے رہا تھا جیسے کہیں بہت کچھ غلط ہو گیا تھا یا ہونے والا تھا ذہن الجھ گیا تھا ضویا عروش اور احمر زوار کی وجہ سے پریشان تھے زوار ساری رات یہ سوچتا رہا تھا کہ آخر اس کی خواہش کیوں پوری نہیں ہو سکتی محبت جرم تو نہیں مگر اس کی سزا ضرور مقرر ہے جو ہر چاہنے والے کو ملتی ہے۔

ماہ روش اپنی محبت کے بچھڑ جانے کا غم مناتی رہی تھی اس نے جب سے لفظ محبت پڑھا اور سمجھا تھا ایک ہی شخص کو چاہا تھا وہ وہیں لان کی سیڑھیوں پہ ساری رات بیٹھی روتی رہی تھی۔

صبح کا اجالا ہر سو پھیلنے لگا تھا مگر اس کا دل تو جیسے تاریکی میں ڈوب چکا تھا نجانے کب دیوار سے سر ٹکائے اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

تیمور کی فلائٹ لیٹ ہو گئی تھی وہ صبح کے تقریبا چھ بجے پہنچا تھا وہ بنا آہٹ اور شور کئے گھر میں داخل ہوا تھا ٹیکسی والا اسے چھوڑ کے جا چکا تھا وہ سامان چوکیدار کے پاس رکھ کر آگے بڑھ گیا تھا جب اتنی ٹھنڈ میں اس نے اپنے گرد شال لپیٹے سر دیوار سے ٹکائے بے سودھ سوتی لڑکی کو دیکھا پہلے اسے لگا کہ شاید وہ یونہی آنکھیں موندے بیٹھی ہے۔

وہ حیران ہوتا ہوا اس کے قریب آیا سردی سے اسکی ناک سرخ ہو رہی تھی وہ سو رہی تھی ۔

تیمور کئی پل اس پہ سے نظر نہیں ہٹا پایا بلا شبہ وہ بہت خوبصورت تھی مگر اس وقت جو اس کے چہرے پہ معصومیت تھی وہ اسے اور بھی جاذب نظر بنا رہی تھی تیمور کا دل چاہا کہ وقت یہیں تھم جائے اور وہ اسے دیکھتا رہے۔

وہ حیران اس کے یہاں سونے پر ہو رہا تھا۔

جگاؤں کہ نہ جگاؤں وہ اسی الجھن میں تھا اسے ٹھنڈ لگ سکتی تھی اسکی نیند خراب ہو سکتی تھی کیا کروں اور پھر اس نے ہمت کر کے ماہ روش کے کندھے پہ ہاتھ رکھا رکھا تھا ۔

ماہ روش نے مندی مندی آنکھیں کھول کر خود پہ جھکے ایک انجان شخص کو دیکھا رات ہونے والا کوئی بھی واقع فوراً اس کے ذہن میں نہیں آیا

جواباً اس نے زوردار چیخ ماری تھی تیمور ڈر کے فوراً پیچھے ہٹا ۔

"کون ہیں آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔" ماہ روش کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا آواز کانپ رہی تھی ۔

"آپ یہاں کیوں سو رہی تھیں۔" تیمور کو جو سوال پریشان کر رہا تھا وہ اس نے فوراً پوچھ لیا۔

"آپ ہیں کون اور کیوں پوچھ رہے ہیں اور میں کیوں بتاؤں آپکو میں آپکو جواب دہ نہیں ہوں جہاں میرا دل چاہے گا میں سوؤں گی اور آپ! آپ اندر کیسے آئے چوکیدار کہاں ہے اگر گیسٹ بھی ہیں تو اندر جائیں اپنے کام سے کام رکھیں۔" وہ خوف کے حصار سے نکلی تو اس پہ چڑھ دوڑی۔

"سوری سوری آپ غصہ مت کریں میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا صرف آپکی ہیلپ کرنا چاہتا تھا آپ کو یہاں سونا ہے پلیز سو جایئے۔" تیمور گھبرا گیا تھا کہ آتے ہی کس آفت سے پنگا لے لیا ۔

"نہیں آپ سیڑھیوں پر دھمال ڈالیں میں جا رہی ہوں۔" وہ غصے سے پاؤں پٹختی وہاں سے چلی گئی تھی اس نے اپنی ساری فسٹریشن تیمور پہ نکال دی تھی وہ بس حیرانگی اسے اسے جاتا دیکھ کر یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا تھا ۔

ماہ روش واپس اپنے کمرے میں آئی تو ضویا اور عروش سو رہی تھیں وہ بھی کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی اب وہ بھی کوئی مزید تماشا نہیں چاہتی تھی پہلے ہی اس لڑکے نے اسے ڈرا دیا تھا اور وہ خواہ مخواہ اس کو اتنی باتیں سنا کے آئی تھی اللہ جی اب نہ سامنا ہو اس سے وہ سوچتے ہوئے پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگی ۔

تیمور احمر اور زوار کے کمرے میں آیا تھا وہ جب بھی وہاں آتا اسی کمرے میں ٹھہرتا تھا اب اس نے وہ بطور خاص احمر کو دیا تھا احمر اور زوار سو رہے تھے وہ بھی صوفے پہ آرام کی غرض سے ٹک گیا ابھی تو اسے ضویا کو سرپرائز دینا تھا ۔

کیا لڑکی تھی دیکھنے میں سوئیٹ اندر سے پٹاخیہ افف وہ سوچ کر مسکرا دیا۔

سب لوگ ناشتے کے لیے جمع ہو گئے تھے ضویا کا موڈ بہت خراب تھا اس لیے کوئی بھی اسے مخاطب نہیں کر رہا تھا احمر اور زوار ناشتے پہ لیٹ پہنچے تھے اس لیے سب سے معذرت کرتے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے کچھ لوگ اپنا ناشتہ مکمل کر کے جا چکے تھے

"ضویا کیا بات ہے موڈ کیوں خراب ہے تمہارا۔" زوار نے بریڈ کا ایک سلائس اٹھاتے ہوئے اس سے سرسری سا پوچھا

"تیمور بھائی نہیں آئے اسی لیے۔" احمر نے یوں کیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو ضویا نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"میرا کیا قصور ہے میں نے کیا کیا ہے۔" احمر نے معصومیت سے کہا ضویا نے البتہ اسے گھورنے پہ ہی اکتفا کیا

"جیم پاس کریں گئیں پلیز۔" زوار نے عروش کو براہ راست دیکھتے ہوئے کہا عروش نے خاموشی سے جار اسکی طرف کھسکا دیا۔

ماہ روش عروش کے برابر میں ہی بیٹھی تھی وہ اسے بھی کہہ سکتا تھا ماہ روش کو زوار کی ہر ہر چیز اذیت دے رہی تھی مگر وہ خاموش تھی سہنے پر مجبور۔

"ایسا بھلا ہوتا ہے بہن کا نکاح ہو اور بھائی نہ ہو اس سے تو بہتر تھا میں نکاح کے لیے راضی ہی نہ ہوتی۔" ضویا کی آنکھوں میں آنسو تھے

"اس میں نکاح کا کیا قصور قصور تمہارے بھائی کا ہے انہیں آنا چاہیے تھا۔" احمر نے فورا کہا۔

"میں نے صاف کہا تھا کہ اگر وہ نہ آئے تو یہ نکاح نہیں ہو گا۔" ضویا نے جذباتیت سے کہا۔

"اور جو اتنے مہمانوں کو بلا رکھا ہے انہیں کیا کہیں گے کہ جاؤ لڑکی کا موڈ بدل گیا ہے۔" احمر نے جل کر کہا۔

"جو بھی کہو یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔" وہ غصے سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی وہ جانے کے لیے جیسے ہی مڑی تھی کسی سے ٹکرا گئی تھی۔

"سب لوگ اندھے ہو گئے ہیں کوئی دیکھ کر نہیں چلتا۔" اس نے غصے سے کہتے ہوئے خود سے ٹکرانے والے کی جانب دیکھا۔ا

"تیمور بھائی۔" اور پھر وہ زوار دار چیخ مارتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی سبھی مسکرا دیئے تھے

"شکر ہے سالا صاحب وقت پر آ گئے ورنہ مجھ غریب کا گھر تو بسنے سے پہلے ہی اجڑ جانا تھا۔" احمر نے ٹھنڈا سانس بھرا سبھی اس کی بات پر ہنس دیئے۔

"آپ بہت برے ہیں اتنی ٹینشن دی مجھے اتنا پریشان کیا کیا مزہ آیا آپکو۔" ضویا کی ناراضگی پھر سے عود کر آئی۔

"گلے شکوے ہی کرو گی یا کچھ کھانے کو بھی دو گی پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔" تیمور نے اسکے سر پہ چپت لگائی۔

"اوووو سوری آیئے۔" وہ فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ٹیبل تک لے گئی ۔

تیمور کے بیٹھتے ہی وہ اسکی برابر والی کرسی پر بیٹھ گئی ۔

تیمور کی نظر ماہ روش پر فوراً پڑی تھی وہ سر جھکائے بیٹھی تھی ۔

"کچھ لیں ناں۔"ضویا نے اسے متوجہ کیا ۔وہ چونک کر سیدھا ہوا ۔

"ضویا کیا روم کم پڑ گئے تھے۔"ایک معصومانہ سا سوال تھا سبھی نے حیرت سے تیمور کی جانب دیکھا۔

"نہیں تو اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ کہہ دیتا کسی نے شکایت کی ہے۔"ضویا نے حیرت سے سبھی کی شکلیں دیکھیں۔

ماہ روش سمجھ گئی تھی کہ وہ کس کے بارے میں بات کر رہا ہے اسے شدید غصہ آیا تھا۔

"نہیں بس یونہی کچھ لوگ لان میں سو رہے تھے اس لیے پوچھ رہا تھا۔" جوس کا گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے تیمور نے کن آکھیوں سے ماہ روش کی طرف دیکھا ۔

"لان میں مگر کون ؟"ضویا نے سوالیہ نظروں سے سب کی جانب دیکھا سبھی نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔

"آپ ہی بتا دیں کون تھا وہ ویسے آپکو غلط فہمی ہوئی ہو گی"ضویا نے لاپرواہی سے کہا ۔

"غلط فہمی کیسی میں پہچانتا ہوں یہ محترمہ سوئی ہوئی تھیں میں نے جگایا انہیں۔"جوس کا سپ لیتے ہوئے تیمور نے ماہ روش کی طرف اشارہ کیا تھا

ماہ روش بس سر جھکائے بیٹھی تھی اس کے اشارہ کرنے پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا آنکھوں میں بس ملامت تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص اسے سب کے سامنے اس طرح شرمندہ کرے گا ۔

تیمور کو اسکا چہرہ دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔

زوار بھی اس بات پہ کافی حیران ہوا تھا ماہ روش کو ٹھنڈ بہت لگتی تھی ایسے میں وہ باہر ۔

ماہ روش خاموشی سے بنا کچھ کہے ٹیبل سے اٹھ گئی تھی

تیمور کا دل بجھ سا گیا تھا وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا انجانے میں شاید اس نے اسے ہرٹ کر دیا تھا۔

"کچھ لیں نہ پہلے کہہ رہے تھے کہ بہت بھوک لگی ہے۔" تیمور نے جوس کا گلاس بھی جوں کا توں واپس رکھ دیا تھا ضویا فکر مندی سے بولی۔

"وہ تو تم سے جان چھڑانے کے لیے کہہ رہا تھا۔" تیمور نے اسے چڑیا ۔مگر سچ تو یہ تھا کہ اسکی بھوک ختم ہو گئی تھی

کیا ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایک پل میں اتنا اچھا لگ جائے وہ اپنے احساس کو سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ تو بس اسے اداسی سے نکالنا چاہتا تھا ہنسانا چاہتا تھا مگر۔

سب لوگ باتوں میں مصروف ہو گئے تھے زوار وہاں سے اٹھ کر ماہ روش کے پیچھے آیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ "ماہ روش سب ٹھیک تو ہے۔" زوار اس کے سامنے رکھی کرسی پہ براجمان ہوا

"سب ٹھیک ہے کیوں کیا ہوا۔" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی۔

"یہ تو تم مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا رات باہر کیا کر رہیں تھیں تم۔" زوار نے اسے کھوجتی نظروں سے دیکھا

"یونہی بس گرمی لگ رہی تھی۔" ماہ روش نے بہانہ بنایا۔

"ماہ روش آپ جانتی ہیں کہ میں آپکو بہت اچھے طریقے سے جانتا ہوں۔" زوار کے لہجے میں مان تھا وہ کھو سی گئی۔

"تمہیں اور اس موسم میں گرمی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" زوار نے بات کو سرے سے ماننے سے ہی انکار کر دیا تھا۔

وہ اپنے ہاتھ مسلنے لگی۔

"ہم پہلے دوست ہیں پھر کزن جو ہمارے گھر والے چاہتے ہیں وہ تو قسمت کا کھیل ہے مگر ان سب کے غصے میں میں تم سے دور ہو گیا یا شاید اس کھلے علان کے بعد ایک جھجک نے ہی مجھے روکے رکھا میں شرمندہ ہوں بہت کل سے بات کرنا چاہ رہا تھا پر موقع نہیں ملا ماہ روش ہم اب بھی دوست ہیں پہلے کی طرح تم اب بھی اپنی پریشانی مجھ سے شئیر کر سکتی ہو۔" کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد زوار نے اسے ہمت دی تھی۔

کاش میں یہ سب آپ سے کہہ پاتی ماہ روش نے اسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچا۔

"بتاؤ بھی کیا بات ہے کل سے کچھ اپ سیٹ لگ رہی ہو۔" زوار اصرار کر رہا تھا۔

کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا اس میں نہ اس کے لہجے میں وہ کل سے اسے نوٹس بھی کر رہا تھا کہ وہ پریشان ہے ہو سکتا ہے جو میں سوچ رہی ہوں ویسا کچھ نہ ہو دل نے ایک نئی لے پہ دھڑکنا شروع کیا تھا۔

"کہاں کھو گئی۔" زوار نے ہاتھ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

وہ فوراً سیدھی ہوئی۔

"کچھ نہیں صبح ہونے میں وقت تھا بس آنکھ کھل گئی یہاں کچھ گھٹن ہو رہی تھی میں باہر جا کر بیٹھ گئی کب آنکھ لگی پتہ ہی نہیں چلا اور ان موصوف نے ایک تو مجھے ڈرا دیا اور پھر سب کے سامنے شرمندہ بھی کروا دیا۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

"بس اتنی سی بات ہے ناں۔" زوار کو نا جانے کیوں یقین نہیں آیا تھا۔

"اور کیا بات ہو سکتی ہے آپ بتا دیں۔" ماہ روش نے اپنے لہجے کو نارمل رکھا تھا زوار کو یقین کرنا ہی پڑا۔

"اچھا اب یوں باہر جا کر مت سویا کرنا۔ اپنا خیال رکھنا۔" وہ مسکرا کر کہتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی تھی۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کے فنکشن کی تیاریاں عروج پر تھیں ہر کوئی بس سب سے حسین لگنا چاہتا تھا بیوٹیشن آ چکی تھی عروش ضویا کو پکڑ کر زبردستی تیار ہونے بیٹھا چکی تھی۔

"عروش تم پلیز سب کور سیو کرنا کسی کو کوئی شکایت نہ ہو۔" ضویا تیار ہونے کے دوران بھی بولنے سے باز نہیں آ رہی تھی۔

"تم آج کے دن تو پلیز خاموش رہو آج تم دلہن ہو۔" عروش کاموں میں مکمل طور پر پھنسی ہوئی تھی اوپر سے ضویا کی ہدایات!

"یہ کہاں لکھا ہے کہ دلہن بول نہیں سکتی۔" ضویا نے منہ بنایا۔

"میں سامنے لکھ کر لگا دوں گی پھر چپ کرو گی کیا مجھے ریڈی ہونے دو آنٹی بھی مجھے بلا رہیں ہیں۔" عروش عجلت میں کہتی چینج کرنے چل دی۔

"تم یہ پہن رہی ہو پھر۔" ضویا نے حیرت سے اسے دیکھا

عروش نہیں جانتی تھی کہ اس نے وہ ڈریس کیوں پہنا جبکہ وہ نہیں پہننا چاہتی تھی۔

"ہاں سوچا پہن لیتی ہوں کیا فرق پڑتا ہے۔" عروش نے نظریں چرائیں اور یہ پہلی بار تھا جب ضویا نے اس بات کو فوراً نوٹس کیا تھا

"مگر یہ تو بیک لیس ہے۔" ماہ روش کمرے میں آئی تو دونوں کی گفتگو میں حصہ لیا لہجہ البتہ نارمل ہی تھا۔

"اگر تم لوگوں کو اچھا نہیں لگا تو میں چینج کر لیتی ہوں۔" عروش سادگی سے کہتی جانے کے لیے مڑی۔

"ارے نہیں بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ آج تو محفل لوٹ لیں گی آپ۔" ماہ روش نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے روکا۔

"ہاں میں سوچ رہی تھی کہ دوپٹے سے بیک کور کر لوں گی۔" وہ اپنی شرمندگی مٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ارے یہ تو اور بھی اچھا ہے آیئے میں آپکا دوپٹہ سیٹ کر دیتی ہوں۔" ماہ روش اسے بیٹھا کر اسکا دوپٹہ سیٹ کرنے لگی تھی وہ ہیر سٹائل بنوا کر میک اپ کر کے ریڈی ہو چکی تھی۔

"میم اس ڈریس پہ آپکو اسٹائلش جوڑا سوٹ کرے گا آپ بال کھلے مت رکھئے۔" بیوٹیشن نے اسکا ڈریس اور بال دیکھتے ہوئے مفت مشوارہ دیا۔

"ارے نہیں میں نے خود کھولے ہیں سمجھا کرو یار۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"جو ہیئر اسٹائل سوٹ کرتا ہے آپ وہی بنایئے اس کی بالکل مت سنیئے۔" ماہ روش نے زبردستی اسے وہاں بیٹھا دیا تھا وہ کہتی رہ گئی مگر اسکی سنی نہیں گئی ۔

ماہ روش لائٹ پرپل کلر کے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی وہ دونوں ایک ساتھ ہی تیار ہو کر باہر نکلیں تھیں ۔

لائٹ پنک اور گرین کلر کے سوٹ میں اشائلش جوڑا بنائے اطراف میں لٹیں گرائے عروش واقع ہی غضب ڈھا رہی تھی۔

پنک کلر کا دوپٹہ اس نے ایسے سیٹ کر رکھا تھا کہ بیک بالکل چھپ گئی تھی۔

ماہ روش لائٹ گرے اور اورینج کلر کے کامدار سوٹ میں کسی سے پری سے کم نہیں لگ رہی تھی

زوار نے انہیں ساتھ آتے دیکھا تھا اس کی نظر نے واپس پلٹنے سے انکار کر دیا تھا عروش البتہ بہت کنفوژ لگ رہی تھی ماہ روش نے اسکا ہاتھ تھام رکھا تھا ۔

زوار خوش تھا کہ اس نے وہی ڈریس پہنا ہے مگر اب عروش کو لگنے لگا تھا کہ اس نے غلط فیصلہ کیا ہے۔

ماہ روش تو بس ان دونوں کو ہی نوٹس کر رہی تھی زوار کی شیر وانی دیکھ کر وہ مسکرا کر رہ گئی عروش کی نظر البتہ زوار پہ نہیں پڑی تھی مگر وہ کمال دل سے مسکرا رہی تھی ۔

ناجانے کیوں ماہ روش کو پہلی بار اپنا آپ کسی سے کمتر محسوس ہوا تھا ایسا کیوں ہوا تھا وہ یہ سب کیوں سوچنے لگی تھی ۔

محبت بھی بہت عجیب چیز ہے مل جائے تو مردہ انسان میں بھی جان ڈال دے چھن جائے تو زندگی سے بھرپور انسان کو بھی زندہ لاش بنا دیتی ہے ۔

"دولہے میاں تم باہر کہاں گھوم رہے ہو نکاح ہونے تک کا تو انتظار کیا ہوتا۔" احمر شیر وانی پہن کے باہر مہمانوں میں مزے سے گھوم رہا تھا نظریں کسی موقع کی متلاشی تھیں زوار نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"بس یونہی انتظام چیک کر رہا تھا۔" وہ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"وہ میں چیک کر لوں گا تم جاو یہاں سے "زوار نے اسے واپس کمرے کی جانب دھکیلا۔

"یار میں کوئی دلہن ہوں جو نکاح سے پہلے مہمانوں کے سامنے نہیں آسکتی۔" احمر نے منہ بنایا۔

"تم دلہا ہو! اور تم کتنی بھی کوشش کر لو دلہن کو نکاح سے پہلے نہیں دیکھ پاؤ گے۔" زوار نے اسکا کندھا تھپکا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا۔" احمر کا منہ کھل گیا۔

"منہ بند کریں میں آپکو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اس لیے میں خود آپ کو آپ کے روم تک ڈراپ کر کے آؤں گا۔" زوار نے اسے کندھے سے تھام کر کمرے تک فاصلہ طے کیا تھا۔

"میں یہاں اکیلا کیا کروں۔"

"تم اکیلے نہیں ہو میں تمہیں کمپنی دوں گا۔" فہد نے اسے پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھایا۔

احمر جل کر رہ گیا زوار اور فہد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تم پلیز جلدی ریڈی ہو جاؤ اور یہ نخرے ذرا کم کرو نکاح خواں آنے والا ہے۔" عروش نے آتے ہی ضویا کو ہدایت دی۔

"جلدی ہی کر رہی ہوں سب کو جلدی کی پڑی ہوئی ہے بس ادھر میرا دوپٹہ سیٹ نہیں ہو رہ۔" ضویا نے کوفت سے کامدار بھاری دوپٹے کو دیکھا۔

"اوکے میں ہیلپ کر دیتی ہوں۔" عروش دوپٹہ سیٹ کرنے میں بیوٹیشن کی مدد کرنے لگی۔

"ماشاءاللہ" ماہ روش نے اس الفاظ پہ فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تھا، تیمور پہ نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کے زاویے بدل گئے تھے

"میں تو ڈیکوریشن کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔" تیمور نے اسکے ایکسپریشن دیکھ کر فوراً صفائی دی

وہ اس پہ ایک نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی۔

"آپ مجھ سے خفا ہیں۔" تیمور فوراً اس کے پیچھے لپکا

"میں اجنبی لوگوں سے خفا نہیں ہوتی۔"

"مگر اب تو ہم اجنبی نہیں ہیں۔"

"ہم جانتے ہی کیا ہیں ایک دوسرے کے بارے میں۔" وہ چلتے چلتے رک گئی

"آپ موقع دیں جان جائیں گے۔" وہ بھی اس کے سامنے کھڑا ہو گیا

"یہ امریکہ نہیں ہے۔" ماہ روش کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"میں جانتا ہوں میں آپ سے فلرٹ تو نہیں کر رہا۔" تیمور کا لہجہ سنجیدگی لیئے ہوئے تھا

"صبح ہوئی ہماری پہلی ملاقات اور اس کے بعد جو آپ نے ڈائنگ ٹیبل پہ میری شان بڑھائی ہے اس کے بعد آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ سے بات کروں گی واہ اور اب آپ میرے پیچھے پیچھے گھوم رہے ہیں اسے تو میں فلرٹ ہی کہوں گی۔" وہ کہہ کے رکی نہیں تھی۔

تیمور اسے جاتا ہوا دیکھ کر رہ گیا وہ صاف اسکی بے عزتی کر کے گئی تھی مگر اسے بالکل برا نہیں لگا ۔

ٹی پنک میکسی اور نیوی بلو دوپٹے میں ہلکی گولڈن جیولری پہنے ضویا مکمل تیار تھی ۔

"ماشاءاللہ ضویا کسی کی نظر نہ لگے۔"ضویا مکمل تیار ہو گئی تھی اور اس پہ ٹوٹ کہ روپ آیا تھا۔ عروش نے فرت جذبات میں اسے گلے سے لگا لیا

"بس کرو شرم آ رہی ہے مجھے۔"ضویا نے ہنستے ہوئے کہا

"اوئے ہوئے آپکو بھی شرم آتی ہے۔"عروش نے اسے ٹھوکا دیا ۔ وہ بس مسکرا دی ۔

"احمر بھائی کو بھیجوں۔"عروش نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی ۔

"نہیں یار بالکل ہمت نہیں ہو رہی کیسے سامنا کروں گی میں اسکا۔"ضویا ہلکی سے مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولی ۔

"اللہ ضویا یہ تم کہہ رہی ہو مجھے یقین نہیں آ رہا۔"عروش نے مصنوعی حیرت سے کہتے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھا ۔

جواباً ضویا نے اسے گھورا ۔

"اچھا رکو میں آنٹی کو بتا کہ آؤں کہ تم ریڈی ہو۔"عروش اسے بیڈ پہ بٹھا کر کمرے سے باہر نکلی ۔

زوار اسے سامنے سے آتا دیکھ کر رک گیا ، عروش نے اس کا دیکھنا اور رکنا محسوس کیا تھا، عروش اس کے پاس سے اسے بنا دیکھ گزری، دونوں کے درمیان بمشکل انچ بھر کا فاصلہ تھا

"مجھے لگا تھا کہ تم ضرور مجھ سے ٹکرا جاؤ گی۔" زوار کی آواز پر نا چاہتے ہوئے بھی اسکے قدم رک گئے تھے مگر وہ بنا مڑے یونہی کھڑی رہی۔

"چلو ٹکرانا مشکل ہے مگر پھر لگا کہ تمہارا دوپٹہ ضرور میری شیروانی یا ریسٹ واچ میں اٹک جائے گا ۔ گھبرا کے نکالنے کی کوشش کرو گی مگر نہیں نکلے گا ۔"وہ اب اس کے قریب آ گیا تھا۔

"یہ کیسی گفتگو کر رہے ہیں آپ۔"عروش نے اب کے حیرت سے اسکی طرف مڑ کے دیکھا ۔

"جو لگا وہ کہہ دیا۔"وہ شان بے نیازی سے بولا۔

"یہ کوئی فلم نہیں ہے نہ میں کسی فلم کی ہیروئن اور آپ ہیرو تو بالکل بھی نہیں کہ کوئی ایسا سین ہو میں سنبھل کے چلنا خوب اچھی طرح جانتی ہوں ۔"وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی ۔

عروش نے ابھی نوٹس کیا تھا کہ اسکی شیروانی کا رنگ اس کے ڈریس کا ہم رنگ تھا لائٹ گرین پہ پنک کڑاہائی تو یہ ایک سوچی سمجھی چال تھی وہ جل کہ رہ گئی ۔

"ایک تو آپ غصہ بہت جلدی ہو جاتی ہیں مذاق کر رہا تھا۔" وہ ایک دم ہنس دیا۔

عروش ابھی تک حیرت زدہ تھی کیونکے کہ وہ بات کو کور کر رہا تھا وہ اس پہ ایک کڑی نگاہ ڈال کر آگے بڑھ گئی۔

نکاح کے بعد دولہا دولہن کا فوٹو شوٹ ہوا تھا اور اس کے بعد انہیں باہر لایا گیا۔ سب لوگ تصویریں بنوانے میں مصروف تھے۔

"پلیز ذرا سائیڈ پہ آ کر میری بات سنیں۔" جب فہد عروش کے پاس آ کر بولا۔

"خیریت ہے۔" عروش نے اسے حیرت سے دیکھا۔

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

وہ اس کے ساتھ قدرے خاموش کونے میں آ کھڑی ہوئی تھی۔

"اس وقت بات کرنے کا وقت مناسب تو نہیں مگر آپ کے گھر پہ یہ بات نہیں ہو سکتی تھی۔" فہد نے تمہید باندھنا شروع کی۔

"ہاں بولیں فہد کیا بات ہے۔" عروش ہمہ تن گوش تھی ۔

"روزینہ کے بارے میں بات کرنی تھی۔" فہد تذبذب کا شکار تھا۔

"جو بھی بات ہے کھل کر کہیں مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"" زوار نے دونوں کو ایک ساتھ کھڑے بات کرتے دیکھا تھا۔

اسے اچھا نہیں لگا تھا وہ شک نہیں کر رہا تھا مگر پھر بھی۔

"میں محبت کرتا ہوں اس سے۔" وہ منہ لٹکائے بولا۔

"تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔" عروش کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"زوار کو اب جلن ہوئی تھی ایسے تو کبھی نہیں ہنستی تھی اس کے ساتھ یا سامنے۔"

"آپ ہنس رہیں ہیں۔" فہد نے منہ بنایا۔

"ارے نہیں بس یونہی یہ بتائیں کہ اسے کچھ بتایا۔" عروش نے کام کی بات پوچھی۔

"نہیں اتنی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔"

"آپ بھی بہت کمال ہیں بتائیں تو اسے اس میں کیا پرابلم ہے۔" عروش نے اپنا سر پیٹا۔

"آپ اسکی عادت سے واقف ہیں وہ مجھ جیسے بندے کو اپنا لائف پاٹنر کیوں بنائے گی اس میں ایک برائی ہے کہ وہ دولت کی دلدادہ ہے اور میں اتنا امیر نہیں ہوں۔" وہ حقیقتاً پریشان تھا ۔

اب کے عروش بھی خاموش ہو گئی تھی ۔

"مگر پھر بھی آپکو آپنی قسمت آزمانی چاہئیے میں آپ کے ساتھ ہوں۔"کافی دیر خاموش رہنے کے بعد عروش نے اسکی ہمت بندھائی تھی۔

وہ مسکرا دیا۔

"اب چلیں۔"وہ مسکرا کر کہتی واپس پلٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

عروش نے دودھ پلائی کی رسم ادا کی تھی بسمہ بضد تھی کہ ایک لاکھ دیا جائے جبکہ سبھی لڑکے مل کے انہیں خوب تنگ کر رہے تھے ۔

"دے دو ان کو ایک ہزار کافی ہے۔"باسم نے بسمہ کو دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دبائی۔

"اچھا ایک ہزار اتنی بڑی رقم نہ بھئی نہ اتنے پیسوں کا ہم کیا کریں گیں۔"بسمہ نے جل کر کہا۔سب کا قہقہہ پڑا تھا۔

"میری دودھ پلائی کی رسم کون کرے گا میں تو ساری جائیداد اس کے نام لگانے کو تیار ہوں بس میری شادی کروا دو اور احمر تم ایک لاکھ نہیں دے رہے۔"ساحر نے بسمہ کو دیکھتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری۔

"تم ہمارے ساتھ ہو کہ ان کے۔"فہد نے اسے گھورا ۔

"تم لوگوں کے ساتھ ہوں یار"۔"وہ گڑبڑایا۔

"میں کروں گی بسمہ کی شادی پہ دودھ پلائی کی رسم۔"ضویا فورا بولی۔

"آج تم دولہن ہو آج تو کم سے کم چپ کر جاؤ۔"تیمور نے اسے چھیڑا ۔

سب ہنس دیئے ۔

زوار کی نظریں بار بار عروش کی جانب اٹھ رہی تھیں ۔عروش یوں انجان بن گئی تھی جیسے کچھ جانتی ہی نہ ہو ۔

فنکشن رات دیر تک جاری رہا تھا لڑکیاں پورے پیسے لے کر ٹلیں تھیں احمر ضویا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گیا تو سب لوگوں نے اپنا رخ اپنے کمروں کی جانب کر لیا عروش اور ماہ روش ایک ساتھ ہی کمرے میں آئیں تھیں ۔

"آج آپ بہت پیاری لگ رہیں تھیں۔"ماہ روش نے کھلے دل سے اسکی تعریف کی ۔

"تم بھی کسی سے کم نہیں لگ رہیں تھیں لگ رہا تھا آسمان سے پری اتر آئی ہو۔""عروش نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں آپ سے تو واقع ہی کم لگ رہی تھی۔"وہ ہنسی تھی عروش نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔"

"بس یونہی!"ماہ روش نے لاپرواہی سے کہا۔

"یار یہ پینز اتارے میں ہیلپ کر دو جیسے لگانے میں کی تھی۔"عروش سر جھٹک کر بولی۔

"اووو میں اپنا پرس باہر بھول آئی ابھی لے کر آتی ہوں۔"ماہ روش کو جیسے ہی خیال آیا وہ الٹے قدموں باہر کی جانب بھاگی

عروش نے دوپٹے کی پینز اتارنی شروع کیں ۔

زوار جانتا تھا کہ کمرے میں ضویا اور احمر ہیں اس لیئے وہ باہر گھوم رہا تھا عروش کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا وہ ایک نظر دیکھ کر واپس پلٹ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ کہاں گیا ابھی تو یہیں تھا"جس چیئر پہ وہ بیٹھی تھی اب اسکا پرس وہاں نہیں تھا ۔

"کیا ڈھونڈ رہی ہیں۔"آواز کو وہ فورا پہچان گئی تھی ۔

"آپ سے مطلب۔"وہ غصے سے بولی ۔

"ہو بھی سکتا ہے۔"وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا ۔

"وہ کیسے۔"وہ ماتھے کی تیوریاں چڑھا کہ بولی ۔

"اگر کہوں کہ وہ پرس میرے پاس ہے جو آپ ڈھونڈ رہیں ہیں تو مطلب خود نکل آئے گا ۔"تیمور نے ہاتھ میں پکڑا اسکا پرس اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"آپکو کیسے پتہ چلا کہ یہ میرا ہے۔" تیمور بس ہنس دیا۔ یہ کافی بیوقوفانہ سوال تھا یہ اسے بعد میں اندازہ ہوا ۔

"واپس کریں اس نے ہتھیلی اس کے سامنے کی۔"

"ایک شرط پہ۔"تیمور نے پرس واپس کمر کے پیچھے کر لیا ۔

"وہ کیا۔"ماہ روش نے بھی اپنا ہاتھ اس کے سامنے سے ہٹا لیا۔

"آج صبح کے لیے میں بہت شرمندہ ہوں مجھے سب کے سامنے اسطرح بات نہیں کرنا چاہئیے تھی اس لیے میں آپ سے سوری کرنا چاہتا ہوں میں کوئی فلرٹ کرنے کی کوشش نہیں کر رہا آپ سے وہ اسے دیکھتے ہوئے رک رک کر کہہ رہا تھا۔"

"اب کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے۔"ماہ روش نے اسکی بات کاٹی ۔

"معافی!"وہ فورا بولا

"پرس اپنے پاس رکھئیے مجھے نہیں چاہیے۔" وہ کہہ کر جانے کے لیے مڑی

"رکئیے!" تیمور نے اسے پکارا مگر وہ نہیں رکی تیمور نے آگے بڑھ کر اسکا راستہ روکا۔

"اب کیا مسئلہ ہے۔" وہ چڑ گئی۔

"اپنا پرس لے جائیے۔" اس نے ماہ روش کا ہاتھ پکڑ کر پرس اس کے ہاتھ میں تھمایا وہ اسے دیکھے گئی۔

"اور معافی بھی نہ دیں بس یہ کہوں گا کہ دل بڑا کریں معاف کرنا سیکھیں غلطیاں تو جانے انجانے میں سب سے ہو ہی جاتی ہیں میں آپ کو فورس نہیں کروں گا۔" وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا تھا وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی تھی

"ضویا تمہارا ڈریس بہت اچھا لگ رہا ہے۔" احمر اسے سامنے بٹھائے بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"اب کہو کہ جیولری بھی بہت اچھی ہے۔" ضویا نے دانت پیسے۔

"ہاں وہ تو ہے ہی پر میک بھی کمال ہے" احمر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں سب اچھا ہے بس میں اچھی نہیں ہوں تم یہ کہہ رہے ہو ۔" ضویا جو اس کے اسطرح کھو کر دیکھنے سے کنفوز سی بیٹھی تھی احمر کی اس شاندار تعریف پر کمر کس کے میدان میں اتری ۔

"میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔" احمر نے اپنی مسکراہٹ روکی۔

"نہیں یہ سچ ہے تم مردوں کی فطرت ہے عورت کی تعریف تب تک کروگے جب تک۔ وہ بیوی نہیں بن جاتی جب بیوی بن جائے تو سراہنا تو دور دیکھنا بھی چھوڑ دیتے ہو کہ اب کیا ہو سکتا ہے گھر کی مرغی دال برابر اب یہ کہیں بھاگی تھوڑی جا رہی ہے۔" ضویا زیادہ ہی جذباتی ہو گئی تھی۔

احمر ایک دم سے ہنسنے لگا تھا۔

"اب ہنسو مت مجھے بہت غصہ آ رہا ہے تم پہ ابھی سے بدل گئے ہو تم چلو اچھا ہوا وقت پہ پتہ چل گیا مجھے ۔"

"خاموش۔" احمر نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اپنی انگلی اس کے ہونٹوں پہ رکھی وہ خاموش ہو گئی۔

"بہت بول لیا اب میری سنو تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو میں نہیں کہوں گا کیونکے لگنے اور ہونے میں بہت فرق ہے تم بہت خوبصورت ہو اور ہر گزرتے دن کے ساتھ میرے دل میں تمہاری محبت اور بڑھتی جا رہی ہے میں نے زندگی میں کسی کو اتنا نہیں چاہا جتنا تمہیں اور میں تم سے ہمیشہ ایسے ہی محبت کروں گا پر وعدہ کرو تم ایسے ہی مجھ پہ چلاو گی۔" وہ زیادہ دیر سیریس نہیں رہ سکتا تھا ضویا جو خاموشی سے سب سن رہی تھی اس کی بات پر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں

"اچھا اب تم کہو گئی کہ میں کب چلاتی ہوں تو یہ جھوٹ ہے تم بہت دھونس جماتی ہو مجھ پر پلیز کبھی مت بدلنا۔" وہ اس کے

کچھ کہنے سے پہلے ہی بول اٹھا ۔

وہ بس مسکرا دی ۔

"پر میں ایک بات سوچ رہا ہوں کہ اگر دل میں تمہاری ہی محبت دن بدن بڑھتی گئی تو اپنے بچوں کا میں کیا کروں گا۔" ضویا کو دیکھتے ہوئے کمال سنجیدگی سے اس نے اپنا پوائنٹ اس کے سامنے رکھا۔

وہ شرم سے سرخ پڑ گئی تھی اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے واپس کھینچ کر پاس پڑا کشن اسے دے مارا۔

احمر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

وہ اسے گھورنے لگی ۔

"کیا ہوا کچھ بولو بیگم۔" وہ ہنستے ہوئے اسے اکسا رہا تھا۔

"احمر پلیز۔" وہ زچ ہو گئی تھی۔

یعنی مس ضویا جیسی دیکھتی ہیں ویسی ہیں نہیں ایک نئی بات احمر کے ہاتھ لگی تھی۔

"تم خاموش ہو جاؤ ورنہ تمہارے بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی میں یتیم کر دوں گی۔" وہ اپنی خجالت مٹانے کے لیے غصے سے بولی۔

احمر بس ہنسے جا رہا تھا۔

"کیا ہے مجھے ایسے فیل ہو رہا ہے جیسے میں نے کسی مسخرے سے شادی کی ہو۔" ضویا نے اسے مسلسل ہنستا دیکھ کر منہ بنایا۔

"میں تمہارے لیے کچھ بھی بن سکتا ہوں۔" احمر جذبات سے مخمور لہجے میں اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔

"پہلے انسان بن جاؤ پھر بات کریں گے۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا۔" احمر نے اسکا ہاتھ تھاما۔

"جب تم اس مسخرے پن سے نکل آؤ تب بتانا پھر بات کر لیں گے۔" وہ ناراضگی سے بولی۔

"سوری بیٹھ جاؤ اب نہیں تنگ کروں گا۔" احمر نے اسے واپس اپنے پہلو میں بٹھایا۔

"میں اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اگر کسی سے محبت کروں گا تو وہ تم ہو ضویا۔" احمر کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ ضویا کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"مرنے کی باتیں نہ کرو۔" وہ تڑپ اٹھی ۔

"کیوں؟۔" احمر نے اسکی طرف دیکھا۔

"کیونکہ کہ جن سے آپ بے پناہ محبت کرتے ہوں ان کے دور جانے کا احساس بھی جان لیوا ہوتا ہے۔" ضویا نے سر اسکے کندھے سے ٹکایا۔

احمر کو لگا وہ سچ مچ بے ہوش ہو جائے گا۔

"کیا کہا محبت تم وہ بھی مجھ سے اللہ یہ میں کیا سن رہا ہوں۔" احمر تو ایسے ہی ہیو کر رہا تھا جیسا بالکل انجان ہو۔

"احمر!" ضویا چلائی۔

"اوکے سوری۔" وہ فوراً شرافت کے جامے میں واپس آیا۔

"ویسے ضویا تم فکر مت کرو اگر میں مر گیا تو بھوت بن کر تمہاری حفاظت کروں گا اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔" کافی دیر کی خاموشی کے بعد احمر نے ایک نیا فرمان جاری کیا تھا۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔" ضویا نے اسے چٹکی کاٹی وہ کراہ کے رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جانے کے لیے مڑا تھا مگر اسے عروش کا قہقہہ یاد آیا وہ کتنی اچھی لگتی ہے نہ کھل کے ہنستے ہوئے۔نہ جانے کونسی سی سوچ نے اسے واپس پلٹنے پر مجبور کیا تھا وہ بے خودی کی کیفیت میں چلتا اس کے کمرے کے اندر چلا گیا تھا۔

عروش کی پشت دروازے کی جانب تھی وہ ابھی تک اپنے دوپٹے سے الجھ رہی تھی پیچھے ایک پین اٹک گئی تھی اور اسکا ہاتھ نہیں جا رہا تھا

"ماہ روش کہاں رہ گئی تھی کب سے انتظار کر رہی ہوں پلیز یہ پین نکال دو جیسے لگائی تھی اٹک گئی ہے بہت کوشش کی نہیں کھل رہی۔" قدموں کی چاپ سن کر عروش بنا دیکھے ہی بولے گئی ۔

زوار تذبذب کا شکار تھا ۔

"کیا ہوا کھولو بھی۔" عروش کی آواز پر وہ آگے بڑھا اور اس نے اٹکی ہوئی اس پن کو نکال دیا تھا دوپٹہ اس کے کندھے سے اتر کر زوار کے قدموں میں جا گرا ۔

زوار اسے اٹھانے کے لیے نیچے جھکا۔

"تھینک یو یار۔" عروش کہتے کے ساتھ ہی پیچھے مڑی

دوپٹہ اب زوار کے ہاتھ میں تھا عروش غیر متوقع طور پر زوار کو سامنے پا کر شاکڈ رہ گئی تھی ۔

دونوں کو اس وقت سمجھ نہیں آئی کہ کیا کیا جائے کیا کہا جائے ۔

"وہ میں۔" زوار نے کچھ کہنا چاہا۔

عروش کو اب احساس ہونا شروع ہوا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔

ماہ روش نے زوار کو پین کھولتے دیکھا تھا اور اب وہ دروازے میں کھڑی تھی عروش جی بھر کے شرمندہ ہوئی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔" اہ روش اب کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔

زوار کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ماہ روش نے اپنا سوال اس کے سامنے رکھا ۔

عروش نے دوپٹہ اس کے ہاتھ سے تھام کر اوڑھا اور باتھ روم میں چلی گئی ۔

ماہ روش البتہ سوالیہ نظروں سے زوار کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں تم سے پوچھنے آیا تھا کہ تم یہاں سے حویلی جاو گی؟"

زوار کو وقتی طور پہ جو سمجھ میں آیا کہہ دیا۔"

نہیں میں حویلی نہیں جاوں گی۔" ماہ روش نے اسے دیکھتے ہوئے مختصرا کہا وہ جانتی تھی کہ وہ اس سے کچھ بھی پوچھنے نہیں آیا تھا وہ سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عروش کافی دیر بعد چینج کر کے باہر نکلی تھی وہ ماہ روش سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی ۔

"اٹس اوکے عروش میں جانتی ہوں یہ سب اچانک ہوا تمہیں نہیں پتہ تھا کہ پیچھے زوار ہے مجھ سے نظریں چرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" ماہ روش نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھایا۔

"مجھے سچ میں لگا تم ہو پیچھے۔" عروش نے شرمندگی سے کہا ۔

"کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے تم ٹینشن مت لو۔" ماہ روش مسکرائی۔ی

"شرم سے ڈوب مرنے کا دل چاہ رہا تھا میرا اس وقت۔" عروش نے یاد کر کے جھرجری لی ۔

ماہ روش ہنس پڑی ۔

"تم ہنس رہی ہو میری حالت چیک کرو ابھی تک ہاتھ ٹھنڈے ہیں۔" عروش نے منہ بنایا ۔

"اچھا یہ سب بھول جاو کوئی بڑی بات نہیں تھی جو ہونا تھا ہو گیا اب زرہ ضویا کو آنے دو اس کی کلاس لیتے ہیں ۔" ماہ روش نے موضوع بدل دیا عروش مسکرا دی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما آخر فیضی عروش کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے۔ اسے لڑکیوں کی کمی تو نہیں ہے۔" شائستہ بیگم اور روزینہ زارا کے جہیز کے

سامان کی لسٹ بنا رہیں تھیں۔ جب لکھتے لکھتے روزینہ نے شائستہ سے سوال پوچھا۔

"تم چھوٹی ہو اور تمہاری عقل بھی۔ اس لیے تم لسٹ بناؤ کیا لے لیا ہے کیا رہتا۔ ان باتوں کو مجھ پہ چھوڑ دو۔" شائستہ بیگم نے اسے ٹالا۔

"دیکھیں ڈیئر مام عروش فیضی کو بہت ناپسند کرتی ہے۔ وہ کبھی نہیں مانے گی۔" روزینہ نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا

"تو پھر تم اپنی ماں کو جانتی نہیں ہو وہ ہاں بھی کرے گی اور بیاہ بھی بس تم دیکھتی جاؤ۔" شائستہ بیگم کہ چہرے پہ پراسرار ہنسی تھی۔

"ایک تو آپ مجھے کچھ نہیں بتاتیں۔" وہ چڑ گئی۔

"کل سب پتہ چل جائے گا اب سوال کم کام زیادہ۔"

"کل کا تو پھر شدت سے انتظار ہے مجھے۔" روزی نے دل میں سوچا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"عروش تم ماہ روش اور زوار ایک ساتھ جاؤ گے۔ میں ضویا الگ جائیں گے۔ ہم اس سفر کو انجوائے کرنا چاہتے ہیں۔" اگلی صبح روانگی کے وقت احمر نے سب کو مطلع کیا۔

"یہ تمہاری سوچ ہے کہ میں تمہیں اس سب کی اجازت دوں گا۔" زوار نے اسے گھورا

"تم سے اجازت لے کون رہا ہے۔" احمر نے کالر اکڑایا۔

"تو ٹھیک ہے پھر آج ذرا جا کر دیکھانا مجھے۔" زوار نے اسے منہ چڑایا۔ سب لوگ اپنا سامان باندھے بس تیار کھڑے تھے۔ ماہ روش کی نظروں نے تیمور کر ڈھونڈھنے کی کوشش کی تھی مگر وہ کہیں دیکھائی نہیں دیا۔

"احمر آج ڈرائیونگ تم کرو گے۔ پہلے ضویا کو ڈراپ کرو گے۔ پھر ماہ روش کو پھر عروش اور مجھے۔" زوار نے اسے دیکھتے ہوئے اسے نیا آڈر دیا۔

"میں کیوں کروں گا ڈرائیونگ۔ ہمیشہ تو تم کرتے ہو۔" احمر کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ وہ زوار کو خوب اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

"منظور ہے تو بولو ورنہ ضویا کو میں تیمور کے ساتھ واپس بھیجوں گا۔" زوار نے اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے مزے سے بولا۔ جواباً احمر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ تیمور اپنا بیگ لے کر باہر نکلا ماہ روش اور تیمور کی نظر اچانک ٹکرائی تھی۔ تیمور کئی پل بے خودی میں اسے دیکھے گیا۔ ماہ روش کچھ سوچتے ہوئے اس کے قریب گئی تھی۔ وہ باقی لوگوں سے تھوڑا پیچھے

کھڑا تھا۔ وہ اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ۔" وہ اس کے قریب رکتے ہوئے اپنی ہاتھوں کو مسلنے لگی۔

"جی کہیئے۔" وہ مسکرایا۔

"میں کچھ زیادہ ہی بول گئی۔ آپ نے معذرت کی مجھے قبول کر لینی چاہئیے تھی اور ہاں میرا ظرف بہت بڑا ہے۔ کل میں غصے میں تھی اگر کچھ برا لگا ہو تو میں معذرت چاہتی ہوں۔" وہ نظریں جھکائے کہتی گئی۔

"آپ نے مجھے معاف کر دیا یہ ہی بہت ہے۔ اب آپ معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔" تیمور کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

"اوکے بائے۔" وہ مسکرا کے کہتی ہوئی جانے کے لیے مڑی۔

"پھر ملیں گے۔" تیمور کے لہجے میں یقین اور سوال دونوں تھا۔

"اگر اللہ کو منظور ہوا تو ضرور۔" وہ کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

اور پھر پورا راستہ زوار سے جتنا ہو سکا اس نے احمر کو تنگ کیا تھا۔ وہ بیک مرر ضویا پہ سیٹ کرتا۔ زوار اسے پھر سے ہلا کہ یہاں وہاں کر دیتا۔ وہ گردن موڑ کی دیکھنے کی کوشش کرتا۔ زوار اسکی گردن پکڑ کر سیدھی کرتا۔

"کیوں مروانا ہے ہمیں۔ خود تو نکاح کر لیا ہم ابھی کنوارے ہیں۔ بہت ارمان ہیں میرے دل میں ابھی۔" یہ پانچویں بار تھا۔ جب زوار نے اسکا سر سیدھا کیا تھا۔

"ہاں تو کیوں ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھایا ہے مجھے۔ تم نے جانتے ہی ہو کیسی ڈرائیو کرتا ہوں میں۔" احمر نے منہ بسورا۔

"میں سب سمجھ رہا ہوں مگر نہ احمر صاحب آج آپ کی ایک نہیں چلے گی۔"! زوار اس پہ ترس کھانے کہ موڈ میں بالکل نہیں تھا۔

"کوئی بات نہیں کل تمہارا وقت بھی آئے گا۔" احمر کا انداز دھمکی آمیز تھا۔

"میں تمہیں بلاؤں گا ہی نہیں اگر تم نے ایسی حرکتیں کرنی ہیں تو۔" زوار نے طوطا چشمی کی حد کر دی تھی۔

"یار یار نہ رہا۔" احمر نے آہ بھری۔

"شکریہ بس کبھی غرور نہیں کیا۔" زوار نے کالر اکڑایا۔

"تم سے تو اب کھلی جنگ ہو گی دوست۔ یعنی تمہاری شادی پہ مجھے نہیں بلایا جائے گا۔ آگ لگا دوں شامیانے کو۔" احمر نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے جوشیلے انداز میں کہا۔

"کیوں میں تیری محبوبہ ہوں جو تمہیں دھوکا دے کر کسی اور سے شادی کر رہی ہے۔" زوار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ سب کھل کھلا کے ہنس پڑے۔ احمر سر کھجا کہ رہ گیا۔

"پہلے عروش کو ڈراپ کریں گے۔" شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی زوار نے احمر کو مخاطب کیا۔

"مگر۔!" احمر نے کچھ کہنا چاہا۔

"اگر مگر کچھ نہیں جو کہا ہے وہ کرو۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بولا اٹھا۔ احمر نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ وہ لوگ اسے ڈراپ کرنے گئے تھے گیٹ پر کوئی نہیں تھا۔ عروش نے شکر کا کلمہ پڑھا اور ان کا شکریہ ادا کرتی باہر نکل آئی۔ زوار نے اسے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ جو کبھی کبھی ساتھ نہیں بھی دیتی اسے بھی قسمت ہی کہتے ہیں۔

شائستہ زارا اور روزینہ شاپنگ کے لیئے نکلی تھیں۔ جبھی ان کا سامنا گاڑی سے اترتی عروش سے ہوا تھا۔

عروش انہیں اچانک دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔ روزینہ نے زوار کی گاڑی اور فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے زوار کو پہچان لیا تھا۔ غصے سے اس کے دماغ کی رگیں تن گئی تھیں۔ عروش انہیں سلام کر کے گھر کے اندر داخل ہو گئی تھی۔

احمر نے بھی گاڑی آگے بڑھا لی مگر روزینہ کا دماغ وہیں اٹک گیا تھا۔ عروش اپنے کمرے میں جانے کی بجائے سیدھا گرینی کے روم میں گئی تھی۔ کچھ غلط ہو جانے کا احساس اب شدت اختیار کرنے لگا تھا۔ باہر جو ہوا وہ ایسا کچھ خاص نہیں تھا مگر عروش بہت ڈر گئی تھی۔

"ارے بیٹا تم کب آئیں۔" گرینی وضو کر کے واش روم سے باہر نکلیں تو عروش کو دیکھ کر خوشی سے بولیں۔

"بس ابھی سیدھا آپ کے روم میں آئی ہوں۔" وہ ان کے گلے لگی۔

"دو دن ہوئے ہیں مگر لگ رہا ہے سالوں بعد آئی ہو۔" وہ اسے سینے سے لگائے پیار سے بولیں۔

"بس آپ نے مجھے مس کیا باقی لوگوں کے لیے میرا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔" وہ دکھ سے بولی۔

"چھوڑو تم سب کو میرے پاس بیٹھو۔ بتاؤ کیسی رہی تمہاری دوست کی شادی مزہ آیا کہ نہیں۔"

"بہت اچھی رہی گرینی۔ جب تک وہاں تھی لگ رہا تھا کہ زندگی بہت خوبصورت ہے۔ ان دو دنوں میں میں واقع ہی دو سال جی آئی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے میری بچی۔ اچھا اچھا سوچا کرو۔" انہوں نے محبت سے اسکا کا ماتھا چوما۔

"گرینی بہت ڈر لگ رہا ہے۔ دل گھبرا رہا ہے لگ رہا کچھ ہونے والا ہے۔ کچھ بہت برا۔" عروش بہت زیادہ گھبرائی ہوئی تھی۔

"بیٹا کچھ نہیں ہونے والا۔ سب ٹھیک ہے تم پہلی بار گھر سے باہر رہی ہو نہ اس لیئے واپسی پہ ایسا لگ رہا ہے۔" گرینی نے اسے

تسلی دی۔ وہ اس سب کو واقع ہی اسکا وہم سمجھ رہیں تھیں۔ مگر قسمت ان پہ پھر سے بہت بڑا وار کرنے والی تھی۔ جس سے وہ دونوں ہی بے خبر تھیں۔

وہ کافی دیر گرینی کے پاس بیٹھی رہی پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ شائستہ زارا اور روزینہ جلدی واپس آ گئے تھے۔ عروش کے لیے یہ بھی ایک حیران کن بات تھی۔ شادی کی شاپنگ اور اتنا کم وقت زارا آتے ہی کچن میں مصروف ہو گئی اور روزینہ وہیں لاؤنج میں صوفے پہ نیم دراز ہو گئی۔ عروش بھی ہمت کر کے اپنے کمرے سے باہر آ گئی تھی۔ روزینہ نے سر سے پیر تک بغور اسکا جائزہ لیا۔ شائستہ اسے دیکھتے ہی مسکرائیں اور بلا کر اپنے پاس بٹھالیا۔ زوار کے ساتھ دیکھ لینے پر بھی گھر میں اتنا پرسکون ماحول تھا۔ وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"یہ دیکھو تمہارے لیئے کیا لائی ہوں۔" شائستہ نے شاپنگ بیگ سے ایک سفید رنگ کا نفیس کڑھائی والا جوڑا اس کے سامنے کیا۔ وہ واقع ہی بہت خوبصورت تھا۔

"بہت پیارا ہے مگر اس کی کیا ضرورت تھی۔ میرے پاس پہلے ہی بہت کپڑے ہیں۔" اس سب کی کہاں عادت تھی اسے وہ گھبرا گئی۔

"ارے بے وقوف ضرورت تھی۔ اٹھو یہ لو اور پہن کے تیار ہو جاؤ۔" وہ جوڑا اسے تھماتے ہوئے باقی سامان سمیٹنے لگیں۔

"مگر کیوں۔" عروش اب بھی حیران تھی۔

"میری دوست اور اسکی فیملی آ رہی ہے۔ اٹھو روزی تم بھی ریڈی ہو جاؤ۔" شائستہ بیگم کا انداز سرسری سا تھا۔ عروش کا دل اس جواب پر مطمئن تو نہیں ہوا مگر وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ وہ دو دن گھر پہ نہیں تھی اب نجانے اس کے لیئے کیا سازش تیار کی گئی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی وہ بہت تھکی ہوئی تھی۔ مگر اب حکم ملا تھا تعمیل ضروری تھی وہ نا چاہتے ہوئے بھی تیار ہو گئی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی لپ سٹک لگا کر بالوں کی چٹیا بنائی اور دوپٹہ سر پہ سیٹ کر کے باہر آ گئی۔

"ماشاءاللہ۔" زارا نے دیکھتے ہی اسے گلے لگایا۔ کچن میں بہت سارا کھانے پینے کی اشیاء کا اہتمام تھا عروش مزید الجھ گئی مگر بولی کچھ نہیں۔

"لائیں میں مدد کروادوں۔" عروش نے ہمیشہ کی طرح آفر کی۔

"تم جاؤ یہاں سے سفید رنگ ہے۔ خراب ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے۔ آج میں خود کر لوں گی۔" سب زارا نے سہولت سے انکار کر دی۔ا

"یہ کونسی نئی دوست اچانک آ گئیں تھیں جن کے لیئے اتنا اہتمام ہو رہا تھا۔" عروش سوچتی الجھتی لاؤنج میں آ گئی۔ جب اس

نے سیف صاحب کو گرینی کے کمرے کی اور جاتے دیکھا سیف صاحب نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ کافی عجلت میں تھے وہ سر جھٹکتی اپنے کمرے میں واپس چلی گئی۔

"ارے سیفی آؤ خیر سے آئے۔" وہ رشیدہ بیگم تسبیح پڑھتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔

"جی اماں آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔ اس لیے کل بھی آیا تھا مگر آپ سو رہیں تھیں۔" وہ ان کے قریب بیٹھے۔

"ہاں بولو سب ٹھیک ہے ناں۔" وہ تسبیح روک کر ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"اماں وہ! آج عروش کو رشتہ دیکھنے کے لیے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔" سیف صاحب نے ہمت کر کے بات شروع کی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔" رشیدہ بیگم کو اس بات کی ہرگز توقع نہیں تھی۔

"بس اماں رشتہ بہت اچھا ہے۔ لڑکا امریکہ سیٹل ہے اس کی فیملی بھی۔ شائستہ کے جاننے والے ہیں میں مل چکا ہوں ان سے۔ زارا کی شادی کا کارڈ دینے گئے تھے بات انہوں نے شروع کی۔ مجھے لگا شائستہ روزینہ کا نام لے گی مگر میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ عروش کا کہے گی ان سے۔" سیف صاحب بہت خوش اور مطمئن لگ رہے تھے۔ رشیدہ بیگم کے ماتھے پہ تیوریاں بڑھتی جا رہی تھیں۔

"اماں ناراض مت ہوں کہ آپ کو اب بتا رہا ہوں بس یہ سب کل ہی تو طے ہوا۔ ابھی رشتے کے لیے ہاں نہیں کی۔ وہ تو سوچ کر جواب دیں گے۔" سیف صاحب نے پر امید نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"اتنا اچھا رشتہ ہے تو روزی کا کر لو عروش کے رشتے کی اجازت میں فی الحال نہیں دے سکتی۔ وہ ابھی پڑھ رہی ہے اور وہ بن ماں باپ کی بچی کو میں سات سمندر پار بھیج دوں۔" رشیدہ بیگم کا انداز برہم تھا۔

"اماں میں عروش کو اس ماحول سے نکالنا چاہتا ہوں۔ اس لیے ورنہ آپ جانتی ہیں کہ عروش سے دوری کا تصور بھی میرے لیئے کتنا اذیت ناک ہے۔" وہ افسردہ لہجے میں بولے۔

"مجھے تمہاری نیت پہ بالکل شک نہیں مگر مجھے تمہاری بیوی کی نیت پہ بالکل بھروسہ نہیں۔" رشیدہ بیگم نے کھلے لفظوں میں اپنا ڈر ان کو بتا دیا۔

"اماں وہ بدل گئی ہے اور ویسے بھی آخری فیصلہ میرا اور آپ کا ہی ہو گا۔" سیف صاحب کسی بھی طرح انہیں منا لینا چاہتے تھے۔

"ٹھیک ہے مل لیتی ہوں اگر وہ لوگ مجھے پسند نہ آئے تو تم مجھے زبردستی منانے کی کوشش نہیں کرو گے۔" رشیدہ بیگم نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ سیف صاحب مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

"عروش میری بچی تم سچ کہہ رہی تھیں اللہ تمہیں سپنے حفظ و امان میں رکھے۔" انہوں نے دل سے اسے دعا دی اور واپس اپنی تسبیح میں مشغول ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں جاؤں۔؟"ضویا نے اپنا ہینڈ بیگ کندھے پہ درست کرتے ہوئے احمر کو دیکھا۔

"اجازت لے رہی ہو۔؟"اس کا دل باغ باغ ہو گیا

"بالکل نہیں۔!"وہ فوراً اپنی ٹون میں واپس آئی۔

"ہاں میری ایسی قسمت کہاں۔!"احمر نے آہ بھری۔

"اچھا جاؤں پھر اب۔"ضویا نے مسکراہٹ دبائی

"مجھ سے پوچھتی رہو گی تو کبھی جانے نہیں دوں گا۔"احمر کی آنکھوں میں محبت کی دہکا دینے ولی شمعیں روش تھیں۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔"ضویا جھنیپ کر کہتی آگے بڑھ گئی۔

"اندر نہیں بلاؤں گی۔"احمر نے بلند آواز میں کہا۔

"ہر گز نہیں سوچنا بھی مت۔"وہ رکی مڑی اور ٹکا سا جواب دے کر آگے بڑھ گئی۔احمر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔وہ ماہ روش کو ڈراپ کر کے ضویا کو چھوڑنے آئے تھے۔اب زوار ڈرئیونگ سیٹ پر تھا اور احمر ضویا کو گیٹ تک چھوڑنے گیا تھا۔

"داماد کی کوئی عزت ہی نہیں ہے یار۔"احمر غصے سے منہ پھلائے آکر گاڑی میں بیٹھا۔

"بس خیر ہے میرے دوست اب تو یہ ہی ہو گا تاحیات اب بول تجھے کہاں چھوڑوں۔"زوار نے اسکی بات ہوا میں اڑائی۔

"مجھے کہیں مت چھوڑ میں گھر نہیں جاؤں گا۔"احمر نے یونہی آف موڈ کے ساتھ کہا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔"زوار نے اسے گھورا۔

"میں تیرے ساتھ جاؤں گا تیرے گھر فی الحال۔"احمر نے اسے مسکرا دیکھا۔

"اپنے گھر جانے میں کیا مسئلہ ہے تمہیں۔"

"دل نہیں لگے گا یار۔"احمر نے دل پہ ہاتھ رکھ کر دہائی دی۔

"تیرا کچھ نہیں ہو سکتا۔"زوار نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"ہو تو تمہارا کچھ نہیں سکتا۔ڈرتا ہوں کہیں روگ نہ لگا بیٹھو۔"احمر نے نادانستگی میں ہی یہ بات کہی تھی

"تم جیسے دوست کی بد دعائیں ساتھ رہیں تو ضرور داتا دربار کے باہر بھیگ مانگا کروں گا بیٹھ کر۔"بات زوار کو بہت چبھی تھی

وہ جل کے بولا۔

"یار تم نے دل بھی تو وہاں لگایا ہے جہاں چانس ہی نہیں بنتا۔" احمر خود بھی پریشان تھا اس سب کو لے کر۔

"محبت پوچھ کر اجازت لے کر سوچ سمجھ کر نہیں ہوتی احمر۔ اگر ایسا ہوتا تو کبھی سسی کو پنوں، رانجھے کو ہیر سے نہ ہوتی۔ یار کی ایک جھلک اگر اتنی غیر اہم ہوتی تو کبھی سوہنی مہینوال کے لیئے اپنی جان نہ گنواتی، قیس لیلی کے لیئے مجنوں نہ بنتا۔" زوار کے لہجے میں تکلیف تھی احمر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"زوار Sorry to say my dear مگر تم پہ یہ ساری شرائط لاگو ہوتیں تھیں کیونکے تمہارے گھر والے شاید کبھی نہ مانیں۔" احمر نے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا۔

"وہ بے شک نہ مانیں میں چاہتا ہوں بس وہ مان جائے باقی مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ وہ ساتھ دے گی دنیا سے لڑ جاؤں گا۔" زوار کے لہجے میں افسردگی تھی۔ جیسے اسے خود بھی یقین نہ ہو کہ وہ مان جائے گئ۔

"فرض کرو وہ مان جاتی ہے۔! میں جانتا ہوں تم تو دنیا سے لڑ جاؤ گے کیا وہ تمہارے لیے صرف اپنے گھر والوں سے لڑ پائے گی؟۔" احمر نے شاید اسے حقیقت کا بدصورت چہرہ دیکھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ زوار کا پاؤں بریک پر پڑا تھا۔

"احمر تم کیا چاہتے اچھا سوچ نہیں سکتے برا بولو تو مت۔" زوار نے اسے غصے سے دیکھا۔

"سچ کہہ رہا ہوں تم سے بہت محبت کرتا ہوں چاہتا ہوں ذہن بنا لو پہلے سے دل ٹوٹے تو سہہ جاؤ یہ نہ ہو۔" وہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"تم سے ایک ریکوسٹ ہے دعا نہیں دے سکتے تو دل ٹوٹنے کی بددعا بھی مت دو۔" زوار کا موڈ مکمل برہم ہو چکا تھا۔

"میں کیوں بددعا دوں گا تمہیں۔" احمر نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"میں خیر خواہ ہوں تمہارا۔"

"اس قسم کے خیر خواہ دل والوں کو زہر لگتے ہیں لحاظہ خاموش رہو اور ہاں آج ہی اسے بتا دوں گا کہ اس سے محبت کرتا ہوں۔ نہ بتا سکا تو بھی دیر نہیں کروں گا۔ کبھی دل میں یہ ملال نہیں آنے دوں گا کہ کوشش نہیں کی کاش کوشش کر لی ہوتی اور تم۔" وہ دانت پیس کر خاموش ہو گیا۔ احمر بھی چپ چاپ باہر سڑک پر بھاگتی دوڑتی گاڑیاں دیکھنے لگا وہ جانتا تھا اس وقت یہ سب باتیں زوار کو کبھی سمجھ نہیں آئیں گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مہمان آ چکے تھے باہر سے آتی آوازوں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ بس بت بنی بیڈ پہ بیٹھی رہی۔

"تمہیں امی بلا رہی ہیں۔" روزینہ کی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"کیوں؟۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"خود جا کر پوچھ لو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔" وہ کندھے اچکا کر بولی۔ وہ سر اثبات میں ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دل بے اختیار زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

"تم اوپر سے جتنی معصوم بننے کی کوشش کرتی ہو ناں اندر سے بالکل نہیں ہو۔ میرے گھر والے بے وقوف بن سکتے ہیں میں نہیں۔" روزینہ کو جو بات اتنے دنوں سے چبھ رہی تھی۔ وہ اس نے کہہ دی عروش کو زیادہ حیرت نہیں ہوئی وہ جانتی تھی اور کوئی بولے نہ بولے روزی خاموش نہیں رہے گی۔

"وہ لڑکا تمہارا یونیورسٹی فیلو ہے۔ تم لوگ دو دن تک ایک ساتھ گھر سے غائب رہے۔ نجانے کوئی شادی تھی بھی کہ نہیں وہ شاید نہیں یقیناً تمہارے پیچھے ہی اس گھر میں آیا ہے۔" روزی کے لہجے میں نفرت تھی بے پناہ۔

"تمہیں جو سوچنا ہے سوچو میں اور میرا اللہ سب کچھ بہتر طریقے سے جانتے ہیں کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ تمہیں صفائی دینا میں ضروری نہیں سمجھتی۔" عروش اسے ٹکا سا جواب دے کر کمرے سے نکل گئی۔ روزی اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔

"زوار یار موڈ تو ٹھیک کر لو۔" گاڑی سے اترتے ہوئے احمر نے زوار کو پکارا۔

"خراب بھی تو تم ہی نے کیا ہے لحاظہ ابھی کچھ مت بولو۔" زوار گاڑی لاک کر کے آگے بڑھ گیا۔

"گھر میں کافی چہل پہل ہے۔" سیڑھیوں تک پہنچتے تک احمر نے اندازہ لگایا۔

"ہاں تو کوئی مہمان آئے ہوں گے۔ باہر کوئی گاڑی بھی کھڑی ہے۔" زوار کہہ کر سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا۔

"ہاں بھئی ہوں گے گیسٹ کوئی، پر سوچنے کی بات ہے اچانک مہمان اور اتنا اہتمام ل۔" احمر زوار کے پیچھے تھا۔

"اس بات کا مطلب۔" زوار نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"مطلب ابھی عروش کو کچن کی طرف جاتے دیکھا میں نے۔" احمر بیڈ پہ نیم دراز ہوا۔

"اس میں کیا بڑی بات ہے۔" زوار الماری سے اپنے لیئے کپڑے نکالنے لگا۔

"مطلب یہ کہ اس کی تیاری کافی غیر معمولی تھی۔ دعا ہے وہ نہ ہو جو مجھے لگ رہا ہے۔" احمر دونوں ہاتھ سر کی پشت کے نیچے رکھے چھت کو گھورنے میں مصروف تھا۔ انداز سرسری تھی۔

"کہنا کیا چاہ رہے ہو تم۔" زوار کپڑے بھول کر اس کے پاس آ بیٹھا۔

"یار میں تو یونہی کہہ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ایسا کچھ نہ ہو۔" احمر کو زوار کی شکل پہ ترس آ گیا تھا۔ اس لیے انداز اب کے تسلی آمیز تھا مگر زوار کی چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی تھی۔

"اللہ کرے سب ٹھیک ہی ہو۔" وہ خود کلامی کے انداز میں کہتا اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔

احمر کو کوئی الہام نہیں ہوا تھا ڈرائنگ روم کی کھڑکی کھلی تھی۔

"عروش کی اتنی تعریفیں سن کر تو لگنے لگا ہے کہ میرا بیٹا بہت خوش قسمت ہے۔" سامنے پردہ تھا۔ وہ دیکھ تو نہیں پایا مگر یہ جملہ اسے بہت الجھا گیا تھا۔ جو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی سن لیا تھا۔ وہ اس کو زیادہ سیریس نہ لیتا اگر تیار شدہ عروش پہ بھی اس کی نظر نہ پڑ گئی ہوتی۔ وہ بہت پریشان ہو گیا تھا۔ وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ اس دوست اپنی محبت ہار جائے۔ احمر سر تھام کر اٹھ بیٹھا اگر اس کی منگنی ہو گئی تو اس سے زیادہ وہ سوچ ہی نہیں پایا اس نے ضویا کو کال کی تھی۔

"سنو زیادہ سوال نہیں بس عروش کو کال کر کے پوچھو کہ اس کے گھر جو گیسٹ آئے ہیں وہ کس لیئے آئے ہیں۔" ضویا کا ہیلو اس کے منہ میں ہی رہ گیا تھا۔

"ہوا کیا ہے احمر کیوں میری جان نکالنے کا ارادہ ہے۔" ضویا پریشان ہوا ٹھی۔

"بس یہ کام کر دو پھر سب بتاتا ہوں۔" احمر نے عجلت میں کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

ضویا نے عروش کو کالز کیں کئی بار مگر وہ روم میں ہوتی تب فون اٹھاتی۔

"عروش تم آ گئیں یہ لو چائے۔ امی ڈرائنگ روم میں ہی ہیں۔" زارا نے اسے دیکھتے ہی ٹرے تھمائی۔ وہ چپ چاپ دوپٹہ درست کر کے ٹرے لیئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ ایک عورت جو ساڑھی میں ملبوس بڑے نیک سیک سے تیار تھی اور ساتھ ایک آدمی جو غالباً اس کا شوہر تھا۔ ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو کافی سوبر اور پڑھا لکھا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ جب عروش کو داخل ہوتے دیکھ کر اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نظریں ہٹانا بھول گیا۔!

"یہ ہے ہماری بیٹی عروش۔" شائستہ بیگم نے تعارف کروایا۔

"ماشاءاللہ۔!" شہلا بیگم نے بے ساختہ کہا۔

"اور عروش یہ میری دوست ہیں شہلا فاروق اور یہ ان کے میاں فاروق اور یہ ان کا اکلوتا بیٹا حسن فاروق۔" شائستہ نے مختصراً ان کا تعارف کروایا۔

"ادھر آؤ میرے پاس۔" شہلا بیگم نے پیار سے دیکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ خاموشی سے جا کر ان کے پاس بیٹھ گئی۔

"سنا ہے MBA کر رہی ہو۔ بہت اچھا لگا اور کیا کرتی ہو پڑھائی کے علاوہ۔ "

"کچھ خاص نہیں گھر کے کام وغیرہ۔ "وہ سر جھکائے آہستگی سے بولی۔

"میرا مطلب ہے کوئی جاب وغیرہ۔ "شہلا بیگم نے پھر سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابھی ڈگری کمپلیٹ نہیں اس لیے جاب ملنا مشکل ہے۔ "عروش نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو کوئی بات نہیں۔ شادی کے بعد جاب کر لینا تب تک تو ویسے بھی رزلٹ آ چکا ہو گا۔ "شہلا بیگم کی بات پر عروش کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ عروش کی نظروں کے سامنے سب دھواں دھواں ہونے لگا تھا۔

"میں آتی ہوں۔ "وہ کہہ کر فوراً باہر کی جانب لپکی۔ وہ اپنے کمرے میں جانے کی بجائے صحن میں آگئی تھی۔ وہ اس باتوں کی تصدیق چاہتی تھی۔ اس لیے کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی آج سے پہلے اس نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی تھی۔ مگر آج اور کوئی آپشن نہیں تھا۔ جو لوگ اسے سب طے کرنے سے پہلے کچھ نہیں بتاتے تھے وہ بعد میں کیا بتاتے۔

"یار عجیب سا وہم ڈال دیا ہے تم نے مجھے۔ بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ "زوار فریش ہو کر نکلا تو احمر اپنے موبائل میں مصروف تھا۔

"میری جان سولی پہ لٹکا کر تم خود گیم کھیل رہے ہو۔ "زوار نے احمر سے موبائل چھین کر اپنے قبضے میں کیا۔

"اور کیا کروں چلو کہیں باہر چلتے ہیں۔ "احمر کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تبھی اس کا موبائل بج اٹھا۔ زوار نے دیکھا ضویا کی کال تھی۔

"دیکھ اٹھانا مت مجھے واپس کر۔ "احمر نے موبائل کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"میں بھی تو سنوں بھابھی کیا کہتی ہیں تمہیں۔ "زوار شرارت کے موڈ میں تھا۔ اس لیے کال اٹنڈ کر کے سپیکر پہ ڈال دی۔

"ہیلو احمر پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے۔ سب ٹھیک ہے ناں۔ میں نے عروش کو بہت کال کی مگر وہ اٹھا ہی نہیں رہی۔ مجھے بہت فکر ہو رہی ہے۔ کچھ بولو بھی کون ہیں وہ مہمان۔ کیا ہوا تم سن رہے ہو ناں۔ "ضویا نے حسب عادت بس بولنا شروع کر دیا تھا۔ احمر کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔ احمر نے زوار کو دیکھا اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"میں بعد میں بات کرتا ہوں۔ "احمر نے موبائل زوار کے ہاتھ سے لے کر ضویا سے کہا اور کال بند کر دی۔ زوار شدید غصے کی حالت میں باہر کی جانب لپکا۔

"یار سن تو۔ "احمر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے روکا۔

"تم سے یہ امید نہیں تھی مجھے۔ تم اس انتظار میں تھے کہ وہ کسی اور کی ہو جائے تب تم مجھے بتاؤ مبارک ہو زوار حیدر اسکی

شادی ہو گئی۔"وہ طیش کے عالم میں چلایا۔

یار اس سب میں میرا کیا قصور ہے۔میں تو خود لاعلم ہوں اسی لیے تو ضویا سے کہا کہ پتہ کرو۔"احمر نے اپنی صفائی پیش کی۔

"بس احمر میں جانتا ہوں تمہیں کسی نہ کسی بات کا ضرور پتہ تھا۔یہ بات اگر تم مجھے بتاتے تو مجھے زیادہ اچھا لگتا۔"زوار کا غصہ کم ہونے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔

"ہاں میں نے آتے ہوئے کسی کی باتیں سنی تھیں۔اس سے اندازہ ہوا کہ چکر رشتے کا ہے۔مگر تم تحمل سے کام لو۔"احمر اسے سمجھانے لگا۔

"کچھ نہیں سمجھنا مجھے۔"وہ غصے سے کہتا وہاں سے چلا گیا احمر اس کے پیچھے لپکا۔

"ماشاءاللہ شائستہ تمہاری بیٹی تو لاکھوں میں ایک ہے۔میرے بیٹے کے تو نصیب کھل گئے۔"شہلا بیگم نے خوشی سے بھرپور آواز میں کہا۔

"تمہیں عروش کے متعلق شائستہ نے سب کچھ بتا دیا ہے نہ۔"یہ رشیدہ بیگم تھیں۔

"ہاں ماں جی بالکل شائستہ کی بیٹی سے میرے بیٹے کا رشتہ جڑ جائے اس سے بڑی خوشی کی اور کیا بات ہو گی۔"شہلا بیگم بہت مسرور تھیں۔

"یہ تو کہہ رہی ہوں کہ عروش شائستہ کی سگی بیٹی نہیں ہے مگر پالا تو اسے شائستہ ہی نے ہے اس لیے سب کچھ بتا ہی دیا ہو گا۔" رشیدہ بیگم نے بہو کی نہ چاہتے ہوئے بھی تعریف کر دی۔عروش کو اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"کیا مطلب شائستہ عروش تمہاری سگی بیٹی نہیں ہے۔"شہلا بیگم کی حیرت زدہ آواز ابھری۔شائستہ بیگم نے سیف الدین کی طرف دیکھا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"یہ سیف کی کزن کی بیٹی ہے۔اس کی وفات کے بعد ہم نے پالا ہے اسے۔"شائستہ نے ہمت کر کے سچ انہیں بتایا۔

"کونسی کزن شائستہ سب کچھ بتاؤ۔یتیم کی کفالت کرنا اچھا عمل ہے مگر اس کے بارے ہمیں بھی تو کچھ پتہ ہو سیف صاحب کی کونسی سی کزن۔"شہلا بیگم نے پریشانی سے بولیں۔

"در مکنون۔!"شائستہ بیگم نے کن اکھیوں سے سیف صاحب کی جانب دیکھا۔

"وہی جن سے تمہارے میاں کی منگنی ہوئی تھی جو گھر سے بھاگ گئی تھی۔؟"شہلا بیگم کے لہجے میں حقارت تھی۔دیوار سے کان لگا کر کھڑی عروش وہیں کھڑے کھڑے جیسے پتھر کی مورت بن گئی تھی۔یہ سب تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"معذرت کے ساتھ بہن جی اپنی پسند سے شادی کی تھی۔اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔"سیف صاحب کی آنکھوں میں

شدید غصہ نظر آرہا تھا مگر وہ اپنے الفاظ کو نرم رکھے ہوئے تھی۔

"اللہ جانے نکاح کیا بھی تھا کہ نہیں نجانے کس کا گناہ ہے۔"

"بس! بہت ہو چکا۔" سیف الدین ایک دم چلا اٹھے۔

"یا اللہ۔!" عروش کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

"در مکنون پر خود سے زیادہ یقین کرتا ہوں میں۔ وہ اسکی جائز اولاد ہے اور یہ سچ ہے اور اس ثابت کرنے کے لیے میرے پاس ثبوت نہیں ہے اس لیے معذرت کے ساتھ آپ تشریف لے جائیے یہاں سے۔" سیف صاحب کس کرب سے گزر رہے تھے وہی جانتے تھے۔

"شائستہ تم نے اچھا نہیں کیا ہمارے ساتھ۔ ہمیں سب کچھ پہلے بتایا ہوتا تو ہم آتے ہی نہ اور اپنا گھر سنبھالو پچیس سال بعد بھی ان کا عشق زندہ ہے۔" شہلا بیگم کہہ کر رکی نہیں وہاں سے چلی گئیں۔ سیف صاحب نے طیش بھری نگاہ اپنی زوجہ پہ ڈالی اور وہاں سے چلے گئے۔

"یا اللہ اور کتنے امتحان۔" عروش کی آنکھوں سے پانی موتیوں کی طرح گرنے لگا۔ اس نے اپنے گرتے وجود کو سہارا دینے کے لیے ریلنگ کو تھاما۔ جب اس کی نگاہ بت بنے کھڑے زوار پر پڑی۔ وہ اس وقت کم سے کم اس شخص کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"کیا اس نے بھی سب سن لیا۔ ثبوت تو اس کے پاس بھی نہیں تھا۔ اپنی ماں کی پارسائی کا کیا یہ بھی اب مجھ سے نفرت کرے گا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ سوچ نہیں۔" اس سے پہلے کے وہ لہرا کر زمین بوس ہوتی زوار نے پھرتی سے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔ احمر یہ سب ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ کسی خاموش تماشائی کی طرح۔

"اوپر لے جاؤں؟۔" وہ اسے سہارہ دیے کھڑا احمر سے پوچھ رہا تھا

"مناسب نہیں لگتا یہیں سامنے لے چلو کرسی پر بٹھاؤ۔" زوار سر ہلاتا اسے سہارہ دیے آنگن کی طرف لے گیا۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ زوار بے حد پریشان تھا۔ جو گفتگو اس نے سنی تھی اگر عروش کی جگہ ہوتا تو شاید مر ہی جاتا۔ وہ تو باہمت تھی جو یہ سب سالوں سے سہہ رہی تھی۔

"میرے خیال میں اندر سے کسی کو بلاؤ ہم دونوں کا یوں اسطرح اس کے پاس رکنا مناسب نہیں۔" احمر نے زوار کو مخاطب کیا وہ تو کہیں اور ہی کھویا تھا۔ سفید سوٹ میں ملبوس وہ مومی گڑیا غم سے نڈھال اس کے دکھ کو وہ خود محسوس کر سکتا تھا دل سے۔

"ہاں بلا کے لاتا ہوں تو رک یہیں۔" زوار اسے کہتا اندر چل دیا۔

"ہاں برخوردار خیریت ہے۔" سامنے سے آتے سیف صاحب نے اسے یوں حواس باختہ دیکھا تو پریشانی سے پوچھا۔

"انکل وہ عروش باہر بے ہوش ہو گئیں ہیں آپ چل کر دیکھیں اسے۔" زوار کے الفاظ بے ربط تھے۔

"اللہ خیر۔" وہ پریشانی کی حالت میں فوراً باہر کی جانب لپکے۔

وہ اسے سہارہ دے کر کمرے تک لائے تھے۔ وہ اب ہوش میں آچکی تھی۔ مگر خالی خالی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ سیف صاحب نے اس سے کوئی بھی بات کرنے سے منع کیا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عروش نے باتیں سن لیں ہیں۔ وہ اسے سونے کی تلقین کرتے واپس اپنے کمرے میں آگئے وہ خالی خالی نظروں سے گھنٹوں چھت کو گھورتی رہی۔ جب نیند نہیں آئی تو اٹھ کر گرینی کے کمرے میں چلی گئی۔ وہ عیشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اب دعا میں مشغول تھیں۔ وہ جا کر ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔ وہ اپنی دعا مختصر کر کے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔

"گرینی آپ کو پتہ ہے میں آپ کو گرینی کیوں کہتی ہوں۔" وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولی۔ رشیدہ بیگم خاموش رہیں۔

"اس لیے کہ بابا کو میں بابا کہتی نہیں ہوں مانتی بھی ہوں۔ آپ کو نانو کہتی تو یہ بابا کے ساتھ ناانصافی ہوتی ناں۔" اس نے بات مکمل کر کے سوالیہ نظروں سے رشیدہ بیگم کو دیکھا جیسے تصدیق چاہتی ہو۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اب آپ مجھے پوری کہانی سنا دیں ناں۔ مما گھر سے کیوں گئیں۔ بابا سے انکی منگنی کیسے ہوئی۔ سب جو میں نہیں جانتی پلیز گرینی۔" عروش کا لہجہ التجایہ تھا۔ رشیدہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"میری شادی اور میری بہن فرخندہ کی شادی ایک گھر میں ہوئی تھی۔ اللہ نے مجھے بیٹا اور اسے بیٹی سے نوازا۔ سیف تب پانچ سال کا تھا جب اسکے چچا کی شادی ہوئی۔ یہ ہی ہماری کل کائنات تھی۔ ہم خوش تھے مطمئین تھے۔ سوچا بچوں کی شادیاں آپس میں کریں گے۔ پر تمہاری ماں پہ پڑھائی کا بھوت سوار تھا۔ سوچا منگنی کر دیں مگر درمکنون مان ہی نہیں رہی تھی۔ ایک ہی رٹ کہ نہیں ابھی پڑھ رہی ہوں۔ سیف جان چھڑکتا تھا اس پر۔ وہ کہتی دن تو کہتا سورج کی کرنیں پڑ رہی ہیں مجھ پر کہتی رات تو کہتا ہاں چاند کتنا خوبصورت ہے ناں۔ پر وہ بے چارہ تو بے خبری میں مارا گیا۔ ادھر اس کا MBA مکمل ہوا ادھر اس نے منگنی کی انگھوٹھی سیف کو واپس کر دی کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے۔ سیف اس کی مدد کرے اگر وہ بولی تو سب اس سے ناراض ہو گے اور وہ پگلا اپنے ابا جی سے جا کر بولا۔ درمکنون کے علاوہ جس سے کہیں گے وہ شادی کے لیے تیار ہے۔ گھر میں فساد مچ گیا پھر پتہ چلا وہ کسی کو پسند کرتی ہے۔ تمہارے نانا تو مرنے مارنے پہ تل گئے مگر وہ نہیں مانی۔ ادھر سیف کے ابا کو غصہ آیا اور ایک ہفتے کے اندر اندر انہوں نے سیف کی پھوپھی زاد شائستہ سے اسکی شادی کر دی۔ دونوں گھروں میں دیواریں بن گئیں۔ تمہارے نانا جب مان کے نہیں دیئے تو درمکنون گھر سے بھاگ گئی۔ کئی سال اسکا پتہ ہی نہیں چلا کہاں گئی ہم تو اس موئے لڑکے کو بھی نہیں جانتے تھے جس کے لیے وہ اس حد تک چلی گئی۔ "

"پھر سات سال بعد آئی اپنے باپ کے مرنے پر وہ درمکنون نہیں تھی۔ درمکنون کی لاش تھی محبت کا جوگ کھا گیا تھا اس وقت تم تین سال کی تھیں۔ ہم نے پھر اسے جانے نہیں دیا تیری نانی بیٹی کا دکھ نہ دیکھ سکی اور چل بسی۔ درمکنون رویا کرتی راتوں کو پکارتی امی ابا مجھے معاف کر دیں۔ میں برباد ہو گئی پر اب کیا ہو سکتا تھا ہم اسے یہاں اپنے گھر لے آئے نجانے کیا روگ لگا کہ بستر سے لگ گئی۔ میں کہتی سیف پوچھ تو کیا کہتی ہے کہا چلا گیا وہ۔ سیف کہتا وفا والوں سے بے وفاوں کی بات بھی کرو تو انہیں گالی لگتی ہے۔ وہ کچھ نہیں بتانا چاہتی تو ہم کیوں اسے فورس کریں۔ اسے بھولنے دیں میں نے پوچھا تو بولی اس کی محبت کی مدت پوری ہو گئی تھی۔ خالہ لامحدود مدت کی محبت تو میں نے کی ہے۔ اس سے کو بتاؤ ایسا بھی کیا دری نام کیا تھا اس کا کہنے لگی بے وفاوں کے بھی بھلا نام ہوتے ہیں خالہ۔ کمال کرتی ہو۔ کوئی اتہ پتہ ٹھکانہ کچھ تو بتاؤ۔ ہوا کا جھانکا تھا آیا کچھ لمحے تازگی بخشی مہکایا اور بولا خزاں مبارک اور چلا گیا۔ بہت الجھی باتیں کرتی تھی۔ میری تو سمجھ میں ہی نہ آتیں اس کے گھر والوں کا کچھ معلوم ہے۔ تو بتاؤ خالی خی نظروں سے دیکھنے لگتی۔ کہتی سزا ملی ہے دل توڑ کے اپنا دل کسی اور سے جوڑ لو تو کوئی اور اپنا دل کہیں اور جوڑنے کے لیے آپ کا دل توڑ لے گا۔ دستور دنیا ہے محبت کرو تو صرف نفرت مقدر بنتی ہے۔ الجھی کھوئی تیری ماں بھری جوانی میں اس دنیا سے چلی گئی۔ بس وہ شک نہ جا سکا شائستہ کا اور سیف کے دل سے اس کی محبت اور اسی غم نے شائستہ کو تم سے محبت کرنے سے روکے رکھا۔ پر عروش کوئی یقین کرے نہ کرے مانے نہ مانے میں مانتی ہوں درمکنون کبھی ایسا نہیں کر سکتی۔ تم اس کی جائز اولاد ہو اور اس بات کی گارنٹی میں دیتی ہوں۔ تمہیں تم وعدہ کرو اس کے بارے نہ سوچو گی نہ سوال کرو گی۔" گرینی نے اپنی بات مکمل کر کر کے اس کی طرف دیکھا۔

"آپ کو میرے بابا کا نام بھی نہیں پتہ۔" عروش نے ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے آس سے دیکھا۔ گرینی نے گردن نفی میں ہلائی۔ وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔ اذیت بڑھ گئی تھی وہ یہ تو جانتی تھی کہ اس کی ماں نے اپنی پسند سے شادی کی تھی۔ مگر یہ نہیں کہ ان کی منگنی بابا سے ہوئی تھی کبھی وہ تھوڑی دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد وہاں سے اٹھ کر باہر صحن میں آ گئی تھی۔ سب لوگ اپنے کمرے میں تھے۔ وہ یونہی افسردگی کی کیفیت میں ٹہلنے لگی۔

"کیا واقع ہی بے وفاؤں کے نام نہیں ہوتے۔ انہیں تاحیات بے وفا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔؟ یا اللہ کیوں ایسا ہوا مما بابا کہ ساتھ کیا بابا زندہ ہیں۔ مگر کہاں ہیں۔" وہ بس چکر کاٹ رہی تھی کسی بھنورے کی طرح کسی کل چین نہیں آ رہا تھا۔

"محبت نامکمل ہو تو پھر بھی سکون مل جاتا ہے۔ نہ ملے تب بھی مگر مل کے چھن جائے تو یہ تو ایسا ہے کہ کسی کو جینے کی امید دلاؤں اور پھر اپنے ہاتھوں سے اس زندگی کا گلہ گھونٹ دو۔ "

"محبوب کو محبوب سے جدا کر دیا
زندگی تجھ سا بے رحم نہ دیکھا کوئی"

شاعرہ:زریش مصطفی♡

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط:22اپریل 2018

اس قسط پر آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔